عمران سیریز
گولڈ سرکل
ارشاد العصر جعفری

ڈیئر قارئین۔

السلام علیکم۔ میرا نیا ناول "گولڈ سرکل" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں ایک ایسا مجرم سامنے آیا ہے جو دنیا بھر کی معیشت کو تباہ کرنا چاہتا ہے اور اپنے اس منصوبے کا وہ باقاعدہ اعلان بھی کرتا ہے۔ ریاست بالان میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد وہ پاکیشیا میں اپنی کارروائیوں کا آغاز کرتا ہے۔ عالمی برادری اس کے اس خطرناک منصوبے پر کوئی توجہ نہیں دیتی اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ طاغوتی طاقتیں چاہتی ہیں کہ پاکیشیا کی معیشت تباہی سے ہمکنار ہو جائے لیکن جہاں عمران جیسے جیالے موجود ہوں تو طاغوتی طاقتوں کو کامیابیاں مشکل سے ملا کرتی ہیں۔ عمران جب اس مجرم کے خلاف حرکت میں آتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ مجرم تو پاکیشیا میں موجود ہی نہیں۔ وہ تو کسی ایسی خفیہ جگہ پر ہے جہاں تک کسی کی بھی رسائی ممکن نہیں لیکن آپ تو جانتے ہیں کہ عمران زندگی کی آخری سانس تک جدوجہد کرنے کا قائل ہے۔ لہٰذا وہ مجرم کو ٹریس کرنے کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھتا ہے تو دوسری طرف مجرم پاکیشیا میں اپنی کارروائیاں کرتا رہتا ہے۔ یوں اس کشمکش کے نتیجے میں اس ناول نے جنم لیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول بھی

آپ کے ذوق کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا اور یقیناً آپ اسے پذیرائی بخشیں گے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کے لئے ایک اور انوکھا، منفرد اور ایکشن سے بھرپور ناول لکھنے میں کامیاب ہو گیا ہوں اور ہمیشہ کی طرح میں آج بھی اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ یہ سب آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ آپ کی دعائیں اور محبتیں مجھے لکھنے پر اکساتی ہیں اور آپ کے خطوط ہمیشہ میری رہنمائی کرتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اب بھی ناول پڑھنے کے بعد مجھے خط لکھیں گے اور اپنی رائے، تنقید اور تعریف سے نوازیں گے۔ بشرط زندگی اگلے ناول میں پھر ملاقات ہو گی۔ اس وقت تک کے لئے اجازت دیجئے۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری

عمران نے اپنا مضمون سائنس میگزین انٹرنیشنل کے ای میل ایڈریس پر سینڈ کیا اور اس کے بعد طویل انگڑائی لیتے ہوئے وال کلاک کی طرف دیکھا۔ وال کلاک میں دس بج چکے تھے۔ صبح وہ نماز پڑھنے اور تلاوت کرنے کے بعد چھ بجے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ گیا تھا۔ مضمون پر کافی کام تو اس نے پہلے سے کیا ہوا تھا اور باقی کام آج مکمل کر کے اس نے اپنا مضمون بھیج دیا تھا۔ سائنس میگزین کے قارئین اسے ڈاکٹر عمران چنگیزی کے نام سے جانتے تھے اور سب اس کے مضامین کو پسند کرتے تھے۔

”سلیمان“...... انگڑائی لینے کے بعد عمران نے سلیمان کو آواز دی تو وہ فوراً ہی دروازے پر نمودار ہو گئے۔

”جی صاحب“...... سلیمان نے عمران کے قریب آتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”بھئی۔ ناشتہ لے آؤ۔ جلدی آنا مجھے سخت بھوک لگی ہوئی

ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن صاحب۔ یہ ناشتے کا وقت تو نہیں ہے''...... سلیمان نے وال کلاک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تو پھر کیا لنچ ٹائم ہو گیا ہے۔ چلو ٹھیک ہے مجھے لنچ ہی کرا دو''...... عمران نے کہا۔

''صاحب۔ ابھی لنچ کا وقت نہیں ہوا۔ ابھی تو میں دوپہر کے کھانے کے لئے سودا سلف بھی نہیں لایا''...... سلیمان نے کہا۔

''ناشتہ نہ سہی، دوپہر کا کھانا نہ سہی۔ مجھے کچھ نہ کچھ تو دو۔ بھوک مجھے ستا رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''شکر ہے کوئی تو ہے جو آپ کو ستا رہی ہے ورنہ تو آپ ہی سب کو ستاتے رہتے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''میں بھوک کی بات کر رہا ہوں احمق آدمی''...... عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''صاحب۔ بھوک بھی تو مؤنث ہے اور جس آدمی کو مؤنث ستا رہی ہو اسے تو خوش ہونا چاہئے۔ آپ عجیب ہیں کہ خوش ہونے کی بجائے غصے ہو رہے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''تمہیں شاید معلوم نہیں کہ بھوکا آدمی چڑچڑا ہو جاتا ہے اور مرنے مارنے پر بھی اتر آتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''صاحب۔ چڑچڑا پن تو بڑھاپے کی علامت ہے اور اگر آپ اس بیماری کا شکار ہو گئے ہیں تو مجھے افسوس ہے کہ آپ کی جوانی

بے رنگ گزر گئی۔ اب آپ کو اچھا رشتہ ملنا بھی ممکن نہیں۔ خیر میں بیگم صاحبہ کو فون کرتا ہوں۔ وہ ماں ہیں کوشش کریں گی کہ آپ کے لئے کوئی اچھا رشتہ مل جائے''...... سلیمان نے افسوس زدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سٹڈی روم سے باہر نکل گیا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ ٹرے اٹھائے واپس آ گیا۔ ٹرے میں ناشتے کے برتن رکھے ہوئے تھے۔ اس نے خاموشی کے ساتھ ٹرے عمران کے سامنے میز پر رکھی اور پھر واپس چلا گیا۔ عمران ناشتے سے فارغ ہوا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ٹیلی فون کمپیوٹر کے قریب میز پر رکھا ہوا تھا اور چونکہ اس نے نیٹ ڈس کنیکٹ کر دیا تھا اس لئے ٹیلی فون پر بیل آ گئی تھی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ''۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''بہت ہی بری بات ہے جناب۔ بہتان تو نہیں بولنا چاہئے''۔ عمران نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''فضول باتیں مت کرو اور لگتا ہے کہ تم نے آج کے اخبارات نہیں دیکھے۔ تم اخبارات دیکھ لو۔ میں پھر تمہیں فون کرتا ہوں''۔ دوسری طرف سے سرسلطان نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کال بھی منقطع ہو گئی۔

''صاحب۔ اب تو کنفرم ہو گیا ہے''...... عمران نے ٹیلی فون کا رسیور رکھا تو اسے سلیمان کی آواز سنائی دی جو برتن اٹھا رہا تھا۔

''کیا کنفرم ہو گیا ہے''...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''یہی کہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ میں نے بڑھاپے کی دوسری علامت بھی آپ میں نوٹ کر لی ہے''...... سلیمان نے سنجیدگی سے کہا۔

''اچھا۔ کیا ہے وہ دوسری علامت''...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

''بڑھاپے میں چڑچڑے پن کے ساتھ ساتھ انسان کی قوت سماعت بھی کمزور ہو جاتی ہے اور اسے اونچا سنائی دینے لگتا ہے۔ بعض لفظ تو اسے صحیح سنائی بھی نہیں دیتے۔ لکڑی بولو تو اسے لڑکی سنائی دیتا ہے، چائے کہو تو وہ پائے سمجھتا ہے اور سلطان کو بہتان سمجھ لیتا ہے''...... سلیمان نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے بعد وہ ایک بار پھر سٹڈی روم سے باہر نکل گیا جبکہ عمران اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ عمران چند لمحے تو حیرت زدہ سا بیٹھا رہا پھر وہ اٹھ کر سٹنگ روم میں آ گیا کیونکہ اخبارات سٹنگ روم میں رکھے ہوئے تھے۔ وہ صبح چھ سے سات بجے کے دوران ناشتہ کر لیتا تھا اور ناشتے کے بعد وہ تمام اخبارات تفصیل سے پڑھتا تھا لیکن آج مضمون پر کام کرنے کی وجہ سے اس نے ناشتہ تاخیر سے کیا تھا اور

اخبار تو ابھی تک پڑھے ہی نہیں تھے۔ سٹنگ روم میں اخبارات میز پر رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک اخبار اٹھایا اور پھر صوفے پر بیٹھ کر اسے پڑھنے لگا۔ پہلے صفحے پر نظر پڑتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ پہلے صفحے پر ایک بڑا اشتہار لگا ہوا تھا۔ یہ اشتہار ڈاکٹر گولڈ کی طرف سے تھا اور اس اشتہار میں حکومت پاکیشیا کو خبردار کیا گیا تھا کہ اگر وہ اپنے ملک میں موجود سونے کے ذخائر کی حفاظت کر سکتی ہے تو کر لے کیونکہ ڈاکٹر گولڈ جو کہ بین الاقوامی تنظیم گولڈ سرکل کا چیف ہے پاکیشیا کے سونے کے ذخائر چرا لے گا جس طرح کہ اس نے ریاست بالان کے سونے کے تمام ذخائر حاصل کر کے بالان کو معاشی طور پر تباہ کر دیا ہے۔

عمران نے دو تین بار یہ اشتہار پڑھا۔ اس کے بعد اس نے وہ اخبار رکھ کر دوسرا اخبار اٹھا لیا۔ اس اخبار میں بھی یہ اشتہار موجود تھا۔ عمران ایک بار پھر یہ اشتہار پڑھ رہا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ''۔ اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ میں سلطان بول رہا ہوں۔ تم نے دیکھ لئے ہیں اخبارات''...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''جی ہاں۔ اخبارات دیکھ لئے ہیں لیکن آج تو کوئی خاص تصویر شائع نہیں ہوئی۔ میرا خیال ہے کہ صرف سنڈے میگزین میں ہی

اداکاراؤں کی اچھی اچھی تصاویر شائع ہوتی ہیں یا پھر دوپہر کے اخبارات اداکاراؤں کی جہازی سائز اور تسکین دل قسم کی تصاویر شائع کرتے ہیں لیکن ابھی وہ اخبارات میں دیکھ نہیں سکا کیونکہ وہ ابھی آئے ہی نہیں''...... عمران کی زبان رواں ہوئی تو پھر میرٹھ کی قینچی کی طرح چلتی ہی چلی گئی۔

''نجانے تم کیا کچھ کہے جا رہے ہو۔ تمہاری باتیں میری سمجھ میں تو نہیں آ رہیں۔ تم نے وہ اشتہار پڑھا ہے جو کسی مسٹر گولڈ کی طرف سے شائع ہوا ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''جناب سلطان معظم۔ آپ نے اخبارات دیکھنے کا شاہی حکم صادر فرمایا تھا، پڑھنے کا نہیں اور بندہ نادان علی عمران، سلطانی حکم سے بڑھ کر کوئی کام کرنے کی جرأت کیسے کر سکتا ہے''...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ایک تو تم سے بات کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ تم ایسا کرو کہ فوراً میرے آفس آ جاؤ''...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال بھی منقطع ہو گئی۔ عمران نے منہ بنایا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر پانچ منٹ بعد وہ تیار ہو کر اپنی کار میں بیٹھ کر روانہ ہو گیا اور کچھ دیر بعد اس کی کار سر سلطان کے آفس پہنچ گئی۔ عمران ان کے آفس میں داخل ہوا تو وہ فون پر کسی سے باتیں کر رہے تھے۔ عمران کے سلام کا جواب دینے کے بعد انہوں نے عمران کو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

''تم نے ڈاکٹر گولڈ کی طرف سے شائع کرایا گیا اشتہار پڑھ لیا ہو گا''...... فون کا رسیور رکھنے کے بعد سر سلطان نے عمران کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

''سر سلطان۔ وہ ڈاکٹر گولڈ ہے اس لئے گولڈ پر اس کا حق ہے۔ آپ اس سلسلے میں کیوں پریشان ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم نے اس معاملے کو سنجیدہ لیا ہی نہیں۔ عمران۔ سوچو۔ اگر پاکیشیا کے سونے کے ذخائر چوری ہوئے تو کیا ہو گا۔ ہمارا ملک تباہ ہو جائے گا۔ معاشی طور پر بالکل ختم ہو جائے گا۔ کرنسی ڈی ویلیو ہو جائے گی۔ یہاں غربت و افلاس کا وہ طوفان آئے گا جو ہم سب کو بہا کر لے جائے گا۔ ہمارے پاس کھانے پینے کو کچھ نہیں ہو گا۔ لوگ کھانے پینے کی اشیاء کے لئے ایک دوسرے کی جان کے دشمن بن جائیں گے۔ تم تصور کرو عمران کہ ہم کہاں سے کہاں پہنچ جائیں گے''...... سر سلطان نے مستقبل کی تصویر کشی کرتے ہوئے کہا۔

''سر سلطان۔ ہمارا ملک زرعی ملک ہے۔ یہاں کھانے پینے کی چیزوں کی قلت نہیں ہو سکتی''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''عمران بیٹے۔ ہم بہت سی چیزیں دوسرے ملکوں سے منگواتے ہیں اور بہت سی اشیاء انہیں بھیج کر زرمبادلہ کماتے ہیں جو ہماری ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ رک جائے تو ملکی ترقی

رک جائے گی۔ پاکیشیا کے پاس اس وقت اربوں ڈالرز مالیت کے سونے کے ذخائر موجود ہیں۔ اگر وہ ذخائر چوری ہو جائیں تو پاکیشیا ترقی میں چالیس پچاس سال پیچھے چلا جائے گا''...... سرسلطان نے کہا۔

''ٹھیک ہے کہ پاکیشیا کے پاس اربوں ڈالرز کے سونے کے ذخائر موجود ہیں لیکن یہ چوری کیسے ہوں گے۔ کیا حکومت نے ان ذخائر کی حفاظت کے لئے کوئی بندوبست نہیں کیا ہوا''...... عمران نے کہا۔

''کیا ہوا ہے لیکن ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں عجیب سی رپورٹس ملی ہیں۔ تم جانتے ہو کہ ریاست بالان سونے میں خود کفیل ریاست تھی۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ سونا اس ریاست میں تھا جس کی وجہ سے اس ریاست کی عوام خوشحال تھی۔ ایک دن ریاست بالان کے اخبارات میں بھی ایسا ہی اشتہار شائع ہوا لیکن ریاست بالان کے حکام نے اس اشتہار پر کوئی توجہ نہ دی۔ لیکن چند روز بعد وہاں کی حکومت کو پتہ چلا کہ ان کے سب سے بڑے بینک میں موجود سونا غائب ہو گیا ہے۔ پھر اس واقعے کے بعد وہاں وقفے وقفے سے یہ سلسلہ جاری ہو گیا۔ حکومت بالان نے اس چوری کو روکنے کے لئے تمام ممکنہ اقدامات کئے لیکن بے سود۔ دو ماہ کے اندر اندر اس ملک سے تمام سونا غائب ہو گیا۔ بینکوں، حکومت کے خزانوں کے علاوہ بالان میں موجود سونے کی دکانوں سے بھی

سونا غائب ہو گیا۔ اب وہاں کے حالات انتہائی ابتر ہو گئے ہیں۔ جو لوگ خوشحال تھے اب گداگر ہو چکے ہیں۔ بالان اقوام متحدہ کو فنڈ دینے والا ملک تھا۔ اب وہ اقوام متحدہ سے امداد لے رہا ہے لیکن وہ امداد اونٹ کے منہ میں زیرے والی بات ہے اور اس طرح کی امداد سے کسی بھی قوم کی خودداری کا جنازہ نکل جاتا ہے''۔ سرسلطان نے کافی طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''کہتے ہیں کہ ہمارا ملک بھی غیر ملکی امداد پر چل رہا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنی خودداری کا جنازہ اپنے ہاتھوں سے اٹھا رہے ہیں''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے۔ ہم اپنی خودداری کو اپنے ہاتھوں دفنا چکے ہیں''...... سرسلطان نے اس مرتبہ دھیمی آواز میں کہا۔

''ریاست بالان کے حالات سے میں اچھی طرح واقف ہوں اور وہاں سونے کی چوری کے جو واقعات ہوئے ہیں میں نے ان کے بارے میں بھی پڑھا ہے لیکن یہ چوری وغیرہ روکنا، اس کی انویسٹی گیشن کرنا سیکرٹ سروس کا کام تو نہیں ہے۔ چوری جیسے جرائم کی روک تھام تو پولیس کے دائرہ اختیار میں آتی ہے۔ آپ محکمہ پولیس کو چوکس کریں''...... عمران نے کہا۔

''یہ عام چوری نہیں ہے اور چور بھی گلی محلے میں پھرنے والا عام سا چور نہیں ہے۔ وہ ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کا چیف ہے اور

یہ تنظیم حکومت سے ٹکراتی ہے۔ اس لئے ان چوروں کو پکڑنا پولیس کے بس کا کام نہیں ہے۔ میں یہ کیس سیکرٹ سروس کے حوالے کر رہا ہوں۔ تم سونے کے ذخائر کا جائزہ بھی لو اور ان کی حفاظت کے لئے کئے گئے اقدامات بھی دیکھ لو۔ ڈاکٹر گولڈ اگر بالان میں کامیاب رہا ہے تو اسے یہاں ناکام ہونا چاہئے''...... سرسلطان نے کہا۔

''اوکے۔ آپ مجھے سونے کے سرکاری ذخائر کی تفصیلات دانش منزل بھجوا دیں۔ اس کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں کیا ہوسکتا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اٹھنے لگا۔

''میرا خیال ہے کہ تم اس معاملے کو ابھی تک سنجیدگی سے نہیں لے رہے''...... سرسلطان نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے سرسلطان۔ میں اس معاملے کی نزاکت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں اور پھر یہ تو اربوں ڈالرز کی بات ہے۔ میرا بس چلے تو اپنے ملک کا ایک پیسہ بھی ناجائز کام پر ضائع نہ ہونے دوں''...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا تو سرسلطان نے اس بار مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ عمران نے انہیں سلام کیا اور اس کے بعد وہ ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہو رہا تھا۔ بلیک زیرو حسب عادت اس کے استقبال کے لئے کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران تو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو چائے بنانے

کے لئے کچن کی طرف بڑھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آج آپ کچھ سنجیدہ سے دکھائی دے رہے ہیں۔ خیر تو ہے''...... بلیک زیرو کچن سے واپس آیا تو اس نے چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے کہ پہلے میں جوکر دکھائی دیتا تھا''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ میں تو ایسا سوچنے کی جرأت ہی نہیں کر سکتا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''بس طاہر۔ کچھ ماحول ہی ایسا ہو گیا ہے۔ دو چار باتیں مذاق کی کر لوں تو لوگ کہتے ہیں کہ فضول باتیں کر رہے ہو۔ کچھ سنجیدہ ہو جاؤ تو سمجھتے ہیں میری طبیعت خراب ہے۔ اب میں کیا کروں''۔ عمران نے عاجز آئے ہوئے انداز میں کہا۔

''عمران صاحب۔ سیانے لوگ کہتے ہیں کہ دنیا کی پرواہ مت کرو۔ اپنے لائف سٹائل کے مطابق زندگی بسر کرو۔ سو آپ بھی اپنے ہی انداز سے زندگی گزاریں''...... بلیک زیرو نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہارا مشورہ بالکل ٹھیک ہے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ تم نے آج کے اخبارات پڑھے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اور آپ غالباً ڈاکٹر گولڈ کے اشتہار کو ڈسکس کرنا چاہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ تم تو اب بہت ہی سمجھ دار ہو گئے ہو“...... عمران نے کچھ ایسے انداز میں کہا کہ بلیک زیرو شرمندہ سا ہو گیا۔

”ارے بھئی۔ میں نے تمہاری تعریف کی ہے۔ تم نے بالکل درست اندازہ لگایا ہے۔ میں ڈاکٹر گولڈ کے معاملے پر ہی تم سے بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ سر سلطان نے مجھے دفتر بلا کر اس معاملے پر بات چیت کی ہے“...... عمران نے بلیک زیرو کے چہرے پر شرمساری کے تاثرات دیکھ کر کہا اور پھر اس نے سر سلطان سے ملاقات کی تفصیل بھی بتا دی۔

”عمران صاحب۔ معاملات واقعی انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر ڈاکٹر گولڈ ہمارے ملک سے سارا سونا چرا لیتا ہے تو ہم معاشی طور پر تباہ ہو جائیں گے۔ ہمارا بھی وہی حشر ہونا ہے جو اس وقت ریاست بالان کا ہو رہا ہے۔ ریاست بالان شدید معاشی بدحالی کا شکار ہو چکی ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اب تم اس معاملے کو سنجیدہ کہہ رہے ہو تو پھر سنجیدہ ہونا ہی پڑے گا اور سب سے پہلے تو یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ اشتہار اخبارات میں کس نے شائع کرایا ہے“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ایک اخبار اٹھایا اور اس پر لکھا فون نمبر دیکھا۔ اس کے بعد عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

”یس۔ ڈیلی مارننگ نیوز“...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے

جانے کے بعد نسوانی آواز سنائی دی۔

”سپرنٹنڈنٹ فیاض احمد فرام سنٹرل انٹیلی جنس اسپیکنگ“۔ عمران نے سوپر فیاض کی آواز میں کہا۔

”یس سر۔ حکم سر“...... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

”اپنے ایڈیٹر سے بات کراؤ۔ فوراً“...... عمران نے بارعب لہجے میں کہا۔

”اوکے سر۔ ہولڈ کیجئے“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رسیور پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”یس۔ ممتاز احمد چیف ایڈیٹر مارننگ نیوز“...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”فیاض احمد سپرنٹنڈنٹ سنٹرل انٹیلی جنس“...... عمران نے ایک بار پھر سوپر فیاض کا نام استعمال کرتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ فرمائیے۔ ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں“۔ دوسری طرف سے ایڈیٹر کی آواز سنائی دی۔

”آپ کے اخبار میں کسی ڈاکٹر گولڈ کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے۔ یہ اشتہار کس نے بک کرایا ہے“...... عمران نے سوپر فیاض کی آواز میں اور بارعب لہجے میں کہا۔

”سر۔ یہ تو ہمارے بزنس سیکرٹ ہیں اور بزنس سیکرٹ تو ہم نہیں بتا سکتے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''آپ نے اشتہار شائع کر دیا ہے لیکن اشتہار کی سنگینی کا شاید آپ کو احساس نہیں ہوا۔ یہ اشتہار ملک کے مفاد کے خلاف ہے۔ یہ اشتہار شائع کرنے پر سنٹرل انٹیلی جنس آپ کے خلاف غداری کا پرچہ درج کر رہی ہے اور غداری کے جرم میں آپ کو حراست میں بھی لیا جائے گا''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے''...... دوسری طرف سے ایڈیٹر کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اگر ملک کا کوئی وزیر، مشیر، اعلیٰ عہدیدار، صدر، وزیراعظم بھی غداری کے مرتکب ہوں تو سنٹرل انٹیلی جنس انہیں بھی گرفتار کر کے جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھیج سکتی ہے کیونکہ غداری کا قانون ہر ملک میں موجود ہے اور غداری کی سزا بھی موت ہے۔ آپ کو تو بتانے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ آپ یہ باتیں جانتے ہوں گے۔ آپ ایسے ہی تو ایک بڑے اخبار کے ایڈیٹر نہیں بن گئے''۔ عمران نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ یہ اشتہار صرف ہمارے ہی اخبار میں شائع نہیں ہوا۔ بلکہ دارالحکومت کے تقریباً تمام بڑے اخباروں میں شائع ہوا ہے''۔ دوسری طرف سے ایڈیٹر کی اور بھی زیادہ گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تمام ایڈیٹر اور اخبار مالکان کے خلاف غداری کا پرچہ درج ہو جائے گا اور آپ سب جیل کی دال روٹی کھائیں گے۔ آپ کو گرفتار

کرنے کے لئے میں ابھی فورس بھیج رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ آپ پوچھیں۔ آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ ابھی تو میں آپ کے سوالات کے جواب دے دیتا ہوں لیکن میں آپ کی ان دھمکیوں اور رویئے کے خلاف اپنی یونین کو آگاہ کروں گا اور ہماری یونین آپ کا احتساب کرے گی''...... دوسری طرف سے ایڈیٹر کی آواز سنائی دی۔

''ہاں بتائیں۔ یہ اشتہار کس نے بک کرایا تھا''...... عمران نے اس کی دھمکی کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ عمران جانتا تھا کہ اس نے ایڈیٹر کے غبارے سے ہوا نکال دی ہے اور اب کھسیانی بلی صرف کھمبا ہی نوچ سکتی ہے۔

''کل شام کو ایک آدمی آفس آ کر لفافہ دے گیا تھا جس میں اشتہار اور اشتہار کا چار گنا معاوضہ تھا اور چونکہ اخبار کو چار گنا معاوضہ مل گیا تھا اس لئے یہ اشتہار شائع کر دیا گیا''...... ایڈیٹر نے کہا۔

''یعنی صرف معاوضے کے لالچ میں یہ سوچے سمجھے بغیر کہ اس اشتہار کے عوام پر کیا اثرات مرتب ہوں گے آپ نے اشتہار شائع کر دیا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ آج کل اخباروں کے مالی حالات ٹھیک نہیں ہیں اس لئے اشتہارات پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے''...... دوسری طرف سے ایڈیٹر نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔

''آپ کے خلاف قانونی کارروئی ہو گی اور آپ اس کے لئے ذہنی طور پر تیار رہیں''...... عمران نے ایک مرتبہ پھر سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے کریڈل پریس کر کے کال منقطع کر دی۔ دوبارہ ٹون آئی تو عمران ایک بار پھر نمبرز پریس کرنے لگا۔ طویل نمبرز پریس ہوتے دیکھ کر بلیک زیرو سمجھ گیا کہ عمران بیرون ملک کال کر رہا ہے۔

''یس۔ سٹار سرچنگ کارپوریشن''...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ ہارڈی سے بات کراؤ''...... عمران نے کہا۔

''پرنس آف ڈھمپ۔ سر یہ کون سا ملک ہے جس کے آپ پرنس ہیں''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''ہمالیہ کی ترائی میں ریاست ڈھمپ واقع ہے۔ یہ آزاد، خودمختار اور انتہائی خوبصورت وادی ہے۔ آپ کبھی ہارڈی کے ساتھ تشریف لے آئیں۔ آپ یہاں ہماری سرکاری مہمان ہوں گی''۔ عمران نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ میں باس سے آپ کی بات کراتی ہوں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رسیور پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ ہارڈی اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''نامکمل بات نہ کیا کرو۔ صرف ہارڈی نہیں بلکہ کہو کہ بازی ہار دی''...... عمران نے کہا۔

''بازی ہار دی۔ کون ہو تم اور تم نے یہ جملہ کس زبان میں بولا ہے''...... دوسری طرف سے ہارڈی نے حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''یہ جملہ میں نے ریاست ڈھمپ کی سرکاری زبان میں بولا ہے اور اگر پرنس آف ڈھمپ، ڈھمپ کی سرکاری زبان نہیں بولے گا تو پھر کون بولے گا''...... عمران نے کہا۔

''پرنس آف ڈھمپ۔ اوہ۔ اوہ۔ تو یہ تم ہو۔ سوری پرنس۔ میں تمہاری آواز نہ پہچان سکا۔ میں نے بہت عرصے بعد تمہاری آواز سنی ہے''...... دوسری طرف سے ہارڈی نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم اچھے دوست ہو۔ دوستوں کو بھلا دیتے ہو''...... عمران نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''پرنس۔ میں نے تمہیں کبھی نہیں بھلایا۔ تم نے ہی ایک عرصے بعد فون کیا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے کسی مقصد کے تحت ہی فون کیا ہو گا کیونکہ تم جیسا مصروف آدمی بلا وجہ کسی کو فون نہیں کرتا''...... ہارڈی کی آواز سنائی دی۔

''اب ایسی بات بھی نہیں ہے۔ میں حال احوال پوچھنے کے لئے بھی فون کر سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

"اچھا۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں کس قسم کی معلومات چاہئیں"۔ دوسری طرف سے ہارڈی نے پوچھا۔

"اب تم اپنا بزنس ہی کرنا چاہتے ہو تو پھر مجھے ڈاکٹر گولڈ اور اس کی تنظیم گولڈ سرکل کے بارے میں معلومات مہیا کرو"...... عمران نے کہا۔

"گولڈ سرکل۔ ہونہہ۔ پرنس۔ تم ایسا کرو کہ آدھے گھنٹے بعد مجھے فون کرو۔ میں ریکارڈ چیک کر کے بتاتا ہوں"...... دوسری طرف سے ہارڈی نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

"اوکے۔ اپنا معاوضہ۔ بینک اکاؤنٹ اور بینک برانچ کے بارے میں بتاؤ۔ میں تمہارا معاوضہ تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دوں"...... عمران نے کہا۔

"ابھی نہیں پرنس۔ میں معلومات تمہیں مہیا کر دوں۔ پھر تم مجھے معاوضہ بھجوا دینا"...... ہارڈی نے کہا۔

"اوکے۔ بیسٹ آف لک"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"گولڈ سرکل کے بارے میں ہارڈی کے پاس معلومات نہیں ہیں"...... رسیور رکھنے کے بعد عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"آپ نے یہ اندازہ کیسے لگایا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کے انداز اور معاوضہ نہ بتانے سے۔ اگر اس کے پاس معلومات ہوتیں تو وہ بینک کی تفصیلات اور معاوضہ بتا دیتا"۔ عمران

نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اسی وقت ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور دوسری میز کی دراز پر لگا بلب جل اٹھا۔

"سر سلطان نے سونے کے ذخائر کی تفصیلات بھیجی ہیں"۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے دراز کھولی۔ اس میں ایک لفافہ موجود تھا جس پر سرکاری مہر لگی ہوئی تھی اور سر سلطان کے دستخط بھی تھے۔ یہ لفافہ دانش منزل کے مین گیٹ پر لگے لیٹر بکس میں ڈالا گیا تھا جو آٹومیٹک سسٹم کے تحت اس میز کی دراز میں آ گیا تھا۔ بلیک زیرو نے لفافہ دراز سے نکال کر عمران کی طرف بڑھایا۔ عمران نے لفافہ لے کر کھولا اور کاغذات دیکھنے لگا۔

تم یہ کاغذات سکین کر کے جولیا کے ای میل ایڈریس پر سینڈ کر دو"...... کاغذات پر ایک نظر ڈالنے کے بعد عمران نے وہ کاغذات بلیک زیرو کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر"...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس نے عمران سے کاغذات لئے اور کمپیوٹر کی طرف متوجہ ہوا جبکہ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس جولیا اسپیکنگ"...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ حکم"...... اس مرتبہ دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’تمہارے ای میل ایڈریس پر سونے کے سرکاری ذخائر کی تفصیلات بھیجی جا رہی ہیں۔ تم نے تنویر، صفدر، کیپٹن شکیل اور چوہان کی ڈیوٹی لگانی ہے کہ وہ ان مقامات پر ڈیوٹی دیں گے جہاں یہ ذخائر موجود ہیں۔ ان مقامات پر سیکورٹی کے انتظامات پہلے سے موجود ہیں لیکن یہ لوگ وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کی حیثیت سے ڈیوٹی دیں گے اور وہاں موجود تمام سیکورٹی افسران ان کا حکم ماننے کے پابند ہوں گے‘‘...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

’’اوکے چیف۔ میں ان ممبران کو اپنے فلیٹ پر طلب کر لیتی ہوں‘‘...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’کوئی بات جو تم نے پوچھنی ہو‘‘...... عمران نے ایکسٹو کی آواز میں لیکن نرم لہجے میں کہا۔

’’چیف۔ کیا یہ کارروائی ڈاکٹر گولڈ کے اس اشتہار کی وجہ سے ہو رہی ہے جو اس نے اخبارات میں شائع کرایا ہے‘‘...... جولیا نے پوچھا۔

’’یس‘‘...... عمران نے مختصراً کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس کی نظریں وال کلاک کی طرف گئیں۔ ہارڈی کا بتایا ہوا وقت پورا ہو چکا تھا۔ اس نے رسیور پھر اٹھا لیا اور ہارڈی کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

’’یس۔ سٹار سرچنگ کارپوریشن‘‘...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف

سے نسوانی آواز سنائی دی۔

’’پرنس آف ڈھمپ اسپیکنگ‘‘...... عمران نے شہزادوں کے انداز میں بارعب لہجے میں کہا۔

’’اوہ پرنس آپ۔ اوکے۔ میں باس سے آپ کی بات کراتی ہوں‘‘...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی اور پھر رسیور پر خاموشی طاری ہو گئی۔

’’یس۔ ہارڈی اسپیکنگ‘‘...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

’’پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’پرنس۔ میں آپ سے شرمندہ ہوں۔ ہمارے ریکارڈ میں گولڈ سرکل کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ یہ ایک نئی تنظیم ہے جو سائنس میں بہت ایڈوانس ہے۔ اس کے چیف کا نام ڈاکٹر گولڈ ہے۔ کچھ دن پہلے اس نے ریاست بالان سے تمام سونا چرا لیا ہے جس کی وجہ سے ریاست بالان معاشی بدحالی کا شکار ہوئی ہے اور یہ جو معلومات میں تمہیں دے رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں یہ باتیں پہلے سے معلوم ہوں گی‘‘...... دوسری طرف سے ہارڈی کی آواز سنائی دی۔ آخری بات سن کر عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

’’اپنی معلومات کو اپ ڈیٹ کر لو کہ گولڈ سرکل نے پاکیشیا کا رخ کر لیا ہے اور حکومت پاکیشیا کو بذریعہ اخبارا اشتہارات بتایا ہے

کہ گولڈ سرکل پاکیشیا میں موجود سونے کے سرکاری ذخائر چوری کر لے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر گولڈ سرکل نے پاکیشیا کا رخ کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب اس کے دن گنے جا چکے ہیں''...... دوسری طرف سے ہارڈی کی آواز سنائی دی۔

''تھینک یو ہارڈی۔ تم میرا سیل نمبر نوٹ کر لو۔ اگر تمہیں گولڈ سرکل یا ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں کچھ معلومات مل جائیں تو مجھے فون کر دینا۔ تمہیں تمہاری مرضی کا معاوضہ ملے گا''...... عمران نے کہا۔

''میں کوشش کرتا ہوں کہ مجھے معلومات مل جائیں۔ اگر مل گئیں تو میں لازماً تمہیں بتاؤں گا اور مجھے اس کے لئے تم سے معاوضہ بھی نہیں لینا۔ تم اپنا سیل نمبر بتاؤ''...... دوسری طرف سے ہارڈی نے کہا تو عمران نے اسے اپنا عام سیل فون نمبر بتا دیا۔ اس کے بعد عمران نے الوداعی کلمات کہے اور رسیور رکھ دیا۔

''گولڈ سرکل تو نیا نام لگتا ہے۔ میں ڈاکٹر گولڈ کا نام چیک کر لوں۔ شاید یہ نام ریکارڈ میں کہیں لکھا ہوا مل جائے''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور اس کے بعد وہ اٹھ کر لائبریری کی طرف چلا گیا۔ اس کی واپسی تقریباً ایک گھنٹے بعد ہوئی۔

''عمران صاحب۔ ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں کچھ معلوم ہوا''...... عمران اپنی کرسی پر بیٹھ چکا تو بلیک زیرو کرسی سے اٹھتے

ہوئے بولا۔

''نہیں۔ ڈاکٹر گولڈ کا نام بھی مجھے کرمنلز کی لسٹ میں کہیں نظر نہیں آیا لیکن تم کیوں کھڑے ہو گئے ہو''...... عمران نے کہا۔

''میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے بنا کر لے آیا۔

''عمران صاحب۔ جولیا نے رپورٹ دی ہے کہ جن ممبران کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے وہ اپنی اپنی ڈیوٹی پر پہنچ چکے ہیں اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ ممبران وہاں کے سیکورٹی انتظامات سے مطمئن ہیں''...... بلیک زیرو نے چائے کا کپ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

''حیرت ہے کہ ایک نئی مجرم تنظیم نے آپ کو پریشان کر دیا ہے''...... بلیک زیرو نے عمران کو سوچ میں ڈوبا ہوا دیکھا تو حیرت بھرے لہجے میں بولا۔

''ریاست بالان میں اس تنظیم کی جو کارکردگی سامنے آئی ہے وہ حیران کن ہے۔ وہاں بھی ڈاکٹر گولڈ نے پہلے اخبارات میں اشتہارات دیئے تھے۔ بالان کے سیکورٹی ادارے اور سیکرٹ ایجنسیاں بہت منظم، فعال اور بہترین کارکردگی کے حامل ہیں۔ سب ادارے مل کر بھی اپنے ملک میں ہونے والی سونے کی چوریوں کو نہیں روک سکے۔ نہ ہی گولڈ سرکل اور ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں

کچھ معلوم کر سکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ایسا ہی ہے۔ بالان کے سونے کے ذخائر کی سیکورٹی پر موجود افراد کو معلوم ہی نہیں ہوتا تھا اور سونا غائب ہو جاتا تھا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔ عمران نے بلیک زیرو کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس۔ جولیا اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔ حسب عادت عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا تھا اس لئے جولیا کی آواز بلیک زیرو کو بھی سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... ایکسٹو کی آواز سنتے ہی دوسری طرف سے جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نعمانی، خاور اور صدیقی کو ہدایت کر دو کہ وہ دارالحکومت میں پھیل جائیں۔ اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھیں۔ ڈاکٹر گولڈ کی طرف سے شائع ہونے والا اشتہار سب نے پڑھ لیا ہو گا۔ اس اشتہار کو ذہن میں رکھ کر اس کے متعلق کسی بھی سرگرمی یا فرد کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ اس کام میں تم نے بھی ان کا ساتھ دینا ہے''...... عمران نے ایکسٹو کی آواز میں کہا۔

''اوکے چیف۔ آپ کی حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا سیل فون جیب سے نکالا اور ٹائیگر کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس باس۔ ٹائیگر اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''ٹائیگر۔ آج کے اخبارات میں کسی ڈاکٹر گولڈ کی طرف سے اشتہار شائع ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے وہ اشتہار پڑھا ہے''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ آواز میں کہا۔

''ٹائیگر۔ یہ تنظیم گولڈ سرکل اپنی کارروائیوں کے لئے جدید ترین سائنسی آلات و مشینری استعمال کرتی ہے۔ اب یہ تنظیم پاکیشیا میں آئی ہے تو اپنے ساتھ سائنسی آلات اور مشینری بھی لائی ہو گی اور یہ کام زیر زمین دنیا کے کسی فرد کی مدد کے بغیر بہت مشکل ہے اس لئے تم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ پچھلے کچھ دنوں میں جدید سائنسی مشینری تو کسی گروپ یا فرد کی مدد سے پاکیشیا نہیں لائی گئی''...... عمران نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں معلوم کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران نے کال منقطع کر دی۔

''میرا خیال ہے کہ اسٹیٹ بینک آف پاکیشیا کے ہیڈکوارٹر کا ایک چکر میں بھی لگا لوں''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ اس طرح سے ہم مزید مطمئن ہو جائیں گے''۔ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو عمران اپنی کرسی سے اٹھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اسٹیٹ بینک آف پاکیشیا

کے ہیڈکوارٹر پہنچ چکا تھا۔ یہاں صفدر ڈیوٹی پر موجود تھا۔ اسٹیٹ بینک آف پاکیشیا کے ہیڈکوارٹر میں پبلک ڈیلنگ نہیں ہوتی تھی۔ یہاں ملک بھر کی برانچز کا ریکارڈ ہوتا تھا۔ ملک کے تمام بینکوں کو یہاں سے کنٹرول کیا جاتا تھا اور انہیں ہدایات بھی یہیں سے جاری ہوتی تھیں۔ عمران نے چونکہ راستے میں صفدر کو فون کر دیا تھا اس لئے جیسے ہی عمران کی کار ہیڈکوارٹر کی بلڈنگ میں داخل ہوئی، صفدر اس کے قریب آ گیا۔

’’آیئے عمران صاحب۔ میں آپ کو چیف سے ملواؤں‘‘۔ رسمی سلام دعا کے بعد صفدر نے کہا۔

’’ہائیں۔ چیف یہاں بھی پہنچ گیا ہے‘‘...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

’’میں اپنے چیف کی نہیں بلکہ اسٹیٹ بینک کے چیف کی بات کر رہا ہوں جو کہ اسٹیٹ بینک کا سربراہ ہوتا ہے‘‘...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’لیکن اسٹیٹ بینک کا سربراہ تو گورنر آف اسٹیٹ بینک ہوتا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’عمران صاحب۔ جس طرح کسی مجرم تنظیم کے کئی باس ہوتے ہیں اور پھر ان تمام پر ایک بگ باس مسلط ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی کئی سربراہ ہیں اور ان تمام سربراہوں کا سب سے بڑا سربراہ گورنر آف اسٹیٹ بینک ہوتا ہے۔ اس کا آفس اس بلڈنگ میں

نہیں ہے بلکہ اس کا آفس سیکرٹریٹ روڈ پر ہے‘‘...... صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ عمران اسٹیٹ بینک کے سربراہ کو جانتا ہے۔

چیف کے دفتر کی طرف بڑھتے ہوئے عمران نے ارد گرد کا جائزہ بھی لیا۔ وہاں پولیس اور فوج کے درجنوں جوان موجود تھے جن کے پاس جدید اسلحہ تھا اور وہ انتہائی چوکس دکھائی دے رہے تھے۔ صفدر کے متعلق چونکہ انہیں خصوصی ہدایات ملی ہوئی تھیں اور عمران، صفدر کے ساتھ تھا اس لئے عمران کے راستے میں کوئی نہیں آیا۔ عمران، صفدر کے ساتھ چیف کے دفتر میں داخل ہوا تو چیف نے اٹھ کر عمران کا استقبال کیا۔ چیف ادھیڑ عمر کا ایک بارعب شخص تھا جس کا نام رئیس الدین تھا۔

’’سر۔ یہ رئیس الدین صاحب ہیں یہاں کے چیف اور رئیس الدین صاحب یہ علی عمران صاحب ہیں ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی اور جناب ایکسٹو کے جو اختیارات ہیں وہ آپ کو حکومت کی طرف سے بتا دیئے گئے ہیں۔ نمائندہ خصوصی کی حیثیت سے عمران صاحب بہت سے اختیارات استعمال کر سکتے ہیں‘‘...... صفدر نے ان دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا تو رئیس الدین، عمران سے کافی متاثر نظر آنے لگا۔

’’تشریف رکھیئے سر‘‘...... رئیس الدین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران اور صفدر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ رئیس الدین بھی اپنی

کرسی پر بیٹھا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر چائے لانے کے لئے کہا۔

''رئیس صاحب۔ سونے کا ذخیرہ اسی بلڈنگ میں ہے''۔ عمران نے سوالات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ اس بلڈنگ میں تہہ خانہ موجود ہے۔ سونا اس تہہ خانے میں ہے''...... رئیس الدین نے کہا۔

''اس تہہ خانے کو کون کون کھول سکتا ہے''...... عمران نے اس سے دوسرا سوال پوچھا۔

''سر۔ اس تہہ خانے کے دروازے کو خصوصی لاک لگا ہوا ہے جسے تین چابیاں لگتی ہیں تو دروازہ کھلتا ہے۔ ایک چابی اسی بلڈنگ میں ہوتی ہے جو میرے سیف میں رہتی ہے۔ سیف کو بھی خصوصی لاک لگا ہوا ہے جو نمبرز سے کھلتا ہے اور وہ نمبرز صرف مجھے معلوم ہیں۔ دوسری چابی گورنر آف اسٹیٹ بینک کے پاس ہوتی ہے اور تیسری چابی پریذیڈنٹ آف اسٹیٹ بینک کے پاس ہوتی ہے۔ تینوں چابیاں بیک وقت لگتی ہیں تو تہہ خانے کا دروازہ کھلتا ہے ورنہ کسی بھی صورت دروازہ نہیں کھل سکتا''...... رئیس الدین نے کہا۔

''اگر کوئی اسے کھولے ہی نہ بلکہ توڑ دے تو پھر''...... عمران نے رئیس الدین سے کہا۔

''نو سر۔ وہ لاک اور دروازہ ایسی دھاتوں کا بنا ہوا ہے کہ اگر اس پر ایٹم بم بھی برسایا جائے تو یہ نہیں ٹوٹیں گے''...... رئیس

الدین نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

''اگر کوئی سرنگ کھود کر اس تہہ خانے میں پہنچ جائے تو''۔ عمران نے ایک اور سوال کیا۔

''نو سر۔ ایسا بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ جو دھات تہہ خانے کے دروازے میں استعمال ہوئی ہے وہی دیواروں کی بنیادوں اور تہہ خانے کے فرش میں بھی استعمال ہوئی ہے اس لئے اس تہہ خانے تک کسی کی رسائی بھی ممکن نہیں ہے''...... رئیس الدین نے کہا۔ اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور چائے کے برتن اٹھائے ایک شخص اندر آ گیا۔ اس نے ان تینوں کے سامنے چائے کے کپ رکھے اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

''جب آپ تہہ خانے کی طرف سے اتنے مطمئن ہیں تو پھر پولیس اور فوج کے اتنے جوانوں کی کیا ضرورت ہے''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ عام حالات میں یہاں ایک درجن پولیس ملازم اور ایک درجن فوجی ہر وقت ڈیوٹی پر رہتے ہیں کیونکہ یہاں بینکوں سے متعلق تمام ریکارڈ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر گولڈ کی دھمکی کے بعد حکومت نے پولیس اور فوج کی مزید نفری بھی بھیج دی ہے اور چونکہ یہ حکومتی اقدامات ہیں اس لئے ہم منع تو نہیں کر سکتے''...... رئیس الدین نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور چائے کا کپ اٹھا کر ہونٹوں سے لگایا۔

''صفدر۔ یہاں جو فوجی جوان موجود ہیں انہیں کمان کون کر رہا ہے''...... عمران نے چائے سپ کرتے ہوئے پوچھا۔

''کرنل مشتاق احمد صاحب ہیں''...... صفدر نے عمران کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے کرنل مشتاق احمد سے بات چیت کی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی عمران صاحب۔ کرنل مشتاق احمد صاحب ایک بہادر اور جوشیلے فوجی جوان ہیں''...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''رئیس الدین صاحب۔ میں پوری بلڈنگ کا ایک راؤنڈ لگانا چاہوں گا''...... عمران نے کہا۔

''اوکے سر۔ آیئے۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں''...... رئیس الدین کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا۔ عمران اور صفدر بھی کھڑے ہوئے اور رئیس الدین کے کمرے سے باہر آ گئے۔ پوری بلڈنگ کا چکر لگانے کے بعد عمران اپنی کار میں بیٹھا اور اس کی کار دانش منزل کی طرف بڑھنے لگی۔ سیکورٹی کے تمام انتظامات تسلی بخش تھے۔ سونے کے ذخیرے تک پہنچنا کسی کے لئے بھی ممکن نہیں تھا۔ ان تمام انتظامات کو چیک کرنے کے بعد عمران کو مطمئن ہو جانا چاہئے تھا لیکن وہ مطمئن نہیں تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ کچھ ہونے والا ہے۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا اس کی بے چینی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا۔ کمرے کے کونے میں تین بڑی بڑی مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ ان مشینوں کے ساتھ تین بڑے سلنڈر رکھے ہوئے تھے۔ ان مشینوں اور سلنڈروں میں پائپ نصب تھے۔ مشینوں پر سکرینیں بھی لگی ہوئی تھیں۔ مشینوں کے ساتھ ہی جہازی سائز ٹیبل بھی رکھی ہوئی تھی۔ ٹیبل پر چار کمپیوٹرز رکھے ہوئے تھے۔ مشینوں کی سکرینیں تو اس وقت آف تھیں البتہ کمپیوٹرز آن تھے۔ ٹیبل کے قریب ہی ایک ریوالونگ چیئر رکھی ہوئی تھی اور اس چیئر پر ایک ادھیڑ عمر دبلا پتلا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ذہانت کی بے پناہ چمک تھی اور کشادہ پیشانی بھی اس کے ذہین ہونے کی نشانی تھی۔ اس کے ہاتھ ایک کمپیوٹر کے کی بورڈ اور نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

کچھ دیر بعد اس نے کی بورڈ سے ہاتھ ہٹایا اور ایک طویل انگڑائی لی۔ انگڑائی لینے کے بعد اس کی نظریں ٹیلی فون سیٹ کی

طرف گئیں۔ ٹیبل پر تین مختلف رنگوں کے ٹیلی فون سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ اس نے سفید رنگ کے ٹیلی فون کو اپنی جانب کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کرنے لگا۔

''راڈان سپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے کرخت آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر گولڈ بول رہا ہوں''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے سرد لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... ڈاکٹر گولڈ کی آواز سن کر دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا۔

''پاکیشیا سے کیا رپورٹس موصول ہوئی ہیں''...... ڈاکٹر گولڈ نے بدستور سرد آواز میں پوچھا۔

''چیف۔ حکومت پاکیشیا کی تمام مشینری حرکت میں آ چکی ہے۔ سونے کے ذخائر پر سیکورٹی انتظامات بڑھا دیئے گئے ہیں۔ پولیس اور فوج کی نفری میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ پاکیشیا کی تمام سیکورٹی ایجنسیاں الرٹ ہو گئی ہیں۔ پاکیشیائی حکام میں افراتفری پھیل گئی ہے۔ پاکیشیائی حکام اپنے حفاظتی انتظامات سے مطمئن بھی ہیں لیکن ریاست بالان کے حالات کو دیکھتے ہوئے پریشان بھی ہیں''۔ دوسری طرف سے راڈان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ راڈان، ڈاکٹر گولڈ کا اسسٹنٹ تھا اور اسی نے گولڈ سرکل تنظیم کو سنبھالا ہوا تھا۔ راڈان گولڈ سرکل کا فیلڈ باس تھا جبکہ ڈاکٹر گولڈ خفیہ رہتا تھا۔ اس

کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کون ہے۔

''ہونہہ۔ بے وقوف ہیں یہ لوگ۔ حفاظتی انتظامات سخت کرنے اور سیکورٹی گارڈ بڑھانے سے کیا یہ ڈاکٹر گولڈ کا راستہ روک لیں گے''...... ڈاکٹر گولڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور بھی کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

''احمق لوگ۔ جانتے ہی نہیں ہیں کہ ڈاکٹر گولڈ تو ہوا ہے اور ہوا کا راستہ روکنا ممکن ہی نہیں ہے''...... رسیور رکھنے کے بعد اس نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون سیٹ کو دور کیا اور کمپیوٹر کی بورڈ اپنی طرف کھینچا۔ اس کی انگلیاں کی بورڈ پر چلنے لگیں۔ جب اس کی انگلیاں رکیں تو کمپیوٹر سکرین پر دنیا کا نقشہ سامنے آ گیا۔ ڈاکٹر گولڈ ایک بار پھر ''کیز'' پریس کرنے لگا۔ اب اس کے ہاتھ رکے تو کمپیوٹر کی سکرین پر پاکیشیا کا نقشہ سامنے تھا۔ پاکیشیا کے نقشے کو سامنے دیکھ کر ڈاکٹر گولڈ کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اور اس نے ایک بار پھر کی بورڈ پر انگلیاں چلائیں۔ اب سکرین پر پاکیشیا کے دارالحکومت کا نقشہ سامنے آ گیا۔ یہ تفصیلی نقشہ تھا۔ ڈاکٹر گولڈ کی انگلیاں ایک بار پھر چلنے لگیں۔ اس مرتبہ وہ بہت تیزی سے ''کیز'' پریس کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ روک لئے اور اپنی مکمل توجہ سکرین پر مبذول کر دی۔ پاکیشیا کے

دارالحکومت کے نقشے پر ایک جگہ ایک سرخ رنگ کا نقطہ سا چمکنے لگا۔ اس نقطے کو چمکتے دیکھ کر ڈاکٹر گولڈ کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

پھر وہ اٹھا اور دیو ہیکل مشینوں کے قریب آ گیا۔ اس نے باری باری تینوں مشینوں پر لگے بٹن پریس کئے تو تینوں مشینوں پر زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ ان سے آوازیں آنے لگیں اور ان پر نصب سکرینیں بھی روشن ہو گئیں۔ ایک سکرین پر وہی نقشہ سامنے آ گیا جو کمپیوٹر سکرین پر نظر آ رہا تھا۔ اس نقشے پر بھی ایک جگہ چھوٹا سا نقطہ چمک رہا تھا۔ مشینوں کے آن ہونے کے تقریباً دو منٹ بعد چھت پر درجنوں نیلے رنگ کے بلب جلنے بجھنے لگے۔ پھر کمرے کی چھت پر بڑے بڑے سوراخ بننے لگے۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد مشینوں میں سے سفید رنگ کی روشنی نکلنے لگی۔ یہ روشنی مشینوں سے نکل کر چھت کی طرف بڑھی۔ روشنی لہروں کی صورت میں حرکت کرتی دکھائی دے رہی تھی۔ روشنی کی یہ لہریں چھت میں ہونے والے سوراخوں سے باہر نکلنے لگیں۔ یہ سلسلہ تقریباً پانچ منٹ تک جاری رہا۔ اس کے بعد روشنی تو ختم ہو گئی البتہ مشینیں اور ان کی سکرینیں آن ہی رہیں۔

ڈاکٹر گولڈ مشینوں کے قریب کھڑا روشنی کو باہر جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ جب مشینوں سے روشنی کی لہریں نکلنا بند ہو گئیں تو وہ اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی مسکراہٹ تھی۔ آنکھوں کی چمک میں کئی گنا اضافہ ہو چکا تھا۔ کرسی پر بیٹھنے کے بعد

اس نے میز کی دراز کھولی اور دراز سے بلیک کوئین کی ایک بوتل نکال لی۔ بلیک کوئین انتہائی مہنگی اور نایاب شراب تھی۔ بوتل کا ڈھکن کھول کر وہ گھونٹ گھونٹ شراب پینے لگا اور ساتھ ہی اس نے دوسرے کمپیوٹر کے ”کی بورڈ“ پر چند ”کیز“ پریس کیں تو اس کی سکرین پر بھی دنیا کا نقشہ ابھر آیا۔ اس نقشے پر ایک نیلے رنگ کا نقطہ تھا جو نہایت تیزی سے حرکت کر رہا تھا۔ ڈاکٹر گولڈ اس نقطے کو دیکھ کر مطمئن انداز میں سر ہلانے لگا۔ وہ چند منٹوں تک اس نقطے کو دیکھتا رہا پھر اس نے سفید رنگ کا ٹیلی فون اپنی جانب کھینچا اور رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کرنے لگا۔

”راڈان اسپیکنگ“...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے راڈان کی سخت آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر گولڈ بول رہا ہوں“...... ڈاکٹر گولڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ حکم“...... ڈاکٹر گولڈ کی آواز سن کر راڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”میں نے پاکیشیا میں کارروائی کا آغاز کر دیا ہے۔ کچھ دیر بعد میرا پہلا آپریشن مکمل ہو جائے گا اور پاکیشیا کے دارالحکومت کے اسٹیٹ بینک کے پاس جتنا بھی سونا سٹاک ہے وہ سب میرے پاس آ جائے گا“۔ ڈاکٹر گولڈ نے کہا اور پھر وہ سانس لینے کے لئے رکا۔

''سر۔ مبارک ہو آپ کو۔ امید ہے ریاست بالان کی طرح ڈیڑھ دو ہفتوں میں پاکیشیا کا تمام سونا بھی آپ کے پاس پہنچ جائے گا''...... دوسری طرف سے راڈان نے کہا۔

''صرف پاکیشیا کا ہی نہیں۔ بلکہ آہستہ آہستہ پوری دنیا کا سونا میرے پاس ہو گا اور میں گولڈ کنگ کہلاؤں گا۔ تمام ملک مجھ سے سونے کی بھیک مانگیں گے۔ میں دنیا بھر کے انسانوں کا آقا ہوں گا اور دنیا بھر کے انسان میرے غلام ہوں گے''...... ڈاکٹر گولڈ نے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

''چیف۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ دنیا بھر کی اکانومی آپ کی مٹھی میں آ جائے گی''...... راڈان نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

''سنو راڈان۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بہت نام سنا ہے۔تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو''۔ ڈاکٹر گولڈ نے راڈان سے پوچھا۔

''یس چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سیکرٹ فیلڈ میں انتہائی خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ اس کا چیف انتہائی پراسرار شخصیت کا مالک ہے جس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ اختیارات کے اعتبار سے وہ پاکیشیا کے صدر سے بھی کہیں آگے ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایک فری لانسر سیکرٹ ایجنٹ بھی کام کرتا ہے جس کا نام علی عمران ہے اور یہ علی عمران انتہائی ذہین، تیز اور خطرناک انسان ہے''...... راڈان نے پاکیشیا سیکرٹ سروس اور

عمران کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

''بس یا کچھ اور باتیں بھی ہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں''...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا۔

''چیف۔ تقریباً یہی باتیں ہیں''...... راڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تمہیں مکمل معلومات حاصل نہیں ہیں۔ سنو۔ دنیا میں جہاں کہیں پاکیشیا کے مفاد کے خلاف کوئی کام ہوتا ہے۔ چاہے وہ کام انتہائی خفیہ ہی کیوں نہ ہو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو اس کی فوراً اطلاع ہو جاتی ہے اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس برق رفتاری سے حرکت میں آتی ہے اور پاکیشیا کے خلاف بننے والے منصوبے کا قلع قمع کر دیتی ہے اور یہ تقریباً اپنے ہر مشن میں کامیاب رہتی ہے''...... ڈاکٹر گولڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں یہی باتیں مشہور ہیں''...... دوسری طرف سے راڈان نے کہا۔

''اب ہم پاکیشیا کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف بھی کام کرے گی''...... ڈاکٹر گولڈ نے ایک مرتبہ پھر سرد لہجے میں کہا۔

''چیف۔ آپ تک تو وہ لوگ ویسے ہی نہیں پہنچ سکتے کیونکہ یہ تو میں بھی نہیں جانتا کہ آپ کہاں رہتے ہیں۔ اگر وہ گولڈ سرکل کے خلاف حرکت میں آئے تو وہ نیو وارک تک پہنچ جائیں گے اور اگر

وہ نیو وارک تک آ گئے تو پھر ہم انہیں اس طرح شکار کر لیں گے جیسے بھیڑیا، بھیڑ کا شکار کرتا ہے۔ آپ نے ہمیں اتنا طاقتور اور باوسائل بنا دیا ہے کہ دنیا کی کوئی سیکرٹ ایجنسی ہمارے مدمقابل نہیں ٹھہر سکتی۔ چیف۔ ہمارے دشمن ہمارے سامنے چڑیوں اور کبوتروں کی سی حیثیت رکھتے ہیں اور ہم عقاب بن کر ان دشمنوں پر جھپٹ پڑتے ہیں۔ بے شک پاکیشیا سیکرٹ سروس سیکرٹ فیلڈ کی ایک نامور ایجنسی ہے لیکن ہمارے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اگر وہ ہماری تلاش میں نیو وارک آئی تو یہ اس سروس کا آخری مشن ہو گا''...... راڈان کی اعتماد سے بھرپور آواز سنائی دی۔

''گڈ۔ مجھے تمہارے اعتماد پر خوشی ہو رہی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر یا دنیا کی کسی اور سیکرٹ ایجنسی کا ایجنٹ مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن میری تمہیں یہ ہدایت ہے کہ تم تک بھی کسی سیکرٹ ایجنٹ کی رسائی نہیں ہونی چاہئے۔ جو بھی ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے نیو وارک پہنچے اس کی لاشوں کے ٹکڑے فٹ پاتھوں پر ملنے چاہئیں اور ان ٹکڑوں پر یہ پیغام ہونا چاہئے کہ گولڈ سرکل کی تلاش میں آنے والے ہر انسان کا یہی انجام ہو گا''۔ ڈاکٹر گولڈ نے راڈان کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ آپ کی ہدایات پر عمل ہو گا۔ گولڈ سرکل کے دشمنوں کا ایسا بھیانک انجام ہو گا کہ دنیا عبرت حاصل کرے گی۔ میں آپ کی ہدایات کی روشنی میں ابھی انتظامات کرتا ہوں''...... دوسری طرف

سے راڈان کی کرخت آواز سنائی دی۔ ڈاکٹر گولڈ کو معلوم تھا کہ آواز کی یہ کرختگی اس کے لئے نہیں بلکہ گولڈ سرکل کے دشمنوں کے لئے ہے۔

''اوکے۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے استقبال کے انتظامات کرو کیونکہ مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا میں پہلی کارروائی کے ہوتے ہی وہ لوگ آندھی اور طوفان کی طرح نیو وارک پہنچ جائیں گے''...... ڈاکٹر گولڈ نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''اوکے باس۔ آپ اپنا کام جاری رکھیں۔ آپ کے دشمنوں کے لئے ہم موجود ہیں''...... راڈان نے کہا۔

''بیسٹ آف لک''...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا اور اس کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد ڈاکٹر گولڈ نے کمپیوٹر سکرین کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔ حرکت کرتا ہوا نیلا نقطہ اب سرخ نقطے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ ڈاکٹر گولڈ نے اپنی ساری توجہ ان نقطوں پر مرکوز کر دی۔ پھر کچھ دیر بعد اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ یہ وہ وقت تھا جب نیلا اور سرخ نقطہ آپس میں مل گیا تھا۔

''ہاہاہا۔ ڈاکٹر گولڈ۔ یو آر ویری گریٹ۔ رئیلی ویری گریٹ۔ تم دنیا بھر کے گولڈ کے مالک ہو۔ دنیا میں موجود تمام سونے پر صرف تمہارا حق ہے۔ صرف اور صرف تمہارا۔ ہاہاہا''...... ڈاکٹر گولڈ نے دیوانوں کے سے انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ جب وہ قہقہے لگا

کر تھک گیا تو اس نے ایک بار پھر کمپیوٹر کی طرف دیکھا۔ اب نیلا نقطہ واپس آتا ہوا دکھائی دے رہا تھا جبکہ پاکیشیا کے نقشے پر چمکنے والا سرخ نقطہ اب سبز نقطے میں تبدیل ہو چکا تھا۔

''وکٹری۔ گریٹ وکٹری۔ ویری ویری گریٹ وکٹری''...... ڈاکٹر گولڈ نے اس مرتبہ خوشی سے چلاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر غور سے نیلے نقطے کو دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے ٹیبل کی دراز کھولی اور اس میں سے اپنی پسندیدہ شراب بلیک کوئین کی بوتل نکال کر سپ کرنے لگا لیکن اس دوران بھی اس کی نظریں کمپیوٹر سکرین پر ہی ٹکی ہوئی تھیں۔ کمپیوٹر سکرین پر نظریں جمائے اور شراب سپ کرتے ہوئے اسے کافی دیر ہو گئی تھی کہ کمرے میں اچانک ہی خوبصورت سا میوزک سنائی دینے لگا۔ یہ میوزک سنتے ہی اس کا خوشی سے تمتماتا ہوا چہرہ اور زیادہ تمتمانے لگا۔

''آ گیا۔ گولڈ آ گیا''...... اس نے خوشی سے جھومتے ہوئے کہا پھر تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ چھت کے سوراخوں سے سفید دھواں سا نکلنے لگا۔ یہ دھواں بادلوں جیسا تھا جو آہستہ آہستہ چھت کے قریب ہی پھیلتا جا رہا تھا۔ پھر بادل نما اس دھوئیں میں سے برف کے اولے سے نکلنے لگے۔ بالکل ایسے جیسے اولوں کی بارش ہو رہی ہو۔ دیکھتے ہی دیکھتے کمرے میں اولوں کے بڑے بڑے ڈھیر لگ گئے پھر اولے گرنا بند ہو گئے اور بادل نما دھواں غائب ہو گیا۔

ڈاکٹر گولڈ ان اولوں کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ جب اولے

گرنا بند ہو گئے تو وہ چھوٹے سے بچے کی مانند اچھلتا کودتا ہوا مشینوں کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک مشین پر لگے چند بٹن پریس کر دیئے اور پھر مشین پر لگی سکرین کو دیکھنے لگا۔ سکرین پر کئی رنگوں کے بلب جلنے بجھنے لگے اور پھر چھت کے سوراخوں میں سے نیلے رنگ کی روشنی آنے لگی جو ان اولوں پر پڑ رہی تھی۔ اولے مکمل طور پر اس نیلی روشنی میں چھپ گئے تھے۔ ڈاکٹر گولڈ کے چہرے پر بے پناہ خوشی کے تاثرات تھے اور وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نیلی روشنی کو دیکھ رہا تھا۔ نیلی روشنی تقریباً تین منٹ تک کمرے میں رہی پھر یکدم ہی غائب ہو گئی۔ جیسے ہی نیلی روشنی غائب ہوئی کمرہ سنہری روشنی سے جگمگانے لگا کیونکہ اب کمرے میں اولوں کے ڈھیر کی بجائے سونے کے ڈھیر رکھے ہوئے تھے۔ یہ بہت بڑے بڑے ڈھیر تھے۔ یقیناً منوں کے حساب سے سونا تھا۔ ڈاکٹر گولڈ کچھ دیر تک سونے کے ان ڈھیروں کو دیکھتا رہا پھر وہ کمپیوٹر کی طرف بڑھا۔ اس نے کمپیوٹر پر میوزک پروگرام کی ایک فائل اوپن کی پھر جب میوزک کی آواز کمرے میں گونجنے لگی تو ڈاکٹر گولڈ اس میوزک پر ڈانس کرنے لگا۔ یہ اس کی خوشی کی انتہا تھی۔ اس نے ایک ایسے ملک میں اپنی کارروائی مکمل کی تھی جس کی سیکرٹ سروس کی دہشت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی اور عام تاثر یہی تھا کہ اس ملک میں کوئی مشن مکمل کرنا ناممکن تھا۔ لیکن اس نے اس ملک میں اپنا مشن مکمل کر لیا تھا۔ دراصل اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی شہرت کی

وجہ سے ہی اپنی کارروائی کے لئے دوسرے نمبر پر پاکیشیا کا انتخاب کیا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس مافوق الفطرت سیکرٹ ایجنسی سمجھی جاتی تھی وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کے سامنے یہ ایجنسی کتنا دم مارتی ہے۔ اس کا منصوبہ دنیا میں موجود تمام سونا حاصل کرنے کا تھا۔ پہلا انتخاب اس نے ریاست بالان کا کیا تھا کیونکہ یہ ریاست سونے کے ذخائر سے مالا مال تھی اور سونے کے ذخائر کی وجہ سے اس ریاست کا شمار دنیا کی امیر ترین ریاستوں میں ہوتا تھا۔ ریاست بالان میں کارروائیوں کے دوران ہی اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات ملی تھیں تو اس نے فوراً فیصلہ کر لیا تھا کہ اس کا اگلا نشانہ پاکیشیا ہو گا اور آج اس نے پاکیشیا میں پہلی کارروائی کی تھی۔ اسٹیٹ بینک آف پاکیشیا کے سونے کا ایک بڑا ذخیرہ اس کے سامنے پڑا تھا۔

سونا اس کی کمزوری تھا اور جب بھی وہ سونا حاصل کرتا تھا تو اسے بے پناہ خوشی محسوس ہوتی تھی اور اپنی خوشی کا اظہار وہ اسی طرح کرتا تھا۔ میوزک لگا کر وہ ڈانس کرتا تھا۔ اب بھی وہ کچھ دیر تک ڈانس کرتا رہا۔ جب ڈانس کرتے کرتے وہ تھک گیا تو اس نے میوزک آف کیا اور کرسی پر بیٹھ کر ستانے لگا۔ بلیک کوئین کی بوتل میں ابھی کچھ شراب بچی ہوئی تھی۔ وہ شراب سپ کرنے لگا۔ جب بوتل میں موجود تمام شراب ختم ہو گئی تو اس نے بوتل ایک طرف رکھی اور پھر اس کی انگلیاں کمپیوٹر کے کی بورڈ پر تیزی سے

حرکت کرنے لگیں۔ اب اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات موجود تھے۔ کمپیوٹر کے کی بورڈ پر جیسے ہی اس کا ہاتھ رکا کمرے کے فرش کے درمیان ایک خلا نمودار ہو گیا اور تمام سونا اس خلاء میں گرنے لگا۔ خلاء کے ارد گرد پڑا ہوا سونا بھی اس طرح سے خلا کی طرف بڑھنے لگا جیسے ڈھلوانی سطح پر پتھر کھسکتے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد تمام سونا اس خلاء میں گر چکا تھا۔

"مشینیں اب دو دن بعد ورکنگ حالت میں آئیں گی تو پھر پاکیشیا میں دوسری کارروائی کی جائے گی"...... ڈاکٹر گولڈ نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا۔ پھر وہ مشینوں کی طرف بڑھا۔ اس نے مشینوں پر لگے بٹن پریس کئے تو تینوں مشینیں آف ہو گئیں۔ مشینیں آف کرنے کے بعد اس نے دونوں کمپیوٹر بھی شٹ ڈاؤن کئے اور اس کے بعد کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

عمران نے قرآن مجید غلاف میں لپیٹ کر الماری میں رکھا۔ اس کا معمول تھا کہ صبح نماز کے وقت اٹھ جاتا تھا۔ چاہے وہ رات کو کتنی دیر سے ہی کیوں نہ سویا ہو۔ نماز کے بعد وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا۔ رات کو دیر سے سونے کی صورت میں وہ تلاوت کے بعد دوبارہ سو جاتا تھا۔ بصورت دیگر وہ اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتا تھا۔ قرآن مجید الماری میں رکھنے کے بعد وہ مڑا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''صبح ہی صبح کس کی انگلیوں میں خارش ہوئی ہے یا واقعی کسی کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کی یاد نے ستایا ہے اور اس نے میرے ٹیلی فون کا نمبر ملایا ہے''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں طاہر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

''یعنی تمہارے ذہن میں صرف میرا ہی نمبر آیا ہے اور تم نے تیزی سے میرا نمبر ملایا ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تمہارا دماغ کس نے گھمایا ہے یا تم نے کوئی چکر چلایا ہے''...... عمران نے شاعرانہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ شاعری چھوڑیئے۔ ڈاکٹر گولڈ نے اپنی کارروائیوں کا آغاز کر دیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اگر تم کہتے کہ ڈاکٹر چاندی نے اپنے کام کا آغاز کر دیا ہے تو یہ بات میرے لئے دلچسپی اور اطمینان کا باعث ہو سکتی تھی لیکن ڈاکٹر گولڈ میرے کس کام آ سکتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر چاندی۔ کیا ڈاکٹر گولڈ کے ساتھ ساتھ کوئی ڈاکٹر چاندی بھی ہے''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے کیا معلوم۔ ڈاکٹر چاندی کا نام تو میں نے اس لئے لیا ہے کہ اگر اس نے میٹرنٹی کلینک پر میٹرنٹی کیسز کا آغاز کر دیا ہے تو مستقبل کے لئے میں مطمئن ہو جاؤں گا۔ میرے کیسز خصوصی ڈسکاؤنٹ کے ساتھ ہوا کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کے کیسز یا آپ کی مسز کے کیسز''۔ اس مرتبہ بلیک زیرو کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کیسز میری مسز کے ہی ہونے ہیں لیکن پیسے تو میرے خرچ ہوں گے نا''...... عمران نے کہا۔

''اچھا سر۔ ان باتوں کو رہنے دیں۔ میں نے صبح صبح اس لئے فون کیا ہے کہ آپ کو بتا سکوں کہ اسٹیٹ بینک آف پاکیشیا کے مرکزی ہیڈکوارٹر میں سونے کا جو ذخیرہ تھا وہ چوری ہو گیا ہے''۔ بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔ صبح ہی صبح بلیک زیرو کی آواز سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ بلیک زیرو نے اسے سونے کے کسی ذخیرے کے چوری ہو جانے کی اطلاع دینی ہے۔

''وہاں کے جو انتظامات تھے ان کے مطابق تو یہ چوری نہیں ہونی چاہئے اور پھر وہاں صفدر بھی موجود تھا''...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ صفدر نے ہی مجھے اطلاع دی ہے۔ کسی کو بھی اس چوری کی بروقت خبر نہیں ہو سکی۔ اسٹیٹ بینک آف پاکیشیا کے ہیڈکوارٹر کے تہہ خانے میں ایسا کمپیوٹرائزڈ سسٹم موجود ہے کہ جیسے ہی تہہ خانہ سونے سے خالی ہوتا ہے ہیڈکوارٹر میں سائرن بجنے لگتا ہے۔ اب سے تقریباً دو گھنٹے قبل یہ سائرن بج اٹھا تو ہیڈکوارٹر میں ہلچل مچل گئی۔ فوراً ہی بینک کے اعلیٰ حکام کو اطلاع دی گئی۔ بینک کے اعلیٰ حکام فوراً ہی وہاں پہنچ گئے۔ تہہ خانے بند ہی تھا اسے کھولا گیا اور جب تہہ خانہ چیک کیا گیا تو وہاں سونے کا ایک ذرہ بھی نہیں تھا''۔ بلیک زیرو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

''مجھے پہلے ہی خدشہ تھا کہ ڈاکٹر گولڈ اپنی کارروائیوں میں کامیاب رہے گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ تو اس نے پہلی کارروائی کی ہے۔ وہ تو اب مزید کارروائیاں کرے گا اور جس طرح اس نے ریاست بالان سے سارا سونا نکال لیا ہے اس طرح پاکیشیا سے بھی نکال لے گا''۔ بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اگر اس کی گردن تک پہنچ کر اس کی گردن نہ دبائی گئی تو یقیناً وہ یہی کام کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''اسے روکنے کے لئے ہمیں فوری طور پر حرکت میں آ جانا چاہئے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تم ایکریمیا کے لئے ممبران کی سیٹس بک کراؤ۔ گولڈ سرکل کا ہیڈکوارٹر نیو وارک میں ہے۔ ڈاکٹر گولڈ کا اتا پتہ وہیں سے ملے گا صفدر اس وقت کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''صفدر اس وقت اسٹیٹ بینک کے ہیڈکوارٹر میں ہے۔ لیکن سر۔ کیا ڈاکٹر گولڈ نے یہ کارروائی ایکریمیا میں بیٹھ کر کی ہے''۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میرا اندازہ یہی ہے۔ میں ذرا جائے وقوعہ کا معائنہ کر لوں۔ اس کے بعد کنفرم ہو جائے گا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اسٹیٹ بنک کے ہیڈکوارٹر میں داخل ہو رہا تھا۔

”تو تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ سونا کیسے چوری ہوا“...... عمران نے صفدر سے پوچھا۔ وہ جیسے ہی بینک کی بلڈنگ میں پہنچا تھا صفدر اس کے قریب آ گیا تھا۔

”جی ہاں عمران صاحب۔ مجھے ہی کیا کسی کو بھی معلوم نہیں ہے“...... صفدر نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ تمہیں کچھ دیر کے لئے اونگھ آ گئی ہو یا کسی وجہ سے تم بے ہوش ہو گئے ہو“...... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ بس یوں سمجھ لیں کہ میں نے تو آنکھ تک نہیں جھپکی“...... صفدر نے کہا۔

”ہوں۔ تو تم سمجھ نہیں سکے کہ سونا کیسے چوری ہوا“...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ یہ بات بالکل سمجھ میں نہیں آ رہی کہ سونے کا ذخیرہ کیسے غائب ہو گیا“...... صفدر نے کہا۔

”تم نہیں سمجھ سکے لیکن میں سارا واقعہ سمجھ چکا ہوں“...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”آپ سمجھ چکے ہیں۔ کیا ہوا ہے“...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر گولڈ کو عمرو عیار کی زنبیل مل گئی ہے۔ وہ زنبیل سے سلیمانی چادر نکال کر اوڑھتا ہے اور غائب ہو کر خزانے کے قریب

پہنچ جاتا ہے۔ پھر زنبیل کا منہ کھول کر خزانے کو حکم دیا ہے۔ ”چل میری زنبیل میں“ تو خزانہ خود بخود اڑ کر زنبیل میں چلا جاتا ہے اور ڈاکٹر گولڈ اسی طرح غائب حالت میں جائے وقوعہ سے چلا جاتا ہے“...... عمران نے کہا تو صفدر سمجھا کہ عمران اس پر طنز کر رہا ہے۔

”عمران صاحب۔ اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں آیا تو آپ یہاں موجود دیگر افراد سے پوچھ سکتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”میں جانتا ہوں کہ جتنی تیز نظریں تمہاری ہیں یہاں پر موجود کسی اور آدمی کی نہیں ہو سکتیں کیونکہ تم سیکرٹ ایجنٹ ہو اور ایک سیکرٹ ایجنٹ درجنوں کمانڈوز پر بھی بھاری ہوتا ہے۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ کیا تہہ خانہ ابھی تک اوپن ہے“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ کیونکہ ابھی تک بینک کے تمام اعلیٰ حکام یہاں موجود ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”میرے ساتھ آؤ۔ میں ذرا بینک آفیسرز کے ساتھ تہہ خانے کا جائزہ لے لوں“...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ آگے بڑھے۔

”سر۔ یہ ملکی تاریخ کی سب سے بڑی واردات ہے۔ خزانے میں اربوں ڈالرز کا سونا موجود تھا“...... اسٹیٹ بینک کے چیف رئیس الدین نے عمران سے کہا۔ وہ اس وقت تہہ خانے کی سیڑھیاں اتر رہے تھے۔

''رئیس الدین صاحب۔ جب تہہ خانہ کھولا ہی نہیں گیا تو پھر سونے کا ذخیرہ کیسے چوری ہو گیا''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ اس واردات کو ٹریس کرنا تو آپ لوگوں کا کام ہے''۔ رئیس الدین نے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کی یہ بات بھی ٹھیک ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ یہ ایک بڑے سائز کا تہہ خانہ تھا۔ اس کی دیواروں میں مخصوص دھات استعمال کی گئی تھی۔ عمران نے پورے تہہ خانے کا جائزہ لیا۔ دیواروں اور فرش پر معمولی سی دراڑ بھی موجود نہیں تھی۔

''سر۔ اس تہہ خانے میں کسی کے داخلے کا زیرو پرسنٹ بھی چانس نہیں ہے''...... رئیس الدین نے کہا۔

''اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کک۔ کیا مطلب سر۔ کیا یہاں کوئی داخل ہو سکتا ہے''۔ رئیس الدین نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں یہاں تازہ ہوا محسوس کر رہا ہوں۔ ہوا کی آمدورفت تو یہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ تازہ ہوا اور روشنی کی آمدورفت کا تو خاص انتظام کیا گیا ہے لیکن اس جگہ سے کوئی انسان تو کجا کوئی مکھی بھی اند داخل نہیں ہو سکتی''...... رئیس الدین نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔

''مسٹر رئیس الدین۔ عمران صاحب کی بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں سمجھنا عام انسان کے لئے بہت مشکل ہوتا ہے لیکن آپ کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ عمران صاحب ایکسٹو کے نمائندہ خصوصی ہیں۔ لہٰذا ان سے محتاط لہجے میں بات کریں۔ آپ کا غیر محتاط لہجہ آپ کو کسی بھیانک انجام سے دوچار کر سکتا ہے''...... صفدر نے اس کے ناگوار لہجے پر اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

''سس۔ سس۔ سوری۔ مم۔ میں تو ان کی بات پر حیران ہو رہا تھا''...... رئیس الدین نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''رئیس الدین صاحب۔ حیران تو میں بھی ہوں کہ یہاں واردات کیسے ہو گئی۔ یہاں واردات ناممکن سی بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ ہم سب بھی دنگ ہیں اور ہماری عقلیں جواب دے چکی ہیں۔ یہ ایسی انوکھی واردات ہے کہ ہمیں نہیں یقین کہ کوئی اس واردات کو ٹریس بھی کر سکے گا''...... رئیس الدین نے کہا۔

''رئیس الدین صاحب۔ ہمارے علم میں تو یہ بات ہے کہ جب کسی بینک میں فراڈ ہوتا ہے تو بینک کا کوئی نہ کوئی آدمی اس میں ملوث ہوتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''سر۔ یہ فراڈ تو نہیں ہے۔ یہ تو بینک کی تاریخ کی سب سے بڑی واردات ہے اور سیکورٹی کا تمام سسٹم آپ کے سامنے ہے۔

اس تہہ خانے تک پہنچنا کسی ایک آدمی کے بس کی بات ہی نہیں ہے''۔ رئیس الدین نے کہا۔

''یعنی آپ اقرار کر رہے ہیں کہ اس واردات میں بینک کا ایک نہیں بلکہ کئی آدمی ملوث ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نن۔ نو سر۔ مم۔ میں نے تو یہ نہیں کہا''...... رئیس الدین نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔ عمران کی بات سن کر اس کا چہرہ بھی خوف سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

''رئیس الدین صاحب۔ آپ ہرگز پریشان نہ ہوں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نہ صرف اس واردات کو ٹریس کر لے گی بلکہ جو سونا چوری کیا گیا ہے وہ بھی واپس لائے گی کیونکہ یہ سونا پاکیشیا کی ملکیت ہے اور اسے چوری کرنے والوں نے ہماری معیشت کو تباہ کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ سنگین جرم ہے اور ملک کے خلاف ہونے والے جرائم کا خاتمہ کرنا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ذمہ داری ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنی ہر ذمہ داری نبھاتی ہے۔ لہٰذا آپ بے فکر ہو جائیں''...... عمران نے رئیس الدین کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا تو رئیس الدین کی تیزی سے بگڑتی ہوئی حالت کچھ بہتر ہو گئی۔ عمران نے محسوس کر لیا تھا کہ اگر اسے تسلی نہ دی گئی تو اس کی موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ عمران کے لفظوں نے اس پر بہت اچھا اثر ڈالا تھا۔ اس نے دو تین گہرے گہرے سانس لئے اور پھر وہ کافی حد

تک نارمل ہو گیا۔

''تھینک یو سر۔ تھینک یو۔ آپ کے لفظوں سے مجھے بہت حوصلہ ملا ہے اور سر۔ کیا آپ سچ کہہ رہے کہ آپ اس واردات کو ٹریس کر سکتے ہیں اور یہاں سے چوری کیا گیا سونا واپس لا سکتے ہیں''...... رئیس الدین نے کہا۔

''انشاء اللہ ایسا ہو گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس سے کہیں پیچیدہ اور ناممکن دکھائی دینے والے مسائل حل کئے ہیں۔ آپ خود بھی تسلی رکھیں اور دوسرے ساتھیوں کو بھی تسلی دیں۔ آپ میں سے کسی کے ساتھ بھی کوئی زیادتی نہیں ہو گی''...... عمران نے اسے ایک بار پھر تسلی دیتے ہوئے کہا اور اس کے بعد وہ تہہ خانے سے باہر آ گئے۔

''صفدر۔ اب تمہارے رکنے کا کوئی جواز نہیں ہے لہٰذا تم واپس چلو۔ کیا تم اپنی گاڑی پر آئے تھے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کل میں نے اپنی کار سروس کے لئے سروس اسٹیشن چھوڑ دی تھی اور چیف کے حکم پر فوراً یہاں آنا پڑا تو میں ٹیکسی میں آیا تھا''...... صفدر نے کہا۔

''اوکے۔ میرے ساتھ آ جاؤ''...... عمران نے کہا اور وہ صفدر کے ساتھ کار میں بیٹھا اور کار سڑک پر آ گئی۔ عمران، صفدر کے فلیٹ کی طرف جا رہا تھا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو اس نے سیٹ جیب سے نکال کر کان سے لگا لیا۔

’’یس علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ‘‘...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

’’ایکسٹو‘‘...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی تو عمران یکدم چوکس ہو گیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ صفدر بھی کال سن سکے۔

’’یس چیف‘‘...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’عمران۔ کیا تم ابھی تک اسٹیٹ بنک ہیڈکوارٹر میں موجود ہو‘‘...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے پوچھا۔

’’چیف۔ ایک مشہور محاورہ ہے اب کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ بینک کا سارا سونا تو چوری ہو گیا اب وہاں رکنے کا کیا فائدہ تھا۔ سو میں صفدر کے ساتھ واپس آ رہا ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’او کے۔ تم دنوں سیدھے جولیا کے فلیٹ پر چلے جاؤ‘‘۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’سوری چیف۔ ہم سیدھے جولیا کے فلیٹ پر نہیں جا سکتے‘‘۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’کیوں‘‘...... ایکسٹو کی انتہائی سرد آواز سنائی دی تو صفدر کو اپنے جسم میں کپکپی سی محسوس ہونے لگی۔

’’چیف۔ راستے میں چار پانچ موڑ آتے ہیں اور یہ موڑ مڑے بغیر ہم جولیا کے فلیٹ تک نہیں پہنچ سکتے‘‘...... عمران نے اپنی مجبوری

بتاتے ہوئے کہا تو صفدر نے ایک طویل سانس لیا۔ ایکسٹو کی آواز سن کر ان کی جان پر بن آتی تھی اور ایک عمران تھا جو ایکسٹو سے بھی مذاق کرنے سے باز نہیں آتا تھا۔

’’شٹ اپ‘‘...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے سخت آواز میں کہا اور کال منقطع ہو گئی۔

’’اف عمران صاحب۔ یہ آپ کی ہمت ہے کہ آپ چیف سے مذاق کر لیتے ہیں۔ ہم تو چیف کی آواز سن لیں تو ہماری جان نکل جاتی ہے‘‘...... کال منقطع ہونے کے بعد صفدر نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’تم لوگ ایکسٹو سے خوفزدہ رہتے ہو نا‘‘...... عمران نے صفدر سے پوچھا۔

’’جی ہاں عمران صاحب۔ چیف کی شخصیت ہی ایسی ہے کہ ہم پر دہشت طاری رہتی ہے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’اور تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا چیف ہر وقت نقاب کیوں کئے رہتا ہے‘‘...... عمران نے ایک اور سوال پوچھا۔

’’خود کو دنیا کی نظروں سے بچانے کے لئے۔ ایکسٹو کی سیٹ کا تقاضا یہی ہے نا‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’نہیں۔ اصل بات یہ نہیں ہے‘‘...... عمران نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’اچھا تو پھر اصل بات کیا ہے عمران صاحب‘‘...... صفدر نے

پر تجسس لہجے میں پوچھا۔

''تمہارے چیف ایکسٹو کے سات پردوں میں چھپنے کی اصل وجہ میں ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چیف آپ کی وجہ سے نقاب میں رہتا ہے لیکن کیوں''۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ویری سمپل۔ وہ مجھ سے خوفزدہ رہتا ہے نا''...... عمران نے اب بھی سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر نے اسے گھور کر دیکھا۔

''ایک تو آپ مذاق بھی اس قدر سنجیدہ انداز میں کرتے ہیں کہ محسوس ہی نہیں ہونے دیتے کہ آپ مذاق کر رہے ہیں''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے کار نشاط پلازہ کی پارکنگ میں روک لی۔ آج کل جولیا نشاط پلازہ میں رہ رہی تھی۔ کار پارک کرنے کے بعد وہ دونوں جولیا کے فلیٹ میں پہنچ گئے۔ ڈرائنگ روم میں تنویر، چوہان، نعمانی، خاور، صدیقی اور کیپٹن شکیل بیٹھے ہوئے تھے۔

''ماشاء اللہ۔ یہاں تو سب جمع ہیں۔ اچھی خاصی برات بن گئی ہے اور نکاح خواں میاں صفدر سعید کو میں اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ صرف چھوہارے کی کمی ہے۔ تنویر میاں۔ ذرا بھاگ کر جاؤ دو کلو چھوہارے تو لے آؤ''...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

''مجھ سے چھوہاروں کی امید مت رکھنا۔ میں چھوہاروں کے بجائے تمہارے لئے کفن لے آؤں گا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں

کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم شادی سے پہلے ہی اپنی چھوٹی بہن کو بیوہ کرنا چاہتے ہو۔ چچ۔ چچ۔ یہ بتاؤ کہ تمہاری اپنی بہن سے دشمنی کیا ہے''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ تنویر کا غصہ عروج پر پہنچ گیا۔ غصے کی زیادتی کی وجہ سے اس کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔

''تنویر۔ میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ عمران اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس کے منہ لگا جائے پھر تم اس سے بحث کیوں کرتے ہو''...... جولیا نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ وہ سب کے لئے چائے بنا کر لائی تھی۔

''میں نہ تو اس سے بحث کرتا ہوں اور نہ ہی اسے منہ لگاتا ہوں۔ یہ خود ہی میرے سر پر سوار ہو جاتا ہے''...... تنویر نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ اب ان فضول باتوں کو رہنے دو۔ صفدر۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہاری موجودگی میں سونے کا ذخیرہ کیسے چوری ہو گیا''...... جولیا نے سب کو چائے سرو کرتے ہوئے صفدر سے کہا۔

''مس جولیا۔ بہت ہی پراسرار سچویشن ہے۔ سونا چوری بھی ہو گیا اور ہمیں احساس تک نہ ہوا''...... صفدر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ

سروس چوروں کو تلاش کرے گی''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تنویر۔ سائنسی فارمولے بھی تو چوری ہو جاتے ہیں اور ہم ان فارمولوں کی تلاش میں جاتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے تنویر کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''سائنسی فارمولوں کی بات اور ہے۔ ان سے تو ملک وقوم کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''ان سونے کے ذخیروں سے بھی ملک کے مفادات وابستہ ہیں۔ اگر پاکیشیا سے سارا سونا باہر چلا جائے تو پاکیشیا معاشی طور پر بدحال ہو جائے گا۔ پاکیشیا میں اربوں، کھربوں ڈالرز کے سونے کے ذخائر موجود ہیں اور یہ پاکیشیا کی دولت ہے جسے باہر نہیں جانا چاہئے۔ سونے کی چوری معمولی چوری نہیں ہے اور نہ ہی یہ پولیس کیس ہے''...... کیپٹن شکیل نے تنویر کو ایک مرتبہ پھر سمجھاتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ ہمارے یہاں جمع ہونے کا مقصد کیا ہے''۔ اس مرتبہ صدیقی نے جولیا سے کہا۔

''جرائم کے افق پر ایک نیا نام ڈاکٹر گولڈ کا چمکنے لگا ہے۔ اس ڈاکٹر گولڈ نے ریاست بالان سے سونے کے تمام ذخائر چرا لئے جس کی وجہ سے ریاست بالان بدترین معاشی بدحالی کا شکار ہو گئی ہے۔ ریاست بالان کے بعد اس ڈاکٹر گولڈ نے پاکیشیا کا رخ کیا ہے۔ رات اس نے اپنی پہلی کارروائی کی ہے۔ اسٹیٹ بینک آف

پاکیشیا کے ہیڈکوارٹر میں موجود سونے کا ذخیرہ چرا لیا ہے اور توقع بھی کی جا رہی ہے کہ وہ ہمارے ملک میں موجود تمام سونا چرا لے گا''۔ جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔ اس کیس پر تو کام شروع ہو گیا تھا اور صفدر اسٹیٹ بینک آف پاکیشیا کے ہیڈکوارٹر میں سونے کے ذخیرے کی حفاظت کے لئے وہاں موجود تھا پھر وہاں سے سونا کیسے چوری ہو گیا''...... نعمانی نے کہا۔

''یہ سوال تو صفدر سے ہی پوچھنا چاہئے''...... جولیا نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو صفدر نے انہیں بھی وہ باتیں بتائیں جو اس نے عمران کو بتائی تھیں۔

''یہ تو عقل کو دنگ کر دینا والا واقعہ ہے''...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی سب بھی حیران تھے۔

''میں نے تو صفدر کو بتایا ہے کہ یہ کارروائی عمرو عیار کی زنبیل کی مدد سے کی گئی ہے لیکن صفدر میری یہ بات ماننے کو تیار نہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ان حالات میں عمران کی بات ہی سچ لگتی ہے''...... تنویر نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شکر ہے آج تم نے میری ایک بات کی حمایت کی ہے۔ یعنی تمہارے دل میں بھی نرم گوشہ پیدا ہو گیا ہے۔ اب میری آہوں کا بھی تم پر اثر ہو گا اور تم جولیا کی رخصتی کے بارے میں کوئی اچھا

فیصلہ کرو گے''...... عمران نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری یہ آس کبھی پوری ہونے والی نہیں ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اپنے اصل موضوع پر آ جائیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جب تک عمران کے منہ میں زبان ہے اصل موضوع پر تو بات کرنا ممکن ہی نہیں ہے''...... تنویر نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران، تنویر کی بات کا جواب دیتا ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ جولیا نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ جولیا اسپیکنگ''...... جولیا نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی تو جولیا نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... ایکسٹو کی آواز سن کر جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران اور صفدر بھی تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں''...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے پوچھا۔

''یس چیف''...... جولیا نے مختصراً جواب دیا۔

''جولیا۔ تم سمیت صفدر، تنویر، صدیقی اور چوہان کی ٹیم ایک

گھنٹے بعد نیو وارک کے لئے روانہ ہو رہی ہے۔ وہاں تم نے گولڈ سرکل کے خلاف کام کرنا ہے۔ گولڈ سرکل کا چیف ڈاکٹر گولڈ ہے جو دنیا بھر کے سونے پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے اور ہاں۔ اس بار بھی عمران ہی تمہیں لیڈ کرے گا اور ایکریمیا میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فری لانسر ایجنٹ روشی بھی تمہیں وہاں جوائن کر لے گی''...... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... جولیا نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مشن کے دوران عمران کا حکم میرا حکم تصور ہو گا۔ دیٹس آل''۔ ایکسٹو کی سرد آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ جولیا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''مس جولیا۔ میں، خاور اور نعمانی تو رہ گئے۔ آپ نے ہمارے بارے میں تو چیف سے پوچھنا تھا''...... کیپٹن شکیل نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''چیف ایک ایک لفظ سوچ سمجھ کر بولتا ہے لہٰذا یہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ تمہیں بھول گیا ہو اور مجھے یقین ہے کہ اس دوران یہاں تمہاری ضرورت ہو گی اس لئے تم ہمارے ساتھ نہیں جا رہے''۔ جولیا نے کہا تو عمران نے اس کی تائید میں سر ہلایا۔

''ہاں۔ یہاں واقعی تمہاری ضرورت ہے۔ سونے کی چوریاں یہاں ہو رہی ہیں لہٰذا یہاں بھی چند افراد کی ضرورت ہے''۔ عمران

نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ ہمیں اپنے ساتھ نہیں لے جا رہے۔ چلیں آپ کی مرضی لیکن ہمیں اتنا تو بتا دیں کہ ڈاکٹر گولڈ نے سونا چرایا کیسے ہے''...... خاور نے عمران سے پوچھا۔

''تمہارے سوال کے پہلے حصے کا جواب یہ ہے کہ ٹیم کی تشکیل میں نے نہیں کی بلکہ ایکسٹو نے کی ہے لہٰذا کوئی شکوہ کرنا ہے تو ایکسٹو سے کرو اور دوسری بات یہ ہے کہ ریاست بالان سے ملنے والی رپورٹس اور اسٹیٹ بینک آف پاکیشیا کے ہیڈکوارٹر میں ہونے والی کارروائی کو دیکھتے ہوئے چیف کا خیال ہے کہ یہ کسی سائنسی ایجاد کا کمال ہے۔ ڈاکٹر گولڈ لازماً کوئی سائنس دان ہے اور اس نے کوئی ایسی چیز ایجاد کر لی ہے جس سے وہ ہزاروں میل دور بیٹھ کر کوئی بھی چیز چرا سکتا ہے''...... عمران نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ تو چیف کا خیال ہے عمران صاحب۔ آپ کا اپنا کیا خیال ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میرا خیال ہی نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہوا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''کمال ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک وقت تھا جب انسان کے لئے چاند پر پہنچنا ناممکن تھا

لیکن پھر انسان چاند پر پہنچ گیا۔ وہ فضاؤں میں صرف خواب و خیال ہی میں پرواز کرتا تھا لیکن پھر وہ حقیقت میں ہواؤں میں اڑنے لگا۔ ایک وقت تھا کہ انسان دور دراز کے سفر پر جاتا تھا لیکن وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس سفر کے دوران وہ اپنے پیاروں سے بات کر سکے گا۔ اب وہ نہ صرف بات کرسکتا ہے بلکہ انہیں دیکھ بھی سکتا ہے۔ آج کا انسان سیٹلائٹ سیل فون کے ذریعے گھر سے ہزاروں کلو میٹر دور ریگستان میں بھی ہو تو وہ اپنے گھر بات کر سکتا تھا اور ایسی سینکڑوں ناممکنات آج کے انسان کیلئے ممکن ہیں کیونکہ وہ سائنس کے آسمانوں پر محو پرواز ہے''...... عمران نے کافی طویل بات کرتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ اس موضوع پر پھر بات ہو گی فی الحال سب اپنے اپنے فلیٹ پر جائیں اور تیار ہو کر ائیرپورٹ پہنچ جائیں۔ چیف نے چونکہ ایک گھنٹہ دیا تھا اس میں سے پانچ منٹ گزر چکے ہیں''۔ جولیا نے کہا تو وہ سب یکدم ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"عمران۔ یہاں چند مجرمانہ سرگرمیاں ایسی ہوئی ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ گولڈ سرکل نے کی ہیں لیکن گولڈ سرکل کا کوئی آدمی کبھی سامنے نہیں آیا۔ یہ انتہائی خفیہ تنظیم ہے"...... روشی نے کہا۔

عمران، جولیا، صفدر، تنویر، چوہان، صدیقی، ٹائیگر اور جوانا کے ساتھ کچھ دیر پہلے ہی نیو وارک پہنچا تھا۔ روشی انہیں کیرم سٹریٹ پر کوٹھی نمبر تیس میں لے آئی تھی اور وہ سب اس وقت اس کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"گولڈ سرکل خفیہ تنظیم ہے لیکن ہم نے اسے ہر حال میں ٹریس کرنا ہے اور نہ صرف ٹریس کرنا ہے بلکہ اس کا قلع قمع بھی کرنا ہے۔ اس تنظیم نے پاکیشیا میں واردات کر کے اپنے لئے گڑھا کھود لیا ہے"۔ تنویر نے سخت لہجے میں کہا۔

"روشی۔ تمہیں ہماری یہاں آمد سے قبل اس تنظیم سے متعلق کوئی

کلیو ضرور حاصل کر لینا چاہئے تھا"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے اس کیس پر کام کیا ہے لیکن مجھے کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی البتہ مجھے ایک فون کال کا انتظار ہے۔ شاید اس فون سے ہمیں کوئی ٹپ مل جائے"...... روشی نے کہا۔

"عمران۔ تمہارے تو ایسی تنظیموں سے رابطے ہیں جو معلومات فروخت کرنے کا بزنس کرتی ہیں۔ اس بار تم نے ایسی کسی تنظیم سے رابطہ نہیں کیا"...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔

"میں نے بھی کئی تنظیموں سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن روشی کی طرح مجھے بھی کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ یہ تنظیم اس قدر خفیہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی اس کا کوئی کلیو نہیں مل رہا"...... چوہان نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی عام انسانوں کی ایجنسی ہے کوئی جنوں کا ٹولہ تو نہیں ہے کہ آناً فاناً ہر مسئلہ حل کر لے"...... عمران نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کے جواب میں کوئی بولتا، روشی کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"یس"...... روشی نے اوکے کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

"اوکے"...... بات سننے کے بعد روشی نے کہا اور پھر اس نے

کال اینڈ کا بٹن پریس کر کے کال منقطع کر دی۔

''ایک ٹپ ملی تو ہے''...... روشی نے سیل فون جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

''کیا''...... عمران نے پوچھا۔ باقی سب نے بھی روشی کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''ڈان کلب کا مالک روجر ڈان گولڈ سرکل تنظیم کے متعلق کچھ نہ کچھ جانتا ہے''...... روشی نے کہا۔

''ماسٹر۔ میں روجر ڈان کو لے آتا ہوں''...... جوانا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ لے آؤ۔ اس کا انٹرویو کر لیتے ہیں''...... عمران نے کہا تو جوانا اٹھا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''تم جوانا کو اس لئے ساتھ لائے ہو کہ یہ یہاں کا رہنے والا ہے اور یہاں بہتر انداز میں کام کر سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اب بھی یہ جہاں جائے گا اس کی دہشت لوگوں پر طاری ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''چیف نے جو ٹیم بنائی تھی اس میں ٹائیگر اور جوانا تو شامل نہیں تھے۔ پھر یہ ٹیم میں کیسے شامل ہو گئے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم اپنے چیف کے حکم کے پابند ہو مگر میں، ٹائیگر، جوزف اور جوانا اس کے پابند نہیں ہیں''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور

عمران کے لہجے کو دیکھ کر تنویر کو مزید کوئی بات کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔

''ٹائیگر۔ تم گیٹ پر چلے جاؤ''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے ٹائیگر سے کہا تو وہ خاموشی سے اٹھا اور ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔ وہ سب جوانا کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔

''میرا خیال ہے کہ میں کافی بنا لاؤں۔ جوانا کو واپس آنے میں کچھ وقت لگے گا''...... روشی نے کہا۔

''کافی کی بجائے اگر تم چائے بنا لاؤ اور چائے کے ساتھ کچھ کھانے کو بھی ہو تو میرا بھوکا پیٹ تمہیں دعائیں دے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو روشی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

اوکے۔ جولیا تم میرے ساتھ کچن میں چلو''...... روشی نے پہلے عمران اور پھر جولیا سے کہا تو جولیا بھی اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی اور پھر وہ دونوں بھی کمرے سے باہر چلی گئیں۔

وہ چائے پی کر اور کباب وغیرہ کھا کر فارغ ہوئے ہی تھے کہ جوانا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر ایک بے ہوش آدمی تھا۔ اس نے بے ہوش آدمی کو قالین پر ڈال دیا۔ عمران نے اسے غور سے دیکھا۔ وہ گرانڈیل جسامت کا آدمی تھا جس کے بالوں کی رنگت سرخ تھی۔ پیشانی کافی کشادہ تھی۔

''جوانا۔ اسے ساتھ والے کمرے میں ڈال دو۔ پوچھ گچھ کے لئے وہ کمرہ موزوں ہے''...... روشی نے کہا۔

’’جی بہتر مس روشی‘‘...... جوانا نے کہا اور اس نے بے ہوش آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

’’میں روجر ڈان سے پوچھ گچھ کرتا ہوں۔ جولیا تم میرے ساتھ آؤ‘‘...... عمران صوفے سے اٹھتے ہوئے بولا۔ پھر وہ دونوں دوسرے کمرے میں آ گئے۔ روجر ڈان ایک کرسی پر پڑا ہوا تھا۔ جوانا نے اس کے ہاتھ پاؤں ایک رسی سے باندھ دیئے تھے۔

’’اسے ہوش میں لے آؤ‘‘...... عمران نے کہا تو کمرے میں تیز تھپڑ کی آواز گونجی۔ روجر ڈان کے سرخ و سفید چہرے پر جوانا کی انگلیوں کے نشان ثبت ہو گئے تھے۔ ایک تھپڑ کے بعد جوانا نے اسے دوسرا تھپڑ بھی مار دیا۔ روجر ڈان کے بندھے ہوئے جسم کو ایک جھٹکا لگا اور اس کی آنکھیں یکدم ہی کھل گئیں لیکن ابھی ان آنکھوں میں شعور کی چمک نہیں تھی۔ پھر جیسے ہی اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک آئی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔

’’کون ہو تم اور تمہاری اس حرکت کا مقصد کیا ہے‘‘...... روجر ڈان نے کرخت لہجے میں کہا۔

’’جوانا۔ تم اسے اپنا تعارف کراؤ‘‘...... عمران نے جوانا سے کہا اور خود روجر ڈان کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

’’مسٹر روجر ڈان۔ تم نے ماسٹر کلرز کا نام تو سنا ہی ہو گا‘‘۔ جوانا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

’’ماسٹر کلرز۔ کہیں تم پیشہ ور قاتلوں کی اس تنظیم کا نام تو نہیں لے رہے جس کی کسی زمانے میں بہت دہشت تھی‘‘۔ روجر ڈان نے سوچتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ میں ماسٹر کلرز کا لیڈر جوانا ہوں۔ اس گروپ کی دہشت میری وجہ سے تھی‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’اچھا۔ تو پھر وہ گروپ کہاں غائب ہو گیا‘‘...... روجر ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’یہ میرا باس علی عمران ہے۔ اس نے ماسٹر کلرز کی دہشت کا صفایا کر دیا تھا۔ میرے ساتھی اس کے ہاتھوں مارے گئے تھے اور میں جو کہ ناقابل تسخیر تھا میرے باس عمران نے مجھے تسخیر کر لیا اور میں ہمیشہ کے لئے اس کا غلام بن گیا اور اس کے ساتھ پاکیشیا چلا گیا‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’حیرت انگیز کہانی ہے لیکن تم نے مجھے کیوں اغوا کیا ہے‘‘۔ روجر ڈان نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’یہ کہانی میں نے تمہیں اس لئے سنائی ہے تاکہ تمہیں اندازہ ہو سکے کہ جس آدمی کے سامنے تم موجود ہو، جوانا جسے خونخوار درندے اس کے غلام ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میرے باس کے کسی سوال کا جواب دینے سے انکار کر دو اور میں تمہیں چیر پھاڑ دوں۔ میں فطرتاً اب بھی درندہ ہوں کیونکہ فطرت کبھی تبدیل نہیں ہوتی‘‘...... گفتگو کے آخر میں جوانا کی آواز میں غراہٹ شامل ہو

گئی۔

''ہونہہ۔ تو تم مجھ سے سوال پوچھنا چاہتے ہو۔ اوکے پوچھو''۔ روجر ڈان نے کہا۔

''گولڈ سرکل سے تمہارا کیا تعلق ہے''...... عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''گولڈ سرکل سے میرا تعلق۔ نہیں۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں''...... راجر ڈان نے ایک بار پھر حیران ہو کر کہا۔ اس کی آنکھوں کے تاثرات اور لہجے سے عمران کو اندازہ ہو گیا کہ وہ صحیح کہہ رہا ہے۔

''اوکے۔ تمہارا گولڈ سرکل سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن تم اس کے بارے میں جانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں گولڈ سرکل کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا۔ البتہ میرے سامنے ایک زخمی آدمی نے دم توڑا تھا اور مرتے وقت اس نے مجھے بتایا تھا کہ اسے اس لئے گولی ماری گئی ہے کہ وہ ایک آدمی کے بارے میں جان گیا تھا کہ اس کا تعلق گولڈ سرکل سے ہے''...... روجر ڈان نے کہا۔

''مرتے ہوئے آدمی نے اس آدمی کا نام تو بتایا ہو گا جس نے اسے گولی ماری تھی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن میں نے دل میں عہد کر لیا تھا کہ میں کبھی بھی اس آدمی کا نام زبان پر نہیں لے آؤں گا۔ میں کلب بزنس سے تعلق

رکھتا ہوں۔ چھوٹے چھوٹے جرائم بھی کر لیتا ہوں اور بڑے بڑے جرائم پیشہ لوگوں سے میرے تعلقات بھی ہیں اس لئے میں جانتا ہوں کہ کسی بھی بڑی تنظیم کے کسی معاملے میں دخل اندازی کرنے کا مطلب ہے پورے گھرانے کی عبرتناک موت۔ بڑے مجرم گروپ اور تنظیمیں اپنے مفاد کے لئے انسانوں کو گاجر مولیوں کی طرح کاٹ دیتی ہیں۔ انسانی زندگی کی تو ان کے سامنے کوئی حیثیت ہی نہیں''...... روجر ڈان نے کہا۔

''لیکن تم ہمیں اس آدمی کا نام بتاؤ گے''...... عمران نے ایک بار پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے اگر تمہیں بتا دیا اور گولڈ سرکل کو معلوم ہو گیا تو پھر نہ میرا کلب بچے گا نہ میں اور نہ ہی میرے بیوی بچے''...... روجر ڈان نے کہا۔

''اگر تم ہمیں بتا دو گے تو یقیناً بچ جاؤ گے کیونکہ گولڈ سرکل کو معلوم نہیں ہے کہ تم اس کے کسی آدمی کے بارے میں جانتے ہو''۔ عمران نے کہا۔

''اسی لئے تو ابھی تک زندہ ہوں''...... روجر ڈان نے عمران کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''نہیں اب بھی معلوم نہیں ہو گا کہ ہمیں یہ بات تم سے معلوم ہوئی ہے لیکن اگر تم نے ہمیں نہ بتایا تو پھر ہم تمہیں گولی مار دیں گے۔ ہم گولڈ سرکل کے مقابلے پر نکلے ہیں تو اس سے کم خطرناک

تو نہیں ہوں گے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم بے گناہ لوگوں کو مارنا پسند نہیں کرتے۔ تم کافی ذہین انسان ہو خود سوچ لو کہ تم نے کیا کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس آدمی نے مجھے بتایا تھا کہ اسے تھری سٹار نائٹ کلب کے سپروائزر جونی جان نے گولی ماری ہے''...... تقریباً نصف منٹ تک سوچ میں ڈوبے رہنے کے بعد روجر ڈان نے کہا۔

''جوانا۔ اس نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اور پھر اسے اپنے بیوی بچوں کا خیال بھی ہے اس لئے اسے ہاف آف کر کے کہیں دور پھینک آؤ''...... عمران نے اس مرتبہ جوانا سے کہا۔

''او کے ماسٹر''...... جوانا نے کہا اور پھر وہ روجر ڈان کی طرف بڑھا جبکہ عمران دروازے کی طرف بڑھا۔ عمران اور جولیا اس کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم میں آ گئے۔

''عمران صاحب۔ کچھ بتایا روجر ڈان نے''...... جیسے ہی عمران اور جولیا ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے صفدر نے پوچھا۔

''روجر ڈان بذات خود گولڈ سرکل سے وابستہ نہیں ہے البتہ اس سے ایک ٹپ مل گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ٹپس کے پیچھے بھاگتے رہیں اور ڈاکٹر گولڈ ہمارے ملک سے سارا سونا چرا لے''...... تنویر نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ ڈاکٹر گولڈ جتنا چاہے

سیکرٹ رہ لے۔ آخرکار ہم نے اسے تلاش کر ہی لینا ہے۔ پھر اس نے جو سونا ہمارے ملک سے چرایا ہو گا ہم واپس لے لیں گے اور جو سونا اس نے ریاست بالان سے چرایا ہے وہ ریاست بالان کے حوالے کر دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو اس لئے تم اس مشن میں سستی کا مظاہرہ کر رہے ہو کہ ڈاکٹر گولڈ نے جو سونا چرانا ہے وہ ہم نے حاصل کر لینا ہے''۔ جولیا نے کہا۔

''میں سستی کا مظاہرہ نہیں کر رہا۔ ابھی ہمارے پاس کوئی لائن آف ایکشن نہیں ہے جیسے ہی ہمیں گولڈ سرکل کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہم فوراً ایکشن میں آ جائیں گے۔ پھر روایتی انداز میں گولیاں چلیں گی۔ ڈز ڈز۔ ٹھاہ۔ ٹھاہ۔ وہ ہمارے خاتمے کی کوشش کریں گے اور ہم ان کے۔ خون بہے گا۔ لاشیں گریں گی۔ تعاقب ہوں گے۔ پھر تم کہو گی کہ ہاں اب واقعات تیزی سے پیش آ رہے ہیں اور ایکشن میں مزہ آ رہا ہے''۔ عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ عمران نے واقعی ٹھیک کہا تھا۔ انہیں ایکشن میں ہی مزہ آتا تھا۔

''توبہ ہے۔ ایک تو تم جب بھی بولنے پر آتے ہو تو نان سٹاپ بولے جاتے ہو۔ یہ بھی نہیں سوچتے کہ دوسرے بندے نے تم سے کوئی بات بھی کرنی ہے''...... روشی نے تنگ آئے ہوئے انداز میں کہا۔

"اچھا۔ تم نے بھی کوئی بات کرنی ہے تو کرو۔ روکا کس نے ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ اس روجر ڈان نے تمہیں کیا ٹپ دی ہے"۔ روشی نے پوچھا۔

"اس نے بتایا ہے کہ تھری سٹار نائٹ کلب کا سپروائزر جونی جان گولڈ سرکل سے تعلق رکھتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تھری سٹار نائٹ کلب اور سپروائزر جونی جان۔ اوکے۔ اسے میں لے آتی ہوں"...... روشی نے سوچتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے البتہ تم جولیا کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اگر جولیا تمہارے ساتھ جانا چاہئے تو"...... عمران نے روشی سے کہا تو اس نے سوالیہ انداز میں جولیا کی طرف دیکھا۔

"اوکے۔ میں روشی کے ساتھ چلی جاتی ہوں"...... جولیا نے کہا تو روشی کھڑی ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر چلی گئیں۔

"عمران صاحب۔ روجر ڈان اب کہاں ہے"...... صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"اسے ہاف آف کر کے جوانا کہیں چھوڑنے گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اس نے اپنی مظلومیت کی کوئی داستان سنائی ہوگی اور یہ اس سے متاثر ہوگیا ہوگا۔ وہ دے گیا اسے چکمہ"...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اب ایسی بات بھی نہیں ہے کہ کوئی عمران صاحب کو چکمہ دے سکے"...... صدیقی نے کہا۔

"کیوں بھئی۔ مجھے کیوں چکمہ نہیں دیا جا سکتا"...... عمران نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ بہت ذہین اور شاطر دماغ کے انسان ہیں۔ آپ دوسروں کو تو چکمہ دے سکتے ہیں لیکن آپ کو کوئی چکمہ نہیں دے سکتا"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صدیقی ڈیئر۔ کبھی کبھی چور کو مور بھی پڑ جاتے ہیں"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ آپ تنویر کی اس بات پر لاجواب ہو گئے ہیں"...... صفدر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ستائشی انداز میں تنویر کو دیکھا تو اس کا سینہ پھول گیا۔

"بھئی چور، چوروں کی بات کرتے ہیں اور مور، موروں کی۔ تنویر نے ان دونوں کی بات کی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کا تعلق دونوں سے ہے"...... عمران نے کہا۔

"دیکھا۔ اب اس سے جواب نہیں بن پا رہا اور یہ آئیں بائیں شائیں کر رہا ہے"...... تنویر نے اور زیادہ خوش ہوتے ہوئے کہا۔

پھر اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور جوانا اندر آ گیا۔

''ماسٹر۔ میں روجر ڈان کو قریبی چلڈرن پارک میں پھینک آیا ہوں۔ امید ہے اسے اب تک ہوش آ گیا ہو گا اور وہ واپس جا رہا ہو گا''...... جوانا نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کافی دیر آپس میں باتیں کرتے رہے۔

''روشی اور جولیا کو اب تک واپس آ جانا چاہئے تھا۔ تھری سٹار کلب یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے''...... تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ کسی مشکل میں پھنس گئی ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''پانچ منٹ مزید انتظار کرتے ہیں اس کے بعد انہیں فون کر لیں گے''...... عمران نے کہا۔ پھر پانچ منٹ گزر گئے۔ پانچ منٹ گزرنے کے بعد عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور جولیا کے نمبرز پریس کرنے لگا لیکن اسے جولیا کا نمبر آف ملا۔ اس نے ایک بار پھر کوشش کی لیکن نتیجہ وہی برآمد ہوا تو اس نے روشی کے نمبر پریس کئے لیکن روشی کا سیل فون بھی آف تھا۔ عمران نے ایک بار پھر کوشش کی اور اس کے بعد سیل فون جیب میں رکھ لیا۔

''میرا خیال ہے کہ واقعی وہ دونوں کسی مشکل میں پھنس چکی ہیں اور ہم نے فوراً ان کی مدد کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ماسٹر۔ میں اور ٹائیگر جاتے ہیں تھری سٹار نائٹ کلب۔ مس روشی اور مس جولیا کا پتا کر آتے ہیں''...... جوانا نے کہا۔

''ٹھیک ہے تم دونوں چلے جاؤ''...... عمران نے جوانا کو اجازت دیتے ہوئے کہا تو جوانا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''میں بھی ان کے پیچھے جاتا ہوں۔ چوہان۔ تم گیٹ پر ڈیوٹی دو''...... جوانا کے جانے کے تقریباً دو منٹ بعد عمران نے کہا اور صوفے سے کھڑا ہو گیا۔ اس کا حکم سن کر چوہان بھی کھڑا ہو گیا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی یہاں فارغ نہیں رہنا چاہئے''۔ تنویر نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ چوہان گیٹ پر موجود ہے اور باقی یہاں کے ہوٹلوں اور کلبوں کا چکر لگا لیں۔ ممکن ہے کہ کہیں سے کچھ معلوم ہو ہی جائے''...... عمران نے کہا اور اس کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

روشی نے کار تھری سٹار نائٹ کلب کی پارکنگ میں روکی اور پھر وہ دونوں کار سے نیچے اتریں۔ پارکنگ بوائے تیزی سے دوڑتا ہوا ان کے قریب آیا اور اس نے ایک اسٹیکر کار کی ونڈ سکرین پر چپکا دیا۔ روشی نے اسے پارکنگ فیس ادا کی اور پھر جولیا اور وہ ہال کی طرف بڑھیں۔ ہال میں داخل ہو کر انہوں نے ہال کا جائزہ لیا۔ ہال عورتوں اور مردوں سے بھرا ہوا تھا۔ ہال میں موجود افراد شراب اور سگریٹ پی رہے تھے۔ سگریٹ کے دھوئیں میں منشیات کی بو بھی شامل تھی۔ انتہائی بے ہودہ لباسوں میں ملبوس ویٹرس سروس دینے میں مصروف تھیں۔ میل ویٹر یہاں دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ ہال کے کونوں میں غنڈے ٹائپ آدمی بھی کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں اسلحہ بھی موجود تھا۔ کاؤنٹر پر بھی دو لڑکیاں کھڑی تھیں جن کا نہ صرف لباس واہیات تھا بلکہ وہ شکل و صورت سے بھی بازاری لگ رہی تھیں۔ روشی اور جولیا نے چند لمحوں میں ہال کا جائزہ لے لیا اور

پھر وہ ایک خالی میز کی طرف بڑھیں۔ جیسے ہی وہ کرسیوں پر بیٹھیں ساتھ والی میز پر بیٹھا ہوا ایک نوجوان اٹھ کر ان کے قریب آ گیا اور ان سے اجازت لئے بغیر خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ دونوں نے اسے گھور کر دیکھا۔

"تم مجھ سے قسم لے لو۔ میں نے تم جیسی حسین لڑکیاں اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھیں"...... اس نوجوان نے کہا۔

"پھر یہ ہمارا قصور ہے"...... روشی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ میرا قصور ہے۔ مجھے معاف کر دو اور تم دونوں مجھ سے دوستی کر لو۔ میرا نام جیکی ہے میں تم دونوں کو ورلڈ ٹوور پر لے جاؤں گا۔ میرا یقین کرو"...... اس نوجوان نے نہایت ہی لوفرانہ انداز میں کہا۔

"تم نے آج زیادہ پی لی ہے اس لئے تم اس وقت بھی ورلڈ ٹوور پر ہو"...... روشی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ نو ہنی۔ تم مجھے جانتی نہیں ہو۔ میں بہت فراخ دل ہوں۔ حسین لڑکیوں پر ہزاروں ڈالرز خرچ کر دیتا ہوں"...... اس نوجوان نے جس نے اپنا نام جیکی بتایا تھا روشی کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اگلے ہی لمحے وہ کسی فٹ بال کی مانند اچھلا اور چکراتا ہوا دوسری ٹیبل پر جا گرا۔ اس ٹیبل پر ایک عورت اور مرد بیٹھے شراب پی رہے تھے۔ جیکی اس ٹیبل پر گرا تو عورت کی چیخ بلند

ہو گئی۔ عورت کی چیخ سن کر کئی لوگوں نے اس طرف دیکھا جبکہ جیکی کو چکراتے دیکھ کر کونے میں کھڑے ہوئے مسلح آدمی پہلے ہی حرکت میں آ چکے تھے۔ ان آدمیوں نے روشی کو بھی تھپڑ مارتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ جیکی کے قریب پہنچ کر دو آدمیوں نے اسے بازو سے پکڑ لیا اور روشی اور جولیا کے قریب لے آئے۔

''مادام۔ اس نے آپ سے بدتمیزی کی ہے''...... ایک مسلح آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں روشی سے پوچھا۔

''ہاں۔ لگتا ہے یہ ایڈیٹ شراب پی کر بہک گیا ہے۔ اسے باہر کا راستہ دکھاؤ''...... روشی نے کہا۔

''یس مادام''...... روشی سے مخاطب ہونے والے مسلح آدمی نے کہا اور پھر وہ جیکی کو باہر لے جانے لگا۔

''تم نے یہ اچھا نہیں کیا۔ میں جتنا شریف نظر آتا ہوں اتنا ہوں نہیں۔ تم دونوں اپنے بھیانک انجام کے لئے تیار رہو''۔ جیکی نے چلاتے ہوئے کہا اور اس نے خود کو چھڑانے کی کوشش بھی کی لیکن مسلح آدمی اس سے کہیں زیادہ طاقتور تھے اور یہ کلب کا اصول بھی تھا کہ شراب پی کر ہنگامہ کرنے والے کو وہاں سے نکال دیا جاتا تھا۔ جیکی بیرونی دروازے تک انہیں دھمکیاں اور گالیاں دیتا گیا۔ پھر مسلح آدمیوں نے اسے دروازے سے باہر نکال دیا۔ جب جیکی ہال سے باہر نکل چکا تو ایک آدمی کلب یونیفارم میں ان کے قریب آ گیا۔ اس کے سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا۔

''مادام۔ میں کلب کی طرف سے معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو کوفت کا سامنا کرنا پڑا''...... اس آدمی نے کہا۔

''نو پرابلم۔ ایسا تو ہوتا رہتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ اس کلب کے سپروائزر ہیں''...... روشی نے اخلاقاً مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ میں اس کلب کا سپروائزر ہوں''...... اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اور آپ کا نام جونی جان ہے''...... روشی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو سپروائزر چونک پڑا۔

''اوہ۔ آپ تو میرا نام جانتی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ یہ ہماری پہلی ملاقات ہے''...... اس نے کہا۔

''آپ کا خیال درست ہے۔ یہ ہماری پہلی ملاقات ہی ہے۔ ہم آپ کے ایک قریبی دوست کی معرفت آپ سے ملنے آئی ہیں۔ ہمیں آپ سے ذاتی نوعیت کا کام ہے''...... روشی نے کہا۔ جولیا اس دوران خاموش رہی تھی۔

''قریبی دوست اور ذاتی نوعیت کا کام۔ او کے۔ آپ حکم فرمائیں''...... جونی جان نے سوچتے ہوئے کہا۔

''اس شور و غل میں اطمینان سے بات نہیں ہو سکے گی۔ آپ ہمیں علیحدگی میں چند منٹ دیں''...... روشی نے کہا تو جونی جان سوچنے لگا۔

''آپ میرے اس قریبی دوست کا نام بتائیں گی''...... چند

لمحوں بعد جونی جان نے کہا۔

''نہیں۔ ہم ان کا نام نہیں بتائیں گی بلکہ انہوں نے آپ کے لئے جو لیٹر دیا ہے وہ لیٹر آپ کے حوالے کریں گی''...... روشی نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا تو جونی جان نے اثبات میں سر ہلایا۔

''اوکے۔ میں مینجر صاحب سے دس پندرہ منٹ کی چھٹی لے کر آتا ہوں۔ میرا کوارٹر کلب حدود میں ہی ہے ہم وہاں بیٹھ کر اطمینان سے بات کر سکتے ہیں''...... جونی جان نے کہا۔

''یس۔ یہ بہت بہتر رہے گا''...... روشی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''آپ میرا انتظار کریں۔ میں مینجر صاحب سے چھٹی لے آؤں''...... جونی جان نے کہا اور وہ مڑ گیا۔

''اپنی گفتگو اور انداز سے تو نہیں لگتا کہ یہ کسی خفیہ تنظیم سے تعلق رکھتا ہے''...... جیسے ہی جونی جان ان سے دور ہوا جولیا نے دھیمی آواز میں کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ یہ بہت بڑا اداکار ہو''...... روشی نے کہا تو جولیا نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔ اس کے بعد ان دونوں کے درمیان خاموشی طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے جونی جان کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ اس کے چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ تھی۔

''آیئے مادام۔ میں نے مینجر صاحب سے پندرہ منٹ کی چھٹی

لے لی ہے''...... جونی جان نے ان کے قریب پہنچ کر کہا۔ وہ دونوں اٹھیں اور جونی جان کے ساتھ ہال سے باہر آ گئیں۔ کلب کے ساتھ ہی گلی تھی۔ جونی جان اس گلی میں آ یا۔ اس گلی میں دونوں اطراف میں گھر تھے۔

''اس گلی میں موجود تمام گھر کلب کے ملازمین کے ہیں''۔ جونی جان نے انہیں بتایا۔ پھر وہ ایک دروازے پر رک گیا۔ اس دروازے پر تالا لگا ہوا تھا۔ جونی جان نے جیب سے چابی نکال کر تالا کھول۔

''تشریف لایئے''...... جونی جان نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا تو جولیا اور روشی اندر داخل ہوئیں۔ جونی جان انہیں ایک چھوٹے سے کمرے میں لے آیا جس میں صوفے پڑے ہوئے تھے۔

''آپ بیٹھیں۔ میں آپ کے لئے وہسکی لے کر آتا ہوں''۔ جونی جان نے صوفوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ ہم وہسکی نہیں پیتیں''...... روشی نے اسے منع کرتے ہوئے کہا۔

''اچھا چلیں۔ میں کافی بنا لاتا ہوں''...... جونی جان نے پہلے حیرت سے اور پھر فوراً ہی نارمل لہجے میں کہا اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ جولیا اور روشی صوفوں پر بیٹھ گئیں لیکن وہ نہایت ہی چوکس تھیں۔ ڈیڑھ دو منٹ بعد ہی جونی جان واپس آ گیا۔ اس نے چھوٹی سی ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں جوس کے

تین ڈبے رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ٹرے روشی اور جولیا کے سامنے میز پر رکھ دی۔

''کافی بنانے میں وقت ضائع ہوتا اس لئے میں جوس لے آیا۔ لیجئے''...... جونی جان نے کہا پھر اس نے خود جوس کا ایک ڈبہ اور سٹرا اٹھا لیا۔ جولیا اور روشی نے بھی ایک ایک ڈبہ اٹھا لیا۔

''جی۔ اب تو بتا دیجئے۔ آپ کو میرے کس قریبی دوست نے بھیجا ہے''...... جونی جان نے جوس کے دو تین گھونٹ لینے کے بعد کہا۔ روشی اور جولیا نے بھی جوس کے چند گھونٹ لے لئے۔

تم گولڈ سرکل کے ڈاکٹر گولڈ کو جانتے ہو''...... روشی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ روشی اور جولیا کو توقع تھی کہ جونی جان یہ نام سن کر اچھل پڑے گا لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہوا بلکہ جونی جان کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ہاں۔ میں ڈاکٹر گولڈ اور گولڈ سرکل کو جانتا ہوں''...... جونی جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر جولیا اور روشی حیران رہ گئیں کیونکہ انہیں جونی جان سے اس جواب کی توقع نہیں تھی۔

''اچھا۔ تو گویا تمہارا تعلق گولڈ سرکل سے ہی ہے''...... اس مرتبہ جولیا نے کہا۔

''اگر تمہیں شک ہے تو ابھی چند لمحوں میں یہ شک یقین میں بدل جائے گا''...... جونی جان نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔ اس

کے بعد جولیا اور روشی کو محسوس ہوا جیسے وہ کسی کمرے میں بیٹھنے کی بجائے لفٹ میں بیٹھی ہوں اور لفٹ تیزی سے اوپر اٹھ رہی ہو۔ وہ تیزی سے اٹھنے لگیں لیکن ابھی وہ صحیح طور سے کھڑی نہیں ہوئی تھیں کہ لہراتی ہوئی نیچے گرتی چلی گئیں اور اس کے ساتھ ہی ان کے دماغ تاریکیوں میں ڈوب گئے۔

ٹائیگر اور جوانا کرسیوں پر بیٹھے ہی تھے کہ ویٹرس ان کے قریب آ گئی۔ ٹائیگر کے لئے اس کا لباس قابل اعتراض تھا لیکن یہاں کی معاشرت اور ماحول کے مطابق یہ لباس قابل اعتراض نہ تھا اور ٹائیگر بھی یہاں اپنے کام سے آیا تھا۔ کسی کے لباس پر اعتراض کرنے نہیں اور نہ ہی اسے اعتراض کرنے کا حق حاصل تھا۔

''پلیز سر۔ آرڈر''...... ویٹرس نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کیا آرڈر دیا جائے۔ تم کیا لا سکتی ہو''...... ٹائیگر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''بلیک ہارس۔ گولڈ کوئین۔ ہاٹ اینڈ ہاٹ۔ سپر وہسکی۔ ڈارک پرنس۔ نائٹ کنگ۔ آپ دنیا کی جس شراب کا نام لیں گے وہ یہاں آپ کو مل جائے گی''...... ویٹرس نے چند مہنگی شرابوں کے نام گنواتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ سب تیز شرابیں ہیں لیکن مجھے تو تم ان سے تیز لگ رہی ہو''...... ٹائیگر نے عیاشیانہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ ہم تو آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ ڈیوٹی کے بعد میں بھی آپ کو دستیاب ہو جاؤں گی''...... ویٹرس نے کہا۔

''ڈیوٹی کے بعد۔ اور ڈیوٹی تمہاری کس وقت آف ہو گی''۔ ٹائیگر نے بے چینی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ رات دس بجے کے بعد''...... ویٹرس نے ایک بار پھر کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''رات کے دس بجنے میں تو ابھی بہت دیر ہے۔ اتنا وقت میں کہاں گزاروں گا۔ اچھا تم یہ بتاؤ کہ جانی جان کہاں ہے۔ یہ کالو تو اس سے مل کر جائے گا۔ مجھے تو اب دس بجے تک یہیں بیٹھنا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جونی جان صاحب تو اپنے کمرے میں ہیں۔ اس گیلری میں ان کا تیسرا کمرہ ہے۔ آپ نے دس بجے تک یہاں بیٹھنا ہے تو میں آپ کے لئے بوتل لے آتی ہوں۔ آپ اپنی فیورٹ برانڈ بتائیں''...... ویٹرس نے کہا۔

''میرا یہ کالا دوست جونی جان سے مل آئے۔ اس کے بعد میں شراب کا آرڈر دوں گا۔ تم جونی جان کے کمرے تک اس کی رہنمائی کر سکتی ہو''...... ٹائیگر نے ویٹرس سے کہا۔

''کیوں نہیں سر۔ آیئے سر۔ میں آپ کو سپروائزر صاحب کے

کمرے تک چھوڑ دیتی ہوں"...... ویٹرس نے پہلے ٹائیگر اور پھر جوانا سے کہا تو جوانا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور ویٹرس کے ساتھ چلتا ہوا ایک کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا۔ دروازے پر سپروائزر لکھا ہوا تھا۔

"سر۔ یہ سپروائزر صاحب کا کمرہ ہے"...... ویٹرس نے کہا اور پھر واپس مڑ گئی۔ جوانا نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ جوانا کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا جس کے کونے میں درمیانے سائز کی ایک آفس ٹیبل رکھی تھی۔ ٹیبل کے ایک طرف ایک کرسی اور دوسری طرف دو کرسیاں رکھی تھیں۔ کرسی پر ایک درمیانی عمر کا آدمی بیٹھا تھا جو یقیناً جونی جان تھا۔ کمرے میں ایک فانوس بھی لٹک رہا تھا اور اس میں جو بلب لگا ہوا تھا جوانا اسے دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ وہ بلب دراصل کیمرہ تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کمرے کی مانیٹرنگ ہو رہی تھی۔ جوانا نے ایک لمحے میں ہی کمرے کا جائزہ لے لیا اور پھر وہ ٹیبل کی طرف بڑھا۔ کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام جوانا ہے اور میں پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ماسٹر کلرز کا لیڈر ہوں۔ تم جونی جان ہو"...... جوانا نے اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا اور پھر اس کے نام کی تصدیق چاہی اور اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں۔ میرا نام جونی جان ہے۔ لیکن ماسٹر کلرز۔ یہ گروپ تو

غالباً ختم ہو گیا تھا"...... جونی جان نے سوچتے ہوئے کہا۔

"گروپ ختم نہیں ہوا تھا بلکہ میں نے پیشہ تبدیل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ قتل کا پیشہ چھوڑ کر میں نے شراب بنانے کی فیکٹری لگانے کا ارادہ کیا تھا اور اب کچھ عرصے سے میری فیکٹری نے کام شروع کر دیا ہے۔ میں اسی سلسلے میں یہاں آیا ہوں"...... جوانا نے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا۔ لیکن شراب کی خرید و فروخت میں نہیں کرتا۔ میں تو کلب کا سپروائزر ہوں۔ تمام بزنس تو مینجر صاحب کرتے ہیں"...... جونی جان نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے لیکن میں تمہارے ذریعے سے مینجر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس لئے پہلے تمہارے پاس آیا ہوں کیونکہ میں مینجر صاحب کو نہیں جانتا"...... جوانا نے کہا۔

"میرے خیال میں تو تم مجھے بھی نہیں جانتے۔ یہ ہماری پہلی ملاقات ہے"...... جونی جان نے کہا۔

"تم مجھے شکل و صورت سے نہیں جانتے تھے لیکن میرے نام سے واقف تھے جبکہ میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میرے گروپ کا ایک ممبر تمہارا کلاس فیلو رہا ہے"...... جوانا نے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارے اس ممبر کا"...... جونی جان نے پوچھا۔

"اب گروپ نہیں رہا اس لئے میں ممبرز کا نام نہیں لینا چاہتا۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ میرے دیگر ممبرز کیا کام کر رہے ہیں۔

میرے نام لینے سے ہو سکتا ہے کہ ان کے کام پر کوئی برا اثر پڑ جائے“...... جوانا نے کہا۔

”پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو“...... جونی جان نے کہا۔

”میں کہہ تو چکا ہوں کہ میں تمہارے ذریعے مینجر صاحب سے بزنس کرنا چاہتا ہوں۔ میری فیکٹری کی شراب دنیا کی اعلیٰ تری شرابوں سے بھی اعلیٰ ہے۔ لیکن قیمت میں ان سے پچاس فیصد ہے اور میں سودے میں تمہیں اور مینجر صاحب کو کمیشن بھی دوں گا۔ تمہیں ایک فیصد اور مینجر صاحب کو دو فیصد“...... جوانا نے اسے آ کرتے ہوئے کہا۔

”مینجر صاحب اس وقت کلب میں نہیں ہیں۔ جب وہ آئی گے تو میں ان سے بات کروں گا۔ انہوں نے تم سے ملنا پسند کیا پھر میں تمہیں ان سے ملوا دوں گا“...... جونی جان نے کہا۔

”میری کار میں آٹھ دس برانڈ کی تقریباً انیس بوتلیں موج ہیں۔ تم میرے ساتھ چلو میں تمہیں وہ بوتلیں اٹھا دیتا ہوں۔ تم خ بھی پینا اور مینجر صاحب کو بھی پلانا۔ اس کے بعد فیصلہ کرنا“۔ جو نے کہا۔

”تم لے آؤ بوتلیں۔ ہم دیکھ لیں گے“...... جونی جان نے کہا۔

”جونی جان۔ جوانا وہ دہشت ہے جس کا نام سن کر جرائم دنیا کے بڑے بڑے سورما تھر تھر کانپنے لگتے تھے اور تم مجھ سے ک رہے ہو کہ میں تمہارے لئے بوتلیں یہاں اٹھا کر لاؤں“...... جو

نے یکدم ہی کرخت لہجے میں کہا تو جونی جان کے چہرے پر طنز کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”مسٹر جوانا۔ میں مان لیتا ہوں کہ تمہارا ایک دور ہو گا لیکن اب کوئی تمہارا نام نہیں جانتا۔ اب تم سے بڑے مگرمچھ یہاں موجود ہیں اور دوسری بات یہ کہ بزنس کے معاملے میں تمہیں یہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ اس طرح تم کبھی بھی بزنس نہیں کر سکو گے۔ تم سودا کرنے آئے ہو سیمپل ساتھ لائے ہو تو سیمپل دو۔ اس کے بعد تمہارا مال پسند کیا گیا تو سودا ہو گا پسند نہ آیا تو بات آگے نہیں بڑھے گی۔ تم انڈر ورلڈ میں نہیں بزنس ورلڈ میں آئے ہو۔ یہاں غصہ اور بدمعاشی نہیں چلتی“...... جونی جان نے کہا۔

”ہونہہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ واقعی مجھے غصے میں نہیں آنا چاہئے۔ میں بوتلیں یہاں منگواتا ہوں“...... جوانا نے نرم لہجے میں کہا۔ جونی جان سے بات کر کے وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ اسے ساتھ لے جانے کے لئے اسے اور ٹائیگر کو فل ایکشن میں آنا پڑے گا۔ جونی جان سے بات کرنے کے بعد جوانا نے جیب سے سیل فون نکالا اور ٹائیگر کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

”یس“...... کال ملنے پر دوسری طرف سے ٹائیگر نے مختصراً کہا۔

”ٹائیگر۔ میں جوانا بول رہا ہوں۔ مینجر صاحب تو کلب میں موجود نہیں ہیں اور سپروائزر صاحب کا کہنا ہے کہ میں سیمپل کی بوتلیں ان کے کمرے میں پہنچا دوں۔ لیکن میں ان سے پھر گزارش

کرتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ میری کار تک چلیں۔ تم بوتلوں کے
کارٹن تیار کرلو۔ ہم آ رہے ہیں''...... جوانا نے کہا۔
''ٹھیک ہے جوانا۔ میں تیار ہوں۔ تم اسے لے آؤ''...... دوسر
طرف سے ٹائیگر نے کہا تو جوانا نے کال کاٹ دی۔
''میں نے تم سے کہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ نہیں جا رہا۔ پ
تم نے اپنے ساتھی سے کیوں کہا ہے کہ ہم آ رہے ہیں''...... جو
جان نے اس مرتبہ غصیلے لہجے میں کہا۔
''اس لئے کہ مجھے یقین ہے کہ میں تم سے گزارش کروں گا
تم مان جاؤ گے''...... جوانا نے کہا۔
''ہرگز نہیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہار
ساتھ تمہاری کار تک جاؤں''...... جونی جان نے بدستور غصے سے
تو ٹائیگر کرسی سے کھڑا ہو گیا۔
''اوکے۔ اگر تم ساتھ نہیں چلنا چاہتے تو نہ سہی۔ میں خود بوتلی
لے آتا ہوں۔ مجھے سمجھاتے ہو کہ بزنس میں غصہ نہیں کرنا چا
اور خود غصہ کر رہے ہو''...... جوانا نے کہا اور پھر اس نے درواز
کی طرف قدم بڑھائے۔ وہ دو قدم چلا اور پھر بجلی کی سی تیزی س
حرکت میں آیا۔ اس نے جیب سے ریوالور نکال کر فانوس کے بل
پر فائر کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جونی جان کی طرف
چھلانگ لگا دی۔ پلک جھپکنے سے قبل ہی بلب بھی ٹوٹ گیا اور جو
بھی جونی جان پر جا گرا۔ اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرک

میں آیا۔ جونی جان کے سر پر دھماکا ہوا۔ اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ
ہوش سے بے گانہ ہو گیا۔ جوانا اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر اس نے
جونی جان کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھا۔
اس کی یہ ساری کارروائی صرف چند سیکنڈ میں ہی مکمل ہو گئی تھی۔
اگلے ہی لمحے وہ کمرے سے باہر نکل کر گیلری میں آ چکا تھا۔ گیلری
میں چار مسلح آدمی موجود تھے۔ انہوں نے جو سپروائزر کو جوانا کے
کاندھے پر دیکھا تو وہ اپنے اسلحے کا رخ جوانا کی طرف کرنے لگے
لیکن اس سے پہلے کہ ان کی طرف سے فائرنگ ہوتی جوانا کے
ریوالور سے یکے بعد دیگرے چار فائر ہوئے اور ان چاروں آدمیوں
کی چیخیں بلند ہوئیں۔ گولیاں ان چاروں کے سروں میں لگی تھیں۔
چیخنے کے بعد وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔
فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں ہال میں پہنچیں تو وہاں
بھگدڑ مچ گئی۔ ہال میں بیٹھے ہوئے مرد اور عورتیں چیختے چلاتے
ہوئے بیرونی دروازے کی طرف دوڑے جبکہ ہال میں موجود مسلح
افراد گیلری کی طرف دوڑنے لگے لیکن ہال میں ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا۔
جوانا کی کال کے بعد وہ چوکس ہو گیا تھا اور اس نے جیب سے
مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ اس لئے جیسے ہی مسلح آدمی گیلری کی
طرف دوڑے ٹائیگر نے ان پر فائرنگ کر دی۔ اس کی فائرنگ کی
زد میں کئی آدمی آئے۔ ان کی دلخراش چیخیں بلند ہوئیں اور وہ بھی
فرش پر گرتے چلے گئے۔ ہال میں بھگدڑ مچی ہوئی تھی اور لوگ ایک

دوسرے کے اوپر گر رہے تھے۔ مسلح آدمی زمین پر گرے تو لوگو
کے قدموں کے نیچے آ گئے۔

ٹائیگر کے مشین پسٹل سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی اور
آدمی اس کی فائرنگ کی زد میں آ کر ہلاک ہو رہے تھے۔ ایک با
اس کے مشین پسٹل کا میگزین بھی خالی ہو گیا۔ اس کی مشین پسٹل
صرف دو سیکنڈ کے لئے رکا۔ اس نے دو سیکنڈ میں میگزین تبدیل
اور دوبارہ فائرنگ کرنے لگا پھر اسے گیلری میں جوانا دکھائی دیا
جس نے ایک بے ہوش آدمی کو کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ اس
ایک ہاتھ بے ہوش آدمی پر تھا اور دوسرے ہاتھ میں مشین پسٹل
اور اس کے مشین پسٹل سے بھی فائرنگ ہو رہی تھی۔

ٹائیگر کو گیلری کے قریب ہی سیڑھیوں پر کچھ لوگ دکھائی د
جو نہایت تیزی سے سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں م
مشین گنیں تھیں۔ انہوں نے اترتے ہوئے جوانا پر فائرنگ شرو
کر دی۔ جوانا نے خود کو فرش پر گرا لیا اور بے ہوش آدمی سمیت
کی سی تیزی سے کروٹیں بدلنے لگا۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے آدمیو
کو جوانا پر فائرنگ کرنے کا زیادہ موقع نہ ملا کیونکہ ٹائیگر نے ا
مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن
فائرنگ کی آواز کے ساتھ ساتھ اس کے مشین پسٹل کی فائرنگ
آوازیں بھی گونجیں اور سیڑھیاں اترتے ہوئے آدمیوں کی چیخیں بل
ہوئیں۔ اب وہ پیروں سے سیڑھیاں اترنے کی بجائے سر کے ب

سیڑھیاں کراس کر رہے تھے۔ آناً فاناً ہی وہ سب نیچے آ گرے۔ ٹائیگر کی فائرنگ نے انہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑا تھا کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہوتے۔ وہ مرغ بسمل کی مانند تڑپ رہے تھے اور ان کا خون فرش پر پھیل رہا تھا جبکہ جوانا، جونی جان کو سینے سے لگائے کروٹیں بدلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف جا رہا تھا۔ اتنی دیر میں ہال لوگوں سے خالی ہو چکا تھا۔ اکثر لوگ بھاگ گئے تھے اور کچھ پاؤں کے نیچے روندے گئے تھے۔ روندے جانے والے افراد زخمی تھے اور ان میں سے زیادہ تر بے ہوش ہو چکے تھے۔

سیڑھیوں سے اترنے والے ایک گروپ کے خاتمے کے بعد اب دوسرا گروپ نیچے اتر رہا تھا اور یہ بھی اندھا دھند سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ ٹائیگر فرش پر لیٹ کر انہیں دیکھ رہا تھا لہٰذا جیسے ہی یہ دوسرا گروپ سیڑھیوں پر نمودار ہوا ٹائیگر نے ان پر بھی فائرنگ کر دی۔ گولیوں کا شکار ہو کر وہ اچھل اچھل کر نیچے گرنے لگے۔ اس طرح گرنے سے دو تین آدمیوں کے سر فرش سے ٹکرائے تھے اور ان کے سر پاش پاش ہو گئے تھے۔

اس گروپ کے ختم ہوتے ہی فائرنگ کا سلسلہ رک گیا۔ جوانا ہال کے دروازے تک پہنچ چکا تھا۔ ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اڑتا ہوا دروازے تک پہنچ گیا۔ اس دوران جوانا بھی کھڑا ہو گیا تھا اور اس نے جونی جان کو کاندھے پر ڈال لیا تھا۔ ٹائیگر نے ہی دروازہ کھولا اور وہ دونوں باہر آ گئے۔

باہر بھی کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پارکنگ میں ابھی تک بہت سی گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ یہ ان افراد کی گاڑیاں تھیں جو افراتفری میں جان بچانے کے لئے پیدل ہی بھاگ گئے تھے۔ ٹائیگر اور جوانا اپنی کار کی طرف بڑھے اور پھر چند ہی لمحوں بعد ان کی کار تیزی سے سڑک پر آ گئی اور اس کا رخ کیرم سٹریٹ کی طرف ہو گیا۔

بلیک نائٹ کلب ایکریمیا کا سب سے بڑا کلب تھا۔ یہ وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ کلب کی مین بلڈنگ کے پیچھے کئی کوٹھیاں تھیں جو کلب کے بڑے ملازمین کے لئے تھیں۔ ان کوٹھیوں میں ایک کوٹھی کلب کے مالک تھامسن کی تھی۔ بلیک نائٹ کلب کے علاوہ تھامسن کے ایکریمیا کے مختلف شہروں میں بھی کئی نائٹ کلب اور ہوٹل تھے۔ تھامسن کا شمار ایکریمیا کے امیر ترین افراد میں ہوتا تھا۔ اس کے پاس بے پناہ دولت تھی اور یہ دولت چند سالوں میں اسے حاصل ہوئی تھی۔ چند سال پہلے وہ ایک چھوٹے سے گروپ کا لیڈر تھا۔ یہ گروپ چھوٹی چھوٹی چوریاں کرتا تھا۔ ڈاکے ڈالتا تھا اور شراب کی خرید و فروخت کرتا تھا۔

پھر ایک دن تھامسن کو کسی اجنبی آدمی کا فون آیا اور اس نے تھامسن کو ایک ہوٹل میں بلایا۔ ملاقات میں اس آدمی نے اسے یہ بتایا کہ وہ آدمی میک اپ میں ہے اور وہ چاہتا ہے کہ تھامسن اس

کے لئے کام کرے۔ ٹارگٹ وہ آدمی دے گا۔ کارروائی تھامسن اور اس کا گروپ کرے گا۔ وہ آدمی ڈکیتی کے لئے جو جگہ بتائے گا۔ تھامسن کو وہاں لوگ بے ہوش ملیں گے۔ لہٰذا تھامسن کو کارروائی کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی۔ تھامسن تیار ہو گیا۔ پہلی کارروائی پر تھامسن کو یقین نہیں تھا کہ ایسا ہو گا لیکن اس آدمی نے جیسا کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ تھامسن کا حوصلہ بلند ہو گیا۔ دو تین چھوٹی کامیاب کارروائیوں کے بعد اس آدمی نے تھامسن کو بینک ڈکیتی کا ٹارگٹ دیا اور تھامسن اس میں بھی کامیاب رہا۔ اسے کسی واردات میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی تھی کیونکہ وہ جہاں بھی جاتا تھا وہاں موجود لوگ اسے بے ہوش ہی ملتے تھے۔

تھامسن کی اس آدمی سے ہوٹل میں ہونے والی وہ ملاقات پہلی اور آخری تھی۔ اس نے اپنا نام بھی تھامسن کو نہیں بتایا تھا۔ صرف اتنا کہا تھا کہ وہ اسے چیف کہہ کر مخاطب کیا کرے۔ اس ملاقات کے ایک مہینے بعد ہی اسے چیف نے حکم دیا کہ وہ اپنے گروپ کے تمام ساتھیوں کو قتل کر دے کیونکہ وہ ایک نئی تنظیم بنانا چاہتا تھا اور اس کا حکم تھا کہ اس تنظیم میں شامل افراد کو تھامسن کی حقیقت معلوم نہیں ہونی چاہئے۔ تھامسن کے لئے یہ بات حیرت انگیز تو تھی لیکن اس نے چیف کے حکم پر عمل کیا کیونکہ اسے دکھائی دے رہا تھا کہ اگر اس نے چیف کے ساتھ کام جاری رکھا تو وہ تھوڑے ہی عرصے میں ایکریمیا کے امیر ترین لوگوں میں شامل ہو جائے گا لہٰذا اس

نے چیف کی ہدایت پر عمل کیا۔ چیف نے تنظیم کا نام گولڈ سرکل بتایا اور اس کے لئے راڈان نام تجویز کیا اور چیف نے اسے اپنا نام ڈاکٹر گولڈ بتایا۔

وہ اپنے چیف ڈاکٹر گولڈ کی ہدایات پر عمل کرتا گیا۔ تنظیم وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی گئی اور وہ امیر سے امیر تر ہوتا چلا گیا۔ اب اس کی شخصیت کے دو رخ تھے۔ ایک تھامسن کا تھا۔ تھامسن کی حیثیت سے وہ بزنس مین تھا اور دوسرا رخ راڈان کا تھا۔ راڈان کی حیثیت سے وہ گولڈ سرکل کا فیلڈ انچارج تھا اور اس روپ میں وہ انتہائی سفاک، بے رحم اور خطرناک انسان تھا۔ اس روپ میں وہ کسی سے معمولی سی رعایت بھی نہیں کرتا تھا۔ اس کا ایک مستقل ماسک میک اپ تھا۔ اس ماسک میک اپ کے بعد وہ راڈان بن جاتا تھا اور اس کے بغیر وہ تھامسن ہوتا تھا۔

ابتدائی مہینوں میں وہ یہ بھی سوچتا رہا تھا کہ وہ ڈاکٹر گولڈ کو تلاش کر کے اس کا خاتمہ کر دے گا تاکہ اس پر حکم چلانے والا کوئی نہ ہو۔ پھر ایک دن وہ اچانک بے ہوش ہو گیا اور جب اسے ہوش آیا تو ڈاکٹر گولڈ نے اسے فون کر کے بتایا تھا کہ اس کے منفی خیالات کی وجہ سے ڈاکٹر گولڈ نے اسے بے ہوش کر کے اغوا کیا تھا اور اب آپریشن کر کے اس کے جسم میں ایک ڈیوائس اور مائیکرو بم فٹ کر دیا ہے۔ اب اگر تھامسن نے کبھی اس کے خلاف معمولی سی حرکت کرنے کی یا آپریشن کر کے ڈیوائس اور مائیکرو بم نکلوانے

کی کوشش کی تو وہ فی الفور مارا جائے گا کیونکہ ڈیوائس کی وجہ سے وہ چوبیس گھنٹے کمپیوٹر سے منسلک رہے گا اور جیسے ہی اس نے ڈاکٹر گولڈ کی کسی ہدایت کے خلاف کام کرنے کی کوشش کی کمپیوٹر اس کے جسم میں موجود بم بلاسٹ کر دے گا اور اس کے جسم کے سینکڑوں ٹکڑے ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر گولڈ کے ساتھ کام کرتے ہوئے اسے اتنا اندازہ تو ہو ہی گیا تھا کہ ڈاکٹر گولڈ کوئی سائنس دان ہے اور اب تو یہ بات واضح ہو گئی تھی۔ لہٰذا وہ اس دن سے ڈاکٹر گولڈ سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اب وہ ڈاکٹر گولڈ کے خلاف کوئی بات سوچتا بھی نہیں تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی سوچ بھی ڈاکٹر گولڈ کا کمپیوٹر چیک کر لیتا ہے۔

گولڈ نائٹ کلب گولڈ سرکل کی ملکیت تھا۔ اس کے علاوہ بھی نیو وارک میں کئی کلبوں اور ہوٹلوں میں گولڈ سرکل کے آدمی موجود تھے اور ان آدمیوں کو اس کا اسسٹنٹ راکسی کنٹرول کرتا تھا۔ تھامسن کی حیثیت سے راکسی بھی اسے نہیں جانتا تھا۔ راڈان گولڈ نائٹ کلب کے ایک مخصوص کمرے میں اچانک پہنچ جاتا تھا اور راکسی کو طلب کر لیتا تھا یا پھر فون پر اسے ہدایات دیتا تھا۔ اب راکسی نے اسے اطلاع دی تھی کہ دو لڑکیاں جانی جان کی تلاش میں تھری سٹار نائٹ کلب پہنچی تھیں جنہیں جونی جان نے بے ہوش کر دیا تھا۔ ڈاکٹر گولڈ نے راڈان کو ہائی الرٹ رہنے کی ہدایت دی تھی اور اس نے پوری تنظیم کو ہائی الرٹ کر دیا تھا اور اس کی ہدایت کی وجہ سے جانی

جان نے احتیاطاً ان لڑکیوں کو بے ہوش کیا تھا کیونکہ وہ دونوں لڑکیاں اس کے لئے اجنبی تھیں اور اب راڈان، راکسی کے فون کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ اس نے راکسی کو ہدایت دی تھی کہ وہ جانی جان سے لڑکیاں وصول کر کے زیرو پوائنٹ پر پہنچا دے پھر اس کا انتظار ختم ہوا اور ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''یس راڈان اسپیکنگ''...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میں راکسی بول رہا ہوں۔ میں نے جونی جان سے لڑکیاں حاصل کر کے زیرو پوائنٹ پر پہنچا دی ہیں''...... دوسری طرف سے راکسی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ میں چیف کو رپورٹ کرتا ہوں۔تم میری اگلی ہدایت کا انتظار کرو''...... راڈان نے کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا کر کال کاٹ دی۔ جب رسیور پر دوبارہ ٹون آئی تو وہ ڈاکٹر گولڈ کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ ڈاکٹر گولڈ اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد آواز سنائی دی۔

''چیف۔ میں راڈان بول رہا ہوں''...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔کس لئے فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گولڈ نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''چیف۔ ہماری تنظیم کا ایک ممبر جونی جان جو کہ ایک کلب میں سپروائزر ہے اب سے کچھ دیر پہلے دو مشکوک لڑکیاں اسے ٹریس کرتے ہوئے اس تک پہنچ گئی تھیں۔ جونی جان نے انہیں بے ہوش کر راکسی کے حوالے کر دیا ہے اور راکسی نے انہیں زیرو پوائنٹ پر پہنچا دیا ہے''...... راڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تم خود زیرو پوائنٹ پر چلے جاؤ اور ان لڑکیوں سے پوچھ گچھ کرو۔ اگر وہ آسانی سے زبان نہ کھولیں تو بے شک ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا لیکن ان کی زبان کھلوانا بہت ضروری ہے''...... ڈاکٹر گولڈ کی کرخت آواز سنائی دی۔

''اوکے چیف۔ آپ جانتے ہیں کہ میں تو پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتا ہوں۔ دو معمولی سی لڑکیاں میرے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہیں''...... راڈان نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''احمق مت بنو راڈان۔ اگر ان لڑکیوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے تو پھر وہ معمولی لڑکیاں نہیں ہیں۔ اگر تم نے انہیں ایزی لیا تو وہ تمہارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہوں گی''۔ ڈاکٹر گولڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوکے چیف۔ اب میں انہیں ایزی نہیں لوں گا''...... راڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور سنو۔ اس جانی جون کو فوری طور پر آف کرا دو''...... ڈاکٹر گولڈ نے ایک اور حکم دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ وہ ابھی آف ہو جائے گا''...... راڈان نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے کال منقطع ہو گئی۔ اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''جانی جان۔ گولڈ سرکل کا ایک اچھا ورکر تھا لیکن باس کے حکم کی تعمیل ضروری ہے۔ اوکے جونی جان۔ گڈ بائے''...... راڈان نے سوچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتا ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''یس۔ راڈان سپیکنگ''...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میں راکسی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے راکسی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کس لئے فون کیا ہے''...... راڈان نے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ تھری سٹار نائٹ کلب سے جانی جان کو اغوا کر لیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے راکسی نے کہا تو راڈان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''وہاٹ۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ اس نائٹ کلب میں تو درجنوں تربیت یافتہ سیکورٹی گارڈز ہیں''...... راڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ اب سے کچھ دیر پہلے دو آدمی کلب میں آئے۔ ا میں ایک گورا ایکریمی تھا اور دوسرا کالا۔ جو کہ کافی طویل قامت ا بھاری جسامت کا تھا۔ گورا ہال میں بیٹھا رہا جبکہ کالے کو ایک ویٹر نے جانی جان کے کمرے میں پہنچایا۔ اس کے بعد وہاں فائرنگ شروع ہو گئی۔ وہ لوگ جانی جان کو اٹھا کر لے گئے اور درجنو تربیت یافتہ سیکورٹی گارڈز کی لاشیں کلب میں بکھری پڑی ہیں'' دوسری طرف سے راکسی نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ بہت برا ہوا ہے۔ جانی جان کو زندہ ان لوگوں کے ہا نہیں لگنا چاہئے تھا۔ وہ تنظیم کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے اسے فوراً تلاش کرو''...... راڈان نے تیز لہجے میں کہا۔

''باس۔ جب وہ دونوں جانی جان کو لے کر بھاگے ہیں تو ا وقت پارکنگ بوائے ایک کار کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اس نے تھا کہ وہ جس کار میں گئے ہیں وہ بلیو کلر کی پراڈو ہے۔ پارکنگ بوائے نے اس کا نمبر بھی دیکھ لیا تھا۔ میں نے وہ نمبر اپنے آدمیو کو بتا دیا ہے۔ ہمارے آدمی اس کار کو تلاش کر رہے ہیں۔ جلد وہ اس کار کو تلاش کر لیں گے''...... راکسی کی آواز سنائی دی۔

''تم فوراً ایکشن گروپ کو تیار رہنے کا حکم دو۔ جیسے ہی وہ لو ٹریس ہوں تم نے آندھی طوفان کی طرح ان کے سر پر پہنچنا ہے انہیں سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ اس کارر میں اگر جونی جان بھی مارا جائے تو تم نے پرواہ نہیں کرنی

راڈان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی لیکن باس ان لڑکیوں کا کیا کرنا ہے''...... راکسی نے پوچھا۔

''ان سے پوچھ گچھ کرنے میں خود زیرو پوائنٹ پر آ رہا ہوں۔ تم فوراً اپنے آفس پہنچو''...... راڈان نے کہا۔

''اوکے باس''...... دوسری طرف سے راکسی نے کہا تو راڈان نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''اس واقعے کی اطلاع چیف کو دینی چاہئے''...... راڈان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ڈاکٹر گولڈ کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس۔ ڈاکٹر گولڈ سپیکنگ''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ڈاکٹر گولڈ کی آواز سنائی دی۔

''چیف۔ میں راڈان بول رہا ہوں''...... راڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گولڈ نے مختصراً کہا۔

''چیف۔ میں جانی جان کو آف کرنے کا حکم دے ہی رہا تھا کہ اس کے اغوا کی اطلاع آ گئی''...... راڈان نے کہا اور پھر اس نے راکسی کی بتائی ہوئی رپورٹ ڈاکٹر گولڈ کو بتا دی۔

''اب اس میں کسی شک و شبہے کی گنجائش نہیں رہی کہ ان لڑکیوں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی ہے اور جانی جان کو

پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اغوا کیا ہے''...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا۔

''لیکن چیف۔ ملنے والی اطلاع کے مطابق تو ان دو آدمیوں میں سے ایک کالا ایکریمی تھا اور دوسرا گورا ایکریمی''...... راڈان نے کہا۔

''راڈان۔ تم اپنا زیادہ وقت میک اپ میں گزارتے ہو اور تو چوبیس گھنٹے ہی میک اپ میں رہتا ہوں''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گولڈ کی کرخت آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ میں کالے ایکریمی کی وجہ سے الجھ گیا تھا کیونکہ اس کی رنگت کے علاوہ شکل و شباہت ایسی ہے کہ پاکیشیائی اس انداز کا میک اپ نہیں کر سکتے''...... راڈان نے کہا۔

''تو وہ کالا ایکریمی ان کا مقامی ایجنٹ بھی تو ہو سکتا ہے۔ کالے تو ویسے بھی ہم گوروں سے حسد کرتے ہیں۔ ان کے دل میں تعصب ہے اور یہ حقیر کیڑے مکوڑے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گولڈ کی پہلے سے زیادہ سخت آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ آپ کی سوچ بالکل درست ہے اور چیف۔ جہاں تک آپ کی سوچ کی پرواز ہے وہاں تک میری سوچ تو پہنچ ہی نہیں سکتی''...... راڈان نے اس مرتبہ خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''اگر تمہارا دماغ میرے دماغ کے ہم پلہ ہوتا تو تم میری جگہ

ہوتے اور میں اس دنیا سے کب کا رخصت ہو چکا ہوتا''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گولڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ آپ بالکل سچ کہہ رہے ہیں''...... راڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ اب تم زیرو پوائنٹ پر جاؤ لیکن تم نے انتہائی محتاط رہنا ہے''...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا۔

''او کے چیف۔ میں محتاط رہوں گا''...... راڈان نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا۔

''میں دیکھتا ہوں کہ یہ کتنے خطرناک لوگ ہیں۔ ان دونوں لڑکیوں کے سر کاٹ کر میں ڈاکٹر گولڈ سے کہوں گا کہ وہ اس سروں کا تحفہ قبول کرے۔ ہونہہ۔ چونکہ چیف فیلڈ کا آدمی نہیں ہے اس لئے اسے یہ لوگ خطرناک لگ رہے ہیں''...... راڈان نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ جاتے ہی دونوں لڑکیوں پر تیز ترین تیزاب گرا دے گا اور اگر پھر بھی انہوں نے زبان نہ کھولی تو وہ ان دونوں کو تیزاب کے ڈرم میں ہی پھینک دے گا۔ ڈاکٹر گولڈ نے انہیں بار بار خطرناک کہہ کر اس کے اندر آگ بھڑکا دی تھی۔

جولیا کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو کرسی پر پایا۔ وہ رسی سے بندھی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی روشی بھی بندھی ہوئی تھی اور وہ بھی اب ہوش میں آ رہی تھی۔ جانی جان نے انہیں جو جوس پلایا تھا اس میں غالباً انجکشن سے بے ہوش کر دینے والی دوائی شامل کر دی تھی اور یہ دوائی مخصوص وقت کے لئے کسی کو بے ہوش کر دیتی تھی۔ وہ مخصوص وقت پورا ہو گیا تھا اور وہ ہوش میں آ گئی تھی مگر روشی ابھی ہوش میں آ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد روشی بھی مکمل ہوش میں آ گئی اور ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکی۔ پھر اس نے جولیا کی طرف دیکھا۔ جولیا کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''بھولا بھالا اور سیدھا سادھا نظر آنے والا آدمی تو واقعی بڑا اداکار نکلا''...... روشی نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ جولیا اس کی

بات کا جواب دیتی کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

''تو تم دونوں کو ہوش آ گیا''...... ان میں سے ایک نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہوش بھی آ گیا ہے اور تم جیسے ہینڈسم مردوں کو دیکھ کر ہم خوش بھی ہو رہی ہیں۔ کیوں انجلی''...... روشی نے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے آنے والوں سے کہا پھر جولیا سے تصدیق چاہی۔

''ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ یہ دونوں پلے بوائے لگ رہے ہیں''...... جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''زیادہ سمارٹ بننے کی کوشش مت کرو۔ ہمیں اجازت ہے کہ ہم تمہیں گولیاں بھی مار سکتے ہیں''...... اس مرتبہ دوسرے نوجوان نے کہا۔ لہجہ اس کا بھی کرخت ہی تھا۔

''ہم نے کیا کہا ہے جو تم ہمیں گولیاں مارو گے۔ ہم نے تو تم سے اپنی محبت کا اظہار کیا ہے''...... روشی نے منہ بنا کر کہا۔

''اگر تم رات تک زندہ بچ گئیں تو پھر ہم تمہاری اس محبت کا جواب دیں گے۔ کیوں جیفرے''...... ایک مسلح آدمی نے مسکراتے ہوئے اور ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو مائیکل۔ یہ دونوں خوبصورت، حسین اور انتہائی پرکشش ہیں۔ ایسی حسین لڑکیاں تو زندگی میں کم ہی نظر آتی ہیں۔ ہم نے تو پہلے انہیں غور سے دیکھا ہی نہیں۔ کاش یہ آج

رات تک زندہ بچ جائیں''...... دوسرے آدمی نے بھی انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا تم نے ہمیں اس لئے اغوا کیا ہے کہ ہمیں مار دو گے''۔ جولیا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں ہم نے نہیں کسی اور نے اغوا کیا ہے اور قتل کرنے کی نیت سے ہی اغوا کیا ہے''...... جیفرے نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم ہمیں قتل کر دو گے۔ اوہ مائی گاڈ۔ پپ۔ پانی''۔ روشی نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے پانی مانگا۔ مائیکل نے ایک طرف رکھی ہوئی میز کی طرف دیکھا جس پر پانی کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔ وہ اس میز کی طرف بڑھا اور اس نے بوتل اٹھا لی۔

''تم خوبصورت لڑکی ہو اس لئے تمہیں پانی پلا رہا ہوں ورنہ ہم لوگ کسی کو پانی نہیں پلاتے''...... مائیکل نے بوتل کا ڈھکن کھولتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ مجھے بھی پانی پلانا''...... جولیا نے بھی ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ تم بھی تو حسین و جمیل ہو۔ تمہیں بھی پانی پلاؤں گا''...... مائیکل نے تسلی دینے والے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بوتل روشی کے منہ کی طرف بڑھائی۔ لیکن اگلے ہی لمحے وہ اڑتا ہوا جیفرے سے جا ٹکرایا۔ روشی اور جولیا نے اپنے ناخنوں

میں فٹ مخصوص کیمیکل لگے بلیڈوں سے اپنی رسیاں کاٹ لی تھیں اس لئے جیسے ہی مائیکل اس کے قریب آیا تھا اس نے اسے اٹھا کر جیفرے پر پھینک دیا تھا۔

وہ دونوں زمین پر گرے اور اٹھنے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ جولیا اور روشی ان کے سروں پر پہنچ گئیں۔ ان دونوں کے پاؤں بیک وقت حرکت میں آئے اور ان کی ٹھوکریں جیفرے اور مائیکل کی کنپٹیوں پر لگیں۔ اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے وہ دونوں ایک بار پھر زمین پر گر گئے اور ان کی آنکھوں کے سامنے ستارے سے جھلملانے لگے۔ انہوں نے اپنے سر جھٹک کر خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن کنپٹی پر لگنے والی دوسری ضرب نے انہیں تاریکیوں میں دھکیل دیا۔ ان کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ جولیا اور روشی نے احتیاطاً ایک ایک ٹھوکر اور رسید کر دی۔ اس کے بعد ان دونوں نے ان کی مشین گنوں پر قبضہ کر لیا۔ مشین گن ہاتھ میں آتے ہی جولیا نے جیفرے پر فائرنگ کر دی۔

''مائیکل کو ہم نے ساتھ لے جانا ہے''...... جولیا نے کہا تو روشی نے اثبات میں سر ہلایا۔

روشی نے کٹی ہوئی رسی کا ایک بڑا ٹکرا اٹھایا اور مائیکل کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ اس کے بعد وہ دونوں دروازے کی طرف بڑھیں۔ دروازے کے سامنے گیلری تھی اور گیلری کے اختتام پر ایک بنچ رکھا ہوا تھا۔ بنچ پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔

انہوں نے مشین گنیں نیچے رکھی ہوئی تھیں اور ان کا رخ دوسری طرف تھا۔ جس کمرے میں انہیں ہوش آیا تھا وہ کمرہ ٹارچنگ روم تھا اور وہ دونوں جانتی تھیں کہ ٹارچر روم ساؤنڈ پروف بنائے جاتے تھے اس لئے جولیا نے اس کمرے میں بے دھڑک فائرنگ کر دی تھی لیکن یہ اوپن جگہ تھی اور انہیں معلوم نہیں تھا کہ اس بلڈنگ میں کتنے آدمی ہیں اس لئے یہاں فائرنگ انہیں نقصان پہنچا سکتی تھی۔ لہٰذا حتی الامکان انہوں نے فائرنگ سے بچنے کی کوشش کرنی تھی۔ وہ دونوں بلی کی طرح قدم اٹھاتی ہوئیں ان دو آدمیوں کی طرف بڑھیں۔ ان کے قریب پہنچ کر انہوں نے مشین گنیں بلند کیں اور پھر وہ مشین گنیں ان دونوں کے سر پر پڑیں۔ یہ ضربیں اتنی طاقت سے پڑی تھیں کہ ان دونوں کے سر دو دو ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئے۔ ان کے حلق سے چیخیں نکلیں اور وہ بنچ سے نیچے گر کر تڑپنے لگے۔ ان کا خون فرش کو سرخ کرنے لگا۔

وہاں سے چند گز کے فاصلے پر مین گیٹ تھا اور مین گیٹ پر چار مسلح آدمی موجود تھے۔ ان دونوں کی چیخوں کی آوازیں ان تک پہنچ گئی تھیں۔ اس لئے انہوں نے چونک کر اس طرف دیکھا اور پھر ان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھرے۔ اس کے ساتھ ہی چاروں کی مشین گنوں کا رخ ان کی طرف ہوا۔ اب فائرنگ کرنا ان کی بھی مجبوری تھی۔ اگر وہ فائرنگ نہ کرتیں تو ان کے دشمنوں نے فائرنگ کر دینی تھی لہٰذا اس سے پہلے کہ ان کے دشمن ان پر

فائرنگ کھولتے، انہوں نے ان پر فائر کھول دیا۔ مشین گنوں کی تیز فائرنگ سے ماحول تھرا اٹھا۔ فائرنگ کی آواز میں انسانی آوازیں بھی شامل ہو گئیں۔ گیٹ پر موجود مسلح افراد زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ جولیا اور روشی فوراً ہی زمین پر لیٹ گئیں اور ان کی نظریں سرچ لائٹس کی طرح چاروں طرف گھومنے لگیں لیکن فائرنگ کی آواز سن کر کوئی بھی ظاہر نہ ہوا۔

”لگتا ہے کہ یہاں اتنے ہی آدمی تھے۔ تم کار کی طرف چلو میں مائیکل کو اٹھا کر لاتی ہوں“...... چند سیکنڈوں تک ادھر ادھر دیکھتے رہنے کے بعد جولیا نے روشی سے کہا اور پھر وہ برق رفتاری سے اٹھ کر ٹارچنگ روم کی طرف بڑھی جبکہ روشی کمپاؤنڈ کی طرف بڑھی جہاں دو کاریں کھڑی تھیں۔ چابیاں دونوں کاروں میں لگی ہوئی تھیں۔ پھر نصف منٹ بعد ہی وہ سڑک پر پہنچ چکی تھیں۔ کیرم سٹریٹ میں وہ اپنی رہائشی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچیں تو ٹائیگر نے گیٹ کھولا اور ان دونوں کو دیکھ کر وہ خوش ہو گیا۔

”ٹائیگر۔ تم اس کار کو کہیں دور چھوڑ آؤ“...... جولیا نے ٹائیگر سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مائیکل کو کالر سے پکڑ کر نیچے کھینچ لیا۔

”اوکے مس جولیا“...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ روشی کار سے نیچے اتر آئی اور ٹائیگر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

مس۔ باس ڈرائنگ روم کے ساتھ والے کمرے میں جانی جان

سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کار بیک کرتے ہوئے کہا تو جولیا اور روشی نے اثبات میں سر ہلائے۔ ٹائیگر کار کو باہر لے گیا تو روشی نے گیٹ بند کر دیا جبکہ جولیا اس دوران مائیکل کو ٹانگوں سے پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی کمروں کے طرف بڑھ گئی تھی۔ اس دوران مائیکل کو ہوش آ گیا اور وہ چیخنے چلانے لگا۔ روشی نے اس کے قریب پہنچ کر مائیکل کی پسلیوں میں ٹھوکر رسید کی۔

''چپ کرو ایڈیٹ۔ کتے کی طرح بھونک رہے ہو''...... روشی نے سخت لہجے میں کہا تو مائیکل یکدم خاموش ہو گیا۔ پھر وہ ڈرائنگ روم کے ساتھ والے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں ایک کرسی پر جانی جان بندھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ عمران کرسی پر بیٹھا تھا اور جوانا، جونی جان کے سامنے کھڑا تھا۔ عمران اور جوانا نے روشی اور جولیا کو دیکھا تو جوانا آگے بڑھا اور اس نے مائیکل کو پکڑا اور اٹھا کر دوسری کرسی پر پٹخ دیا۔ پھر جوانا نے اسے بھی کرسی سے باندھ دیا۔

''اس نے ہمیں دھوکا دیا تھا اور دوا ملا جوس پلا دیا تھا''...... جولیا نے عمران سے کہا۔ پھر اس نے مختصراً تمام حالات بتا دیئے۔ عمران نے بھی اسے جوانا اور ٹائیگر کی کارروائی کے متعلق بتایا۔ عمران نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ بھی ٹائیگر اور جوانا کے پیچھے گیا اور پھر ان کے پیچھے ہی واپس آ گیا۔ انہیں بھی واپس آئے ابھی چند منٹ ہی ہوئے تھے۔

''ہاں جونی جان۔ تم اس مائیکل کو تو جانتے ہی ہو''...... آپس میں گفتگو کر لینے کے بعد عمران نے جونی جان سے کہا۔

''نجانے تم کیسے آدمی ہو۔ میں بار بار تمہیں کہہ رہا ہوں کہ میں ملازمت پیشہ آدمی ہوں۔ میرا کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں اور وہ تنظیم، کیا نام لے رہے تھے تم۔ ہاں گولڈ سرکل۔ اس کا تو نام بھی میں تمہاری زبان سے پہلی بار سن رہا ہوں''...... جونی جان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ تمہارا کسی مجرم تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر تم نے ان لڑکیوں کو بے ہوش کر کے کہاں پہنچا دیا تھا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں نائٹ کلب بزنس سے وابستہ ہوں۔ ہمیں ہمیشہ خوبصورت چہروں کی تلاش رہتی ہے۔ ایسی حسین لڑکیاں جن کے بارے میں ہمیں شک ہو کہ یہ ہماری بات نہیں مانیں گی تو ہم ان کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں۔ انہیں اغوا کر کے ایک خاص جگہ پر پہنچا دیتے ہیں۔ پہلے انہیں باتوں سے قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ قائل نہ ہوں تو ان کی برین واشنگ کرتے ہیں۔ برین واشنگ کے لئے ہم کئی طریقے اپناتے ہیں۔ برین واشنگ نہ ہو سکے تو ان کی کسی نہ کسی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو مجبور ہو کر انہیں چھوڑ دیتے ہیں''...... جونی جان نے کہانی بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ کیوں مائیکل۔ کیا جونی جان سچ کہہ رہا ہے"...... عمران نے مائیکل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ سچ کہہ رہا ہے۔ ہم خوبصورت لڑکیوں کو کلب بزنس میں لانے کے لئے تیار کرتے ہیں"...... مائیکل نے تائید کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

"جوانا۔ یہ گھی سیدھی انگلی سے تو نہیں نکل رہا"...... اس مرتبہ عمران نے جوانا سے کہا۔

"نو پرابلم ماسٹر۔ میں انگلی ٹیڑھی کر لیتا ہوں"...... جوانا نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ مائیکل کو کھول دو اور پھر اسے مکمل طور پر آزاد کر دو"...... عمران نے کہا تو جوانا، مائیکل کی طرف بڑھا۔ مائیکل کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ عمران نے جوانا کو یہ کیسا حکم دیا ہے۔ جوانا نے اسے پہلے کرسی سے کھولا اور پھر اس کے ہاتھ بھی کھول دیئے۔

"کک۔ کک۔ کیا تم واقعی مجھے آزاد کر رہے ہو"...... مائیکل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں بالکل"...... جوانا نے کہا اور پھر اس نے مائیکل کی گردن پکڑی اور اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ مائیکل کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سب نے سنی۔ اس کے حلق سے چیخ بلند ہوئی اور جوانا نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ فرش پر گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ جونی جان ہونٹ بھینچ کر اسے تڑپتا ہوا دیکھنے لگا۔ مائیکل کے تڑپنے

کا دورانیہ کافی طویل ثابت ہوا۔ پھر تڑپتے تڑپتے اس نے آخری ہچکی لی اور اس کی روح نے اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا۔

"جونی جان۔ تم نے اپنے ساتھی مائیکل کا انجام دیکھا۔ تمہارا انجام اس سے زیادہ بھیانک ہونا ہے۔ ہاں۔ اگر تم میرے سوالوں کے جواب دے دو تو پھر میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں جونی جان سے کہا۔

"میں کہہ چکا ہوں کہ میں گولڈ سرکل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"...... جونی جان کافی مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ مائیکل کی دردناک موت کا بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔

"اگر تم خود ہی صحیح سلامت نہیں رہنا چاہتے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اوکے۔ جوانا اس کی ایک آنکھ نکال دو"...... عمران نے پہلے سرد لہجے میں جونی جان پھر جوانا کو حکم دیا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا پھر اس کی انگلی تیر کی طرح سیدھی ہوئی۔ اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور کمرے میں جونی جان کی دلدوز چیخ بلند ہوئی۔ اس کی ایک آنکھ فرش پر آ گری تھی جبکہ جوانا کی انگلی پر خون نظر آ رہا تھا۔

جوانا اپنی انگلی جونی جان کی شرٹس سے صاف کرنے لگا۔ انگلی صاف کرتے ہی جوانا کو ایک چکر سا آیا اور پھر اسی وقت اسے کسی کے گرنے کی بھی آواز سنائی دی۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ روشی اور جولیا فرش پر گر چکی تھیں اور اسے بھی کمرہ پھرکی کی مانند گھومتا ہوا

محسوس ہو رہا تھا۔ جوانا نے مائیکل والی کرسی کو پکڑ کر سنبھلنا چاہا لیکن وہ سنبھل نہ سکا اور فرش پر گرتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بھی بند ہو گئیں۔ کرسی پر بیٹھے بیٹھے عمران کی گردن بھی ایک طرف ڈھلک گئی اور اس کی بھی آنکھیں بند ہو گئیں۔

زیرو پوائنٹ پر پہنچ کر راڈان کو حیرت کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ زیرو پوائنٹ کا گیٹ کھلا تھا اور گیٹ کے قریب پولیس گاڑیاں اور ایمبولینس کھڑی تھیں۔ کئی پولیس ملازم گیٹ کے ساتھ کھڑے تھے۔ وہ پولیس ملازمین کو دیکھ ہی رہا تھا کہ ایمبولینس کا عملہ اسٹریچر اٹھائے گیٹ سے باہر آیا۔ راڈان چند لمحے تو ہونٹ بھینچے کار میں بیٹھا رہا پھر وہ کار سے نیچے اترا اور پولیس والوں کی طرف بڑھا۔

''کیا ہوا ہے یہاں''...... راڈان نے پولیس اہلکاروں سے پوچھا۔

''سر۔ یہاں قتل عام ہوا ہے۔ کئی آدمی مار دیئے گئے ہیں۔ کیا آپ کا تعلق اسی کوٹھی سے ہے''...... ایک پولیس اہلکار نے اس سے پوچھا۔

''نہیں۔ میں ڈیلی کرائم نیوز کا ڈپٹی ایڈیٹر ہوں۔ میں یہاں سے گزر رہا تھا کہ میری نظر آپ پر اور ایمبولینس گاڑیوں پر پڑ گئی

جس کی وجہ سے میں رک گیا۔ ہمارا رپورٹر آتا ہی ہو گا۔ وہ تفصیلات معلوم کر لے گا''...... راڈان نے کہا اور پھر وہ اپنی کار کی طرف بڑھا۔ کار میں بیٹھ کر وہ کچھ دور گیا اور پھر اس نے کار سڑک سے نیچے اتار کر روک لی۔ پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس ۔ راکسی سپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''راڈان سپیکنگ''...... اس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں آپ کو فون کرنے ہی لگا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ آپ حکم کریں باس''...... راڈان کی آواز سن کر دوسری طرف سے راکسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''زیرو پوائنٹ پر ہمارے آدمیوں کا قتل عام ہو چکا ہے۔ یہاں پولیس اور ایمبولینس گاڑیاں اپنی اپنی کارروائیوں میں مصروف ہیں''...... راڈان نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ باس۔ مجھے تو اس کی اطلاع نہیں ملی۔ میں تو آپ کے حکم پر پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کرا رہا تھا اور اس وقت بھی میں ایکشن گروپ کے ساتھ ہوں''...... دوسری طرف سے راکسی نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو پھر ٹریس ہوئے وہ پاکیشیائی ایجنٹ''...... راڈان نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اسی لئے میں آپ کو فون کرنے لگا تھا۔ وہ اپنی پراڈو گاڑی کی وجہ سے ٹریس ہو گئے ہیں۔ پراڈو گاڑی کو کیرم سٹریٹ کی کوٹھی نمبر تیس میں دیکھا گیا ہے''...... راکسی نے کہا۔

''اوکے۔ میں کیرم سٹریٹ پہنچ رہا ہوں۔ تم بھی کیرم سٹریٹ پہنچ جاؤ لیکن فوراً۔ معمولی سی تاخیر بھی نہیں ہونی چاہئے''...... راڈان نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔ سیل فون اس نے ڈیش بورڈ پر پھینکا اور کار کو آگے بڑھایا۔ کچھ دیر بعد وہ کیرم سٹریٹ میں پہنچ گیا۔ اسے ایک جگہ اپنی تنظیم کی وین نظر آئی۔ وین پر اس کی شراب فیکٹری کا نام لکھا ہوا تھا۔ ساتھ ہی سرخ الفاظ میں اونلی فار لیبر بھی لکھا ہوا تھا۔ اس کے مطابق یہ وین فیکٹری کے ملازمین کو پک اینڈ ڈراپ کی سہولت بہم پہنچاتی تھی۔ عام استعمال کے لئے نہیں تھی۔ جیسے ہی اس کی کار رکی، راکسی اس کے قریب آ گیا۔ قریب آ کر اس نے مؤدبانہ انداز میں راڈان کو سلام کیا۔

''باس۔ میں مطلوبہ کوٹھی کی عقبی جانب کا جائزہ لے چکا ہوں۔ ادھر سے ہم اس کوٹھی میں باآسانی داخل ہو سکتے ہیں''...... راکسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم گیس پسٹل ساتھ لائے ہو''...... راڈان نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''یس باس۔ سی نائن گیس کے پسٹل ہمارے پاس موجود ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ یہ گیس بے بو اور سریع الاثر ہوتی ہے''۔

راکسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں جانتا ہوں۔تم سی نائن کی خصوصیات پر مجھے لیکچر مت دو۔ اپنے ساتھ دو تین آدمی لے کر عقبی طرف چلے جاؤ اور کوٹھی کے اندر گیس کیپسول فائر کر دو۔ پھر اس کوٹھی کا گیٹ کھول دو۔ ہم گیٹ سے ہی کوٹھی میں داخل ہوں گے''...... راڈان نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

''اوکے باس''...... راکسی نے کہا اور پھر وہ مڑ گیا۔ وین میں آٹھ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ راکسی نے ان میں سے دو کو اپنے ساتھ لیا اور پھر وہ کوٹھی کی عقبی طرف چلے گئے۔ پھر تقریباً چار پانچ منٹ بعد اسے کوٹھی کا گیٹ کھلتا ہوا دکھائی دیا اور راکسی گیٹ پر نظر آیا۔ راڈان نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس نے کار آگے بڑھائی اور کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے وین بھی کوٹھی میں داخل ہوئی تو راکسی نے گیٹ بند کر دیا۔ راڈان اور وین میں بیٹھے ہوئے آدمی نیچے اتر آئے۔

''دو آدمی گیٹ پر رہیں۔ اگر اس دوران کوئی آ جائے تو اسے گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ باقی میرے ساتھ آ جائیں''۔ راڈان نے حکم دیتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے جیب سے اپنا مشین پسٹل نکالا اور کمروں کی طرف بڑھا۔ اس کے آدمی بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ وہ سبھی نہایت چوکنا دکھائی دے رہے تھے۔ وہ راہداری میں پہنچے اور وہاں موجود کمروں کی تلاشی لینے لگے۔ دو

کمرے خالی تھے۔ ایک کمرے میں جو ڈرائنگ روم دکھائی دے رہا تھا، چار افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

''انہیں اٹھا کر وین میں ڈال دو''...... راڈان نے اپنے آدمیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اس کے چار آدمیوں نے ان چاروں کو اٹھا کر کاندھوں پر لادا اور کمرے سے باہر نکل آئے۔ چار آدمی تو وین کی طرف چلے گئے جبکہ باقی اگلے کمروں کی طرف بڑھے اور پھر جیسے ہی وہ اگلے کمرے میں پہنچے بری طرح چونک پڑے۔ اس کمرے میں دو لڑکیاں، ایک طویل القامت ایکریمی، ایک سمارٹ اور خوبصورت سا ایکریمی نوجوان اور ان کے ساتھ مائیکل اور جونی جان بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ مائیکل کا چہرہ بتا رہا تھا کہ زندگی سے اس کا ناطہ ٹوٹ چکا ہے البتہ جونی جان کا چہرہ زندگی کی رمق لئے ہوئے تھا لیکن وہ زخمی تھا۔ اس کی ایک آنکھ نکال دی گئی تھی۔

''جونی جان کو گولی مار دو اور باقیوں کو اٹھا کر وین میں ڈال دو''...... راڈان نے راکسی سے کہا تو اس نے اپنے مشین پسٹل کا رخ جونی جان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ اس کے مشین پسٹل سے گولیاں نکلیں اور جونی جان تڑپنے لگا۔ اس دوران ان کے وہ آدمی بھی آ گئے جو بے ہوش آدمیوں کو وین میں چھوڑنے گئے تھے۔ طویل القامات کالا ایکریمی ایک آدمی سے نہ اٹھا تو تین نے مل کر اسے اٹھایا جبکہ باقیوں کو ایک ایک آدمی نے اٹھا لیا اور پھر گیٹ پر پہنچ گئے جہاں راڈان کی کار اور وین کھڑی تھی۔ انہوں

نے ان بے ہوش آدمیوں کو بھی وین میں ڈال دیا۔

''دو آدمی یہیں رکیں گے لیکن وہ چھپے رہیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی اور ساتھی بھی ہو۔ اگر ان کا کوئی اور ساتھی آئے تو یہاں رکنے والے اسے بھی بے ہوش کر کے بلیک ہاؤس لائیں گے ہم انہیں بھی بلیک ہاؤس لے جا رہے ہیں''...... راڈان نے راکسی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے باس''...... راکسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو راڈان کار میں بیٹھ گیا۔ اسے کار میں بیٹھتے دیکھ کر ایک آدمی گیٹ کی طرف بڑھ گیا جبکہ راکسی نے دو آدمیوں کو وہیں رکنے کی ہدایت کی۔ جب راڈان کی کار گیٹ سے نکل گئی تو وین بھی حرکت میں آ گئی۔ وین کے باہر آنے کے بعد راکسی کے آدمیوں نے گیٹ بند کر دیا۔ راڈان وین سے آگے جا رہا تھا۔ اس کا سیل فون کار کے ڈیش بورڈ پر رکھا ہوا تھا۔

''میں ڈاکٹر گولڈ کو رپورٹ دے دوں''...... راڈان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے سیل فون اٹھایا اور ڈاکٹر گولڈ کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''لیس۔ ڈاکٹر گولڈ اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر ڈاکٹر گولڈ کی کرخت آواز سنائی دی۔

''چیف مبارک ہو''...... راڈان نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔ اسے خوشی ہو رہی تھی کیونکہ ڈاکٹر گولڈ نے جن آدمیوں کو

انتہائی خطرناک کہا تھا اس نے نہایت آسانی سے انہیں قابو کر لیا تھا۔

''فضول باتوں میں وقت ضائع مت کیا کرو۔ مختصر بات کیا کرو''...... ڈاکٹر گولڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

''چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم اس وقت میرے قبضے میں ہے اور میں انہیں بلیک ہاؤس لے جا رہا ہوں وہاں انہیں عبرتناک موت سے دوچار کر دوں گا''...... راڈان نے کہا۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ تفصیلات بتاؤ''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گولڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو راڈان نے اسے تفصیلات بتا دیں۔

''راڈان۔ تم نے قابل تعریف کام کیا ہے اس لئے تم انعام کے حقدار بھی ہو اور ہاں سنو۔ آج رات میں پاکیشیا کے دوسرے بڑے بینک کے سونے کے ذخائر حاصل کر رہا ہوں۔ تم بلیک ہاؤس کے ٹارچر روم میں کمپیوٹر رکھ دو۔ میں علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو سونے کے غائب ہونے کے منظر دکھانا چاہتا ہوں۔ تم اس وقت تک عمران اور اس کے ساتھیوں کو زندہ رکھو لیکن انہیں اس طرح سے جکڑ دینا کہ وہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکیں۔ عمران کے ساتھیوں میں ایک کالا آدمی بھی شامل ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ عمران کا یہ حبشی ساتھی بہت ہی طاقتور ہے جو زنجیر کو بھی توڑ دیتا ہے۔ نام اس کا جوزف بتایا جاتا ہے۔ اسے تم نے یا تو پہلے ہی

گولی مار دینی ہے یا ایسا انجکشن لگانا ہے جس سے وہ کم از کم پچیس تیس گھنٹوں تک بے ہوش رہے''...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا۔

''اوکے چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... راڈان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے ان کی موت کے بارے میں کیا سوچا ہے۔ انہیں کس طرح مارو گے''...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا۔

''چیف۔ میں نے سوچا ہے کہ تیزاب کا ایک بڑا ڈرم ٹارچر روم میں رکھ دوں گا اور ایک ایک کر کے سب کو اس ڈرم میں پھینک دوں۔ تیزاب ان کی ہڈیاں تک گلا دے گا''...... راڈان نے کہا۔

''تمہاری اس سوچ پر بھی مجھے خوشی ہو رہی ہے۔ دشمن جس قدر نامور ہو اس کی موت بھی اسی قدر شاندار ہونی چاہیئے۔ اس کارروائی میں تم نے دو باتوں کا خیال رکھنا ہے''...... ڈاکٹر گولڈ کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف۔ آپ حکم کریں''...... راڈان نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹارچر روم میں ایک کیمرہ تو لگا ہوا ہے۔ تم نے مزید تین کیمرے لگانے ہیں تاکہ چار مختلف زاویوں سے اس کارروائی کی فلم بن سکے اور دوسری بات یہ کہ عمران کو سب سے آخر میں تیزاب کے ڈرم میں ڈالنا ہے تاکہ وہ اپنے تمام ساتھیوں کا انجام اپنی

آنکھوں سے دیکھ سکے''...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا۔

''اوکے چیف۔ آپ کے حکم پر عمل کیا جائے گا''...... راڈان نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گولڈ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ راڈان نے سیل فون ایک بار پھر ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔

مزید کچھ دیر کی ڈرائیونگ کے بعد اس کی کار بلیک ہاؤس پہنچ گئی۔ بلیک ہاؤس میں سپیشل گروپ موجود تھا اور سپیشل گروپ کا انچارج بگ مین تھا۔ راڈان کی کار بلیک ہاؤس میں داخل ہوئی تو بگ مین دوڑتا ہوا آیا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں راڈان کو سلام کیا لیکن راڈان نے اس کے سلام کو نظر انداز کر دیا۔ اس کے پیچھے وین بھی بلیک ہاؤس میں داخل ہو گئی۔

''بگ۔ وین میں ہمارے کچھ دشمن موجود ہیں۔ انہیں ٹارچر روم میں پہنچا دو''...... راڈان نے کہا۔

''اوکے باس''...... بگ مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وین کی طرف بڑھ گیا جبکہ راکسی وین سے اتر کر راڈان کے قریب آ گیا۔

''ہم نے چند گھنٹے یہاں گزارنے ہیں۔ تم ایکشن گروپ کو یہاں گیٹ پر چھوڑ کر بگ مین کے کمرے میں آ جاؤ''...... راڈان نے راکسی سے کہا اور پھر وہ خود بھی بگ مین کے کمرے میں آ گیا

اور بگ مین کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑے وقفے سے راکسی اور بگ مین بھی وہاں آ گئے۔

''دشمن ٹارچر روم میں پہنچ گئے''...... راڈان نے سخت لہجے میں بگ مین سے کہا۔

''یس باس''...... بگ مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اب تمہیں کچھ اقدامات کرنے ہیں''...... راڈان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''آپ حکم کریں باس۔ آپ کے حکم پر فوری عمل ہو گا''۔ بگ مین نے کہا۔

''تم نے دشمنوں کو راڈز سے جکڑ دیا ہے''...... راڈان نے بگ مین سے پوچھا۔

''یس باس۔ وہ سب کرسیوں کے راڈز سے جکڑے ہوئے ہیں''...... بگ مین نے جواب دیا۔

''ان راڈز کے ساتھ ساتھ تم نے انہیں فولادی زنجیروں سے بھی باندھنا ہے اور اس طرح باندھنا ہے کہ یہ اپنے جسم کو معمولی سی حرکت بھی نہ دے سکیں۔ اس کے بعد تم نے تیزاب کا ایک ڈرم بھی ٹارچر روم میں پہنچانا ہے کیونکہ ہم نے ان دشمنوں کو تیزاب میں ڈالنا ہے''...... راڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہ ہدایات بھی دے دیں جو ڈاکٹر گولڈ نے اسے دی تھیں۔ راڈان سے ہدایات ملنے کے بعد بگ مین کمرے سے باہر چلا گیا۔ پھر

تقریباً آدھے گھنٹے بعد بگ مین واپس آیا۔ اس آدھے گھنٹے میں راڈان شراب پیتا رہا تھا۔

''باس۔ آپ کے احکامات کی تعمیل کر دی گی ہے۔ آپ جائزہ لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں''...... بگ مین نے سر کو خم دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں ضرور جائزہ لوں گا۔ کہیں کوئی خامی نہ رہ گئی ہو''۔ راڈان نے کہا۔

''راکسی اس دوران خاموش کھڑا رہا تھا۔ راڈان نے اسے بیٹھنے کے لئے نہیں کہا تھا۔ وہ تینوں اسی کمرے سے نکل کر ٹارچر روم میں آ گئے۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا۔ جس کی ایک دیوار کے ساتھ تقریباً پندرہ راڈز والی کرسیاں رکھی تھیں۔ ان میں سے آٹھ کرسیوں پر عمران اور عمران کے ساتھی بندھے ہوئے تھے۔ ان کے جسم نہ صرف راڈز میں جکڑے ہوئے تھے بلکہ انہیں زنجیروں سے بھی باندھ دیا گیا تھا۔ کمرے کے ایک کونے میں خصوصی ساخت کا ایک بڑا ڈرم رکھا ہوا تھا اور یہ ڈرم آدھے سے زیادہ تیزاب سے بھرا ہوا تھا۔ مخصوص میٹریل سے تیار کئے گئے اس ڈرم پر اس تیزاب کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ ورنہ یہ اتنا تیز تیزاب تھا کہ لوہا بھی اس میں گل جاتا تھا۔ تیزاب کے ڈرم کو دیکھ کر راڈان نے مطمئن انداز میں سر ہلایا۔ بگ مین نے اس کی دوسری ہدایات پر بھی عمل کر دیا تھا۔ بے ہوش افراد میں سے ایک کالا ایکریمی لگ رہا تھا لیکن ڈاکٹر گولڈ نے

اسے حبشی کہا تھا۔ راڈان نے اس پر زیادہ توجہ نہ دی۔ راڈان، بگ مین کے کئے جانے والے انتظامات کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ بے ہوش افراد میں سے ایک آدمی کے چہرے پر ہوش میں آنے کے آثار دکھائی دیئے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ آدمی مکمل ہوش میں آ گیا جبکہ راڈان اس کے ہوش میں آنے پر حیران ہو رہا تھا۔

''یہ سب تو گیس سے بے ہوش ہوئے تھے۔ پھر یہ آدمی ہوش میں کیسے آ گیا۔ بگ مین۔ کیا تم نے اسے اینٹی گیس انجکشن لگایا تھا''...... راڈان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نو۔ نو باس۔ آپ کے حکم کے بغیر میں بھلا کسی کو اینٹی گیس انجکشن کیسے لگا سکتا ہوں''...... بگ مین نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پھر یہ ہوش میں کیسے آ گیا''...... راڈان نے اس مرتبہ چیختے ہوئے کہا تو بگ مین اور راکسی سہم سے گئے۔

''مم۔ مم۔ معلوم۔ نن۔ نہیں۔ بب۔ باس''...... بگ مین نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

راڈان چند لمحوں تک بگ مین کو دیکھتا رہا پھر اس کی نظروں کا زاویہ بدلا اور اس نے ہوش میں آنے والے آدمی کی طرف دیکھا جو کہ خوبصورت اور سمارٹ سا ایکریمی نوجوان تھا۔

''تم خود بتاؤ کہ تم خود بخود کیسے ہوش میں آ گئے ہو''...... راڈان نے ہوش میں آنے والے سے کہا جو کہ عمران تھا اور اپنی مخصوص

ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خود بخود ہوش میں آ گیا تھا۔

''جس وقت گیس پھیل رہی تھی تو میں نے اپنا سانس روک لیا تھا اس لئے گیس نے مجھ پر بہت کم اثر کیا۔ اس لئے مجھے خود بخود ہوش آ گیا''...... عمران نے کہا۔

''سی نائن گیس تو بے بو ہوتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں اس کی بو آ گئی ہو''...... راڈان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں گیسوں کا ایکسپرٹ ہوں۔ بے بو گیسوں کو بھی محسوس کر لیتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ تم بکواس کرتے ہو۔ وجہ کوئی اور ہے''...... راڈان نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

''پھر تم مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔ خود ہی وجہ تلاش کرو''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تمہاری یہ جرأت کہ تم میرے سامنے اس انداز میں بات کرو''...... راڈان نے چیخ کر کہا اور پھر وہ عمران کو گھورنے لگا۔ چند لمحوں تک وہ عمران کو گھورتا رہا پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اسے تیزاب کے ڈرم کی طرف اچھال دیا۔ مشین پسٹل ڈرم میں جا گرا اور چونکہ ڈرم ٹرانسپرینٹ تھا اس لئے اس میں گرا ہوا مشین پسٹل نظر آنے لگا۔

''مسٹر۔ تم اس مشین پسٹل کو دیکھتے رہو''...... راڈان نے عمران سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور عمران کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ آ

گئی۔

''میں جانتا ہوں کہ اس ٹرانسپر ینٹ ڈرم میں انتہائی تیز تیزا
ہے اور یہ مشین پسٹل تھوڑی ہی دیر میں گل کر غائب ہو جا
گا''...... عمران نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تم بہت ذہین ہو اور لگتا ہے کہ علی عمران تم ہی ہو
راڈان نے کہا۔

''تم صرف علی عمران کی بات کر رہے ہو یا علی عمران ایم ا
سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کی بات کر رہے ہو''...... عمران
کہا۔

''کیا مطلب۔ میں تمہاری بات سمجھا نہیں''...... راڈان
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے کوئی مشکل بات تو نہیں کی جو تمہاری سمجھ میں نہ
آئی۔ خالی علی عمران تو کئی ہیں البتہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈ
ایس سی (آکسن) صرف ایک ہی ہے''...... عمران نے منہ بنا
کہا۔

''میں اس علی عمران کی بات کر رہا ہوں جو پاکیشیا سیکرٹ سر
کا ایجنٹ ہے''...... راڈان نے کہا۔

''سوری۔ میں تو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس
(آکسن) ہوں۔ اگر تمہیں یقین نہ آئے تو میری جیب میں
وزیٹنگ کارڈ موجود ہے وہ نکال کر دیکھ لو''...... عمران نے منہ بنا۔

ہوئے کہا تو راڈان حیرت سے اس کو دیکھنے لگا۔

''تم جھوٹ بولتے ہو۔ تمہاری تو اتنی عمر ہی نہیں ہے کہ تم اتنی بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کر سکو۔ تم یقیناً وہی پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران ہو اور مجھے الجھانے کے لئے یہ باتیں کر رہے ہو لیکن سنو۔ میں تمہاری باتوں میں نہیں آؤں گا۔ تم نے دیکھ لیا کہ مشین پسٹل تیزاب میں گل گیا ہے۔ اس تیزاب کی تیزی سے متعلق تم خود بھی جانتے ہو۔ اگر اب تم نے کوئی بکواس کی تو میں تمہیں وقت سے پہلے ہی اس ڈرم میں ڈال دوں گا''۔ راڈان نے اس مرتبہ غراتے ہوئے کہا۔

''وقت سے پہلے سے تمہاری کیا مراد ہے''...... عمران نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ تیزاب لایا ہی تمہارے لئے گیا ہے۔ تم سب کو باری باری اس ڈرم میں ڈالا جائے گا لیکن ایک خاص مقررہ وقت پر''۔ راڈان نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا اچھا۔ تم نے فال نکلوا کر ہمیں ڈرم میں ڈالنے کا بہترین وقت معلوم کیا ہے''...... عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہی سمجھ لو۔ اور سنو اگر تم یہاں سے فرار ہو سکتے ہو تو ہو جاؤ۔ میری طرف سے اجازت ہے''...... راڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف مڑا۔

عمران اور اس کے ساتھی جن راڈز سے جکڑے ہوئے تھے وہ ریموٹ سے کھلتے تھے اس لئے انہیں کھول لینا کسی طرح بھی ممکن نہیں تھا۔ پھر راڈز کے ساتھ ساتھ انہیں فولادی زنجیروں سے بھی باندھا گیا تھا اور یہ ایسی زنجیریں تھیں جنہیں توڑنا انسانی قوت سے باہر کی بات تھی۔ اس لئے ان کے آزاد ہونے کی ایک فیصد بھی امید نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ہی راڈان نے بگ مین کو ہدایت کی تھی کہ وہ سپیشل گروپ کے چار مسلح آدمی ٹارچر روم میں بھیج دے جو ان پر نظر رکھیں۔ ہوش میں آنے والا یہ نوجوان یا کوئی اور ہوش میں آ کر غلط حرکت کرنے کی کوشش کرے تو مسلح آدمی اس پر مشین گن کا پورا برسٹ خالی کر دیں کیونکہ ابھی رات ہونے میں کچھ دیر باقی تھی اس لئے راڈان نے یہ وقت بگ مین کے کمرے میں ہی گزارنے کا فیصلہ کیا۔ بگ مین کو ہدایت دے کر وہ دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران نے اسے آواز دی۔ وہ رکا اور اس نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھا۔

''ہاں۔ کیا کہنا ہے تمہیں''...... راڈان نے کرخت لہجے میں عمران سے کہا۔

''ڈاکٹر گولڈ سے تمہاری کبھی ملاقات بھی ہوئی ہے یا تمہارا اس سے رابطہ صرف فون پر ہی ہوتا ہے''...... عمران نے کہا تو راڈان نے اسے گھور کر دیکھا۔

''اوکے۔ اگر تم مقررہ وقت سے پہلے ہی اس دنیا سے جانا

چاہتے ہو تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ بگ مین''...... راڈان نے پہلے عمران سے کہا اور پھر بگ مین کو آواز دی۔

''یس باس''...... بگ مین نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اسے کرسی سمیت اٹھا کر ڈرم میں ڈال دو''...... راڈان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس''...... بگ مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تقریباً نصف منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ اس کے چار ماتحت تھے۔

''تم نے اسے کرسی سمیت اٹھا کر تیزاب کے ڈرم میں پھینکنا ہے''...... بگ مین نے اپنے ماتحتوں سے کہا۔

''اوکے باس''...... ان چاروں نے بیک آواز کہا اور پھر وہ عمران کی طرف بڑھے۔ انہوں نے عمران کو کرسی سمیت اٹھا لیا اور تیزاب کے ڈرم کی طرف بڑھنے لگے۔

''ارے رکو۔ رکو۔ یہ کیا کرنے لگے ہو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا لیکن وہ عمران کے ماتحت تو نہیں تھے۔ وہ تو راڈان اور بگ مین کے ماتحت تھے۔ انہوں نے بگ مین کا حکم ماننا تھا۔ ڈرم کے قریب پہنچ کر انہوں نے کرسی کو بلند کر لیا۔

چلڈرن پارک دیکھ کر ٹائیگر نے کار آہستہ کی اور پھر پارک
میں کار روک لی۔ یہ کار جولیا اور روشی لائی تھیں اور جولیا نے
سے کہا تھا کہ وہ اسے کافی دور چھوڑ آئے۔ کار سے نیچے اتر
ٹائیگر نے اردگرد کا جائزہ لیا اور پھر وہ پارک کے گیٹ کی طر
بڑھا لیکن چند قدم چلنے کے بعد اس نے اپنا رخ موڑ لیا اور
روڈ پر آ گیا۔ چند قدم پیچھے وہ ٹیکسی سٹینڈ دیکھ آیا تھا۔ وہ ٹیکسی
کی طرف بڑھنے لگا۔ ٹیکسی سٹینڈ پر پہنچ کر وہ نمبر پر لگی ہوئی ٹ
میں بیٹھا تو ڈرائیور نے ٹیکسی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔

''کیرم سٹریٹ چلو''...... ٹائیگر نے ڈرائیور سے کہا تو اس
اثبات میں سر ہلایا اور ٹیکسی کی رفتار بڑھا دی۔

''سر۔ ہم کیرم سٹریٹ پہنچ چکے ہیں''...... کچھ دیر بعد ڈرا
نے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''پہلے چوک پر اتار دو''...... ٹائیگر نے کہا تو نصف منٹ

ڈرائیور نے ٹیکسی ایک سائیڈ پر کر کے روک لی۔ ٹائیگر نے میٹر دیکھ
کر کرایہ ادا کیا اور پھر ٹیکسی سے نیچے اترا۔ اس کے اترتے ہی ٹیکسی
آگے بڑھ گئی۔ ٹائیگر اس وقت تک وہیں کھڑا رہا جب تک کہ ٹیکسی
نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔ تقریباً پانچ
منٹ پیدل چلنے کے بعد ٹائیگر اپنی رہائشی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا۔
اس نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو گیٹ کھل گیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ
اس کے باہر نکلنے کے بعد کسی نے گیٹ بند نہیں کیا تھا۔ اندر داخل
ہو کر اس نے گیٹ بند کیا اور کمروں کی طرف بڑھا تاکہ عمران کو بتا
سکے کہ وہ کار کو دور چھوڑ کر واپس آ گیا ہے اور اب دوبارہ گیٹ پر
ڈیوٹی دے رہا ہے۔

ٹائیگر ابھی آٹھ دس قدم ہی چلا تھا کہ اسے خطرے کا احساس
ہوا اور وہ تیزی سے گھوما۔ گھومتے ہی اس کے منہ سے سسکی بھی نکل
گئی کیونکہ ریوالور کا دستہ اس کے رخسار پر لگا تھا۔ اس کے سامنے
دو آدمی تھے۔ دونوں کے ہاتھ میں ریوالور تھے۔ ایک آدمی نے
ریوالور اس کے سر کے پچھلے حصے میں مارنے کی کوشش کی تھی لیکن
خطرے کا احساس ہوتے ہی ٹائیگر کے گھومنے کی وجہ سے ریوالور کا
دستہ اس کے سر پر لگنے کی بجائے اس کی گال پر لگا تھا۔ ٹائیگر کے
گھومنے کی وجہ سے وار کی شدت میں بھی کمی ہو گئی تھی۔ پھر اس
سے پہلے کہ حملہ آور دوبارہ اس پر وار کرتا ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے
حرکت میں آیا۔ اس نے اچھل کر حملہ آور کے سینے میں ٹکر مار دی۔

حملہ آور اڑتا ہوا دور جا گرا۔

دوسرے آدمی نے فوراً ہی ریوالور سیدھا کیا اور ٹائیگر پر فائر دیا۔ ٹائیگر یکدم ہی نیچے گر گیا۔ نیچے گرتے ہی اس کی ٹانگ حرکر میں آئی اور اس آدمی کے گھٹنوں پر پڑی۔ یہ کافی کاری ضرب جس نے اس آدمی کا گھٹنا توڑ دیا۔ اس کے حلق سے چیخ بلند ہ اور وہ ٹوٹے ہوئے شہتیر کی مانند زمین پر گرتا چلا گیا۔ اس ساتھ ہی فائر کا ایک اور دھماکہ ہوا۔ یہ فائر پہلے آدمی کی طرف ہوا تھا لیکن ٹائیگر اس فائر سے بھی محفوظ رہا کیونکہ وہ اس آدی طرف سے بھی غافل نہیں تھا۔ فائر ہوتے ہی ٹائیگر فٹ بال مانند اچھلا تھا اور گولی دوسرے حملہ آور کو جا لگی تھی۔ یہ گولی اس کان میں لگی تھی اور اس کی کنپٹی سے خون جاری ہو گیا تھا۔ لگنے کی وجہ سے اس آدمی کے حلق سے دلخراش چیخ بلند ہوئی او تڑپنے لگا۔ اپنے ساتھی کو اپنی ہی گولی کا نشانہ بنتے دیکھ کر چلانے والا آدمی ایک لمحے کے لئے تو بت بن گیا تھا لیکن پھر ہی وہ حرکت میں آیا لیکن اب اس کے حرکت میں آنے کا اسے فائدہ نہیں تھا کیونکہ اب ٹائیگر اس کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ ٹائیگر اس کی کنپٹی پر پاؤں کی ٹھوکر رسید کی تو اس کی چیخ بلند ہوئی۔ ریو اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا گیا۔ ٹائیگر نے اس کی کنپٹی پر ایک مکا بھی رسید کر دیا جس کی سے وہ مکمل طور پر بے ہوش ہو گیا۔

اس کے بے ہوش ہوتے ہی ٹائیگر نے اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور کمروں کی طرف بڑھا۔ اس نے اس آدمی سے پوچھ گچھ کرنی تھی۔ اسے یقین تھا یہ گولڈ سرکل کا آدمی ہے اور اس کے ساتھیوں کو گولڈ سرکل نے اغوا کر لیا ہے۔ اس کوٹھی میں ایک تہہ خانہ بھی تھا جس کے بارے میں روشی نے سب کو بتا دیا تھا۔ ٹائیگر اس سے تہہ خانے میں ہی پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا کیونکہ یہاں فائرنگ ہو چکی تھی اور اسے خطرہ تھا کہ کسی بھی وقت پولیس یہاں پہنچ سکتی تھی اس لئے وہ جلد از جلد تہہ خانے میں پہنچنا چاہتا تھا۔ تہہ خانے کا راستہ ڈرائنگ روم کے باتھ روم سے اوپن ہوتا تھا۔ ٹائیگر وہاں سے ہوتا ہوا چند منٹوں میں تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ یہاں سے باہر جانے کے لئے ایک راستہ کوٹھی کی عقبی سمت میں موجود گلی میں بھی کھلتا تھا لیکن ٹائیگر کو فی الحال باہر نہیں جانا تھا۔ اسے اس بے ہوش آدمی سے اپنے ساتھیوں کے متعلق پوچھنا تھا۔ ٹائیگر کو تہہ خانے سے رسی مل گئی تو اس نے بے ہوش آدمی کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے اور اس کے بعد اس نے اس آدمی کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے تھپڑ کے بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر وہ ہوش میں بھی آ گیا۔ ہوش میں آنے کے بعد وہ ٹائیگر کو گھورنے لگا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... ٹائیگر نے اپنے سوالات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

’’شالاک‘‘...... اس نے مختصراً جواب دیا۔

’’او کے۔ شالاک ہی رہنا۔ چالاک بننے کی کوشش مت کرنا ورنہ اذیت ناک موت مارے جاؤ گے‘‘...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا تو شالاک کے چہرے پر بھی طنز کے تاثرات ابھر آئے۔

’’تمہارا تعلق گولڈ سرکل سے ہے۔ میں درست کہہ رہا ہوں نا‘‘...... ٹائیگر نے اس سے کہا۔

’’گولڈ سرکل۔ کیا یہ کسی جیولری شاپ کا نام ہے‘‘...... شالاک نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’میرے ساتھیوں کو کہاں لے جایا گیا ہے‘‘...... ٹائیگر نے اس کے طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

’’تم اپنے ساتھیوں کو میرے حوالے کر گئے تھے‘‘...... شالاک نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔ ابھی اس کا جملہ بمشکل ہی پورا ہوا تھا کہ اس کے حلق سے چیخ بلند ہوئی کیونکہ ٹائیگر کا ایک بھرپور تھپڑ اس کے منہ پر لگا تھا۔ تہہ خانے میں اس تھپڑ کی آواز گونج کر رہ گئی تھی جبکہ شالاک کا ہونٹ پھٹ گیا تھا اور اس کے کئی دانت ہل گئے تھے۔ اس کے منہ سے خون بہنے لگا تھا۔

’’اب اگر تم نے بکواس کی تو میں تمہارے جسم کے سینکڑوں ٹکڑے کر دوں گا۔ تم شاید کسی خوش فہمی کا شکار ہو لیکن تم جان لو کہ یہاں تمہاری مدد کے لئے کوئی نہیں آ سکتا اور تمہاری روح اس تہہ خانے سے تمہارے جسم کے بغیر ہی نکل سکتی ہے۔ تمہارے جسم کے

ساتھ نہیں‘‘...... ٹائیگر نے سرد آواز میں کہا تو شالاک اسے کینہ توز نظروں سے دیکھنے لگا۔

’’تم مجھے کھول دو۔ اس کے بعد دیکھیں گے کہ کس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑتی ہے‘‘...... شالاک نے کہا۔ ٹائیگر نے اس کے منہ پر ایک اور تھپڑ رسید کیا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے جیب سے ایک خنجر نکال لیا۔

’’شالاک۔ اب بھی وقت ہے۔ خود کو اذیت میں مت ڈالو۔ میرے سوالوں کے جواب تو بہرحال تمہیں دینے ہی ہیں‘‘...... ٹائیگر نے خنجر کی نوک اس کی گردن سے لگاتے ہوئے کہا۔

’’کوشش کر کے دیکھ لو‘‘...... شالاک نے ایک مرتبہ پھر طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’شالاک۔ تمہاری یہ آنکھیں بہت خوبصورت ہیں اور ان آنکھوں سے تمہیں پوری دنیا ہی خوبصورت نظر آتی ہو گی لیکن تمہاری یہ خوبصورت آنکھیں نہیں رہیں گی تو یہ خوبصورت دنیا تمہارے لئے تاریک ہو جائے گی۔ اماوس کی راتوں کی طرح تاریک اور بھیانک‘‘...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا تو شالاک کی آنکھوں میں پہلی مرتبہ پریشانی کے تاثرات ابھرے۔

’’تم یقین جانو۔ میں گولڈ سرکل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا‘‘...... شالاک کا بااعتماد لہجہ اب ختم ہو گیا تھا۔ ٹائیگر کے انداز سے ہی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس پر عمل بھی

کرے گا۔

"اوکے۔ نہ بتاؤ"...... ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا اور پھر اس کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور تہہ خانہ شالاک کی دلدوز چیخوں سے گونج اٹھا۔ خنجر کی نوک مخصوص انداز میں اس کی آنکھ میں لگی تھی اور اس کی آنکھ کا ڈھیلا فرش پر آ گرا۔ تکلیف کی شدت سے شالاک بندھا ہونے کے باوجود تڑپنے لگا۔ ٹائیگر نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا اور اس کے پیٹ پر سوار ہو گیا۔ شالاک کی زخمی آنکھ سے خون بہہ رہا تھا اور دوسری آنکھ سے اب خوف جھلک رہا تھا۔

"بولو۔ میرے سوالوں کے جواب دو گے یا تمہاری دوسری آنکھ بھی نکال کر تمہیں ہمیشہ کے لئے اندھا کر دوں"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"پپ۔ پپ۔ پوچھو۔ بب۔ بب۔ بتاتا ہوں"...... اس نے بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھیوں کو کہاں لے جایا گیا ہے"...... ٹائیگر نے اپنے سوال کو دوہراتے ہوئے کہا۔

"بب۔ بب۔ بلیک ہاؤس"...... شالاک نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کہاں ہے یہ بلیک ہاؤس۔ جلدی بتاؤ"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"بزنس کالونی کی کوٹھی نمبر تھرٹی۔ گولڈ سرکل کا بلیک ہاؤس ہے"...... شالاک نے کہا۔

"بلیک ہاؤس کی تفصیلات بتاؤ"...... ٹائیگر نے خنجر شالاک کی دوسری آنکھ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

"اسے۔ اسے ہٹاؤ۔ بتاتا ہوں"...... شالاک نے کہا تو ٹائیگر نے خنجر پیچھے کر لیا۔

"بلیک ہاؤس میں گولڈ سرکل کا سپیشل گروپ رہتا ہے اور اس بلیک ہاؤس میں دشمنوں کو اذیت دینے کے لئے جدید طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو دشمن بلیک ہاؤس میں جاتا ہے پھر وہاں سے زندہ واپس نہیں آ سکتا۔ باس راڈان تمہارے ساتھیوں کو بلیک ہاؤس لے گیا ہے"...... شالاک نے کہا۔

"اب گولڈ سرکل کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں بتاؤ۔ ہیڈکوارٹر کہاں ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"گولڈ سرکل کے جتنے بھی گروپس ہیں۔ سب کے اپنے اپنے ہیڈکوارٹر ہیں۔ باس راڈان جہاں جا کر بیٹھ جاتے ہیں وہ مین ہیڈکوارٹر بن جاتا ہے۔ اس کا خاص یا مین ہیڈکوارٹر نہیں۔ باس راڈان اپنی رہائش گاہ سے ہی تنظیم کو کنٹرول کرتا ہے"...... شالاک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور تمہارے اس باس راڈان کی رہائش گاہ کہاں ہے"۔ ٹائیگر نے اس سے پوچھا۔

''باس کی کوئی مستقل رہائش گاہ نہیں ہے۔ وہ دو مہینے ایک جگہ رہتا ہے تو تین مہینے کسی اور جگہ۔ ایک ہفتے کے لئے سٹی کے شمالی حصے میں تو تین ہفتوں کے لئے جنوبی حصے میں اور عموماً اس کے ماتحتوں کو معلوم نہیں ہوتا کہ آج کل باس کی رہائش کہاں ہے''۔ شالاک نے کہا۔ اس کے انداز سے لگ رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''ہونہہ۔ اب ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں بتاؤ''...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر گولڈ کو تو کسی نے دیکھا تک نہیں۔ باس راڈان کے سامنے بھی وہ کبھی نہیں آیا۔ ہم نے تو کبھی اس کی آواز بھی نہیں سنی۔ اس کا رابطہ صرف باس راڈان سے ہوتا ہے اور وہ بھی صرف فون پر''...... شالاک نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ مجھے تم سے مزید کوئی کام کی بات معلوم نہیں ہوسکتی''...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مم۔مم۔ مجھے۔مم۔ مت مارنا''...... شالاک نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ ٹائیگر کے الفاظ سے شالاک نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ٹائیگر اب کیا کرنے والا ہے اس لئے اس کے چہرے پر زردی چھا گئی تھی۔

ٹائیگر اس کے سینے سے نیچے اترا اور پھر اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا۔ اس کا پھینکا ہوا خنجر شالاک کی گردن میں کھب گیا

اور اس نے شالاک کی شہ رگ بھی کاٹ دی۔ شالاک بندھے ہونے کے باوجود تڑپنے لگا جبکہ ٹائیگر دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھا کیونکہ اس الماری میں اس کی ضرورت کی تمام چیزیں موجود تھیں۔ پھر تہہ خانے کے دوسرے راستے سے ہوتا ہوا ٹائیگر چند منٹوں بعد مین روڈ پر آ گیا۔ وہ اپنی کوٹھی کے قریب سے گزرا۔ اس کا اندیشہ درست ثابت ہوا تھا۔ ان کی رہائش گاہ پر اس وقت پولیس موجود تھی۔ وہ سرسری انداز میں نظر ڈالتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند قدم چلنے کے بعد اسے ایک ٹیکسی نظر آ گئی جسے اس نے رکنے کا اشارہ کیا تو وہ رک گئی۔ ٹائیگر نے ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھولا اور ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

''بزنس کالونی چلو''...... ٹائیگر نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تو اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ بزنس کالونی وہاں سے صرف پانچ منٹ کی ڈرائیو پر تھی۔

''سی لائن کے قریب اتار دو''...... ٹائیگر نے کہا تو کچھ دیر بعد ڈرائیور نے ٹیکسی روک لی۔

''سر۔ وہ سامنے سی لائن ہے''...... ڈرائیور نے کہا تو ٹائیگر نے اسے کرایہ ادا کیا اور پھر ٹیکسی سے نیچے اتر آیا۔ جب تک ٹیکسی اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہوگئی وہ وہیں کھڑا رہا۔ اس کے بعد وہ کوٹھیوں کی طرف بڑھا۔ سی تھرٹی ڈھونڈنے میں اسے زیادہ وقت نہ لگا۔ اس وقت سی تھرٹی کا مین گیٹ بند تھا اور ٹریفک بھی رواں

دواں تھی۔ ٹائیگر گیٹ کا جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھتا رہا۔ کچھ آگے جا کر ایک گلی آ گئی اور اس گلی میں کچھ فاصلے پر بیک سٹریٹ تھی۔ ٹائیگر بیک سٹریٹ میں آ گیا جو کہ سنسان تھی اور اس میں کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم رکھے ہوئے تھے۔ اس گلی میں کوٹھیوں کے عقبی چھوٹے دروازے تھے۔ ٹائیگر نے پہلے گلی میں آگے پیچھے کا جائزہ لیا اور پھر وہ مطلوبہ کوٹھی کے عقب میں پہنچ گیا۔ اس کی دیواریں بہت اونچی تھیں۔ ٹائیگر ڈرم پر چڑھ کر بھی دیوار تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ دیوار کا جائزہ لینے کے بعد ٹائیگر نے چھوٹے دروازے کا جائزہ لیا۔ یہ فولادی دروازہ تھا جسے توڑنا ممکن نہیں تھا لیکن ٹائیگر مطمئن تھا کیونکہ اسے تہہ خانے کی الماری سے سٹیل کٹر مل گیا تھا۔ یہ تھا تو چھوٹا سا کٹر لیکن کارکردگی میں یہ بہت اعلیٰ تھا۔ یہ فولاد کو ایسے کاٹتا تھا جیسے شیشے کو ڈائمنڈ لگا کٹر کاٹتا تھا۔ ٹائیگر نے جیب سے کٹر نکالا اور پھر اس نے دروازے کا اتنا ٹکڑا کاٹ لیا کہ اس کا ہاتھ آسانی سے اندر داخل ہو سکتا تھا۔ اس نے ہاتھ اندر ڈال کر چٹخنی چیک کی۔ اندر تالا لگا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے سٹیل کٹر سے وہ تالا بھی کاٹ دیا۔ اس کے بعد دروازہ کھل گیا تو وہ اندر داخل ہوا لیکن جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا ایک طرف سے چار خونخوار کتے بھونکتے ہوئے اس کی طرف لپکے۔ ٹائیگر نے پھرتی سے ریوالور نکال لیا۔ اس ریوالور پر سائیلنسر بھی فٹ تھا۔ اس نے تیزی سے ریوالور کا رخ کتوں کی طرف کیا اور ٹریگر دباتا چلا گیا۔ ٹھک

ٹھک کی چار آوازیں ابھریں اور گولیاں چاروں کتوں کے ماتھے میں لگیں۔ کتے وہیں گر گئے اور ان کا بھونکنا غراہٹوں میں تبدیل ہو گیا۔ ٹائیگر نے انہیں وہیں چھوڑا اور آگے بڑھا لیکن ابھی وہ چند قدم ہی چلا تھا کہ اسے عمارت کے اندر سے سائرن بجنے کی آواز سنائی دی۔ سائرن کی آواز کو سنتے ہی ٹائیگر اچھل پڑا اور تیزی سے ایک درخت کے پیچھے لپکا۔ ابھی وہ درخت کی اوٹ میں ہوا ہی تھا کہ اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ آوازوں سے لگ رہا تھا کہ اس کی طرف آنے والوں کی تعداد ایک سے زیادہ ہے۔ ٹائیگر نے ریوالور جیب میں رکھ کر مشین پسٹل نکال لیا۔ اس مشین پسٹل پر بھی سائیلنسر فٹ تھا اور مشین پسٹل کے کئی میگزین اس کی جیب میں تھے۔ اس نے مشین پسٹل جیب سے نکالا ہی تھا کہ اسے تین آدمی دوڑتے ہوئے دکھائی دیئے جو اس طرف آ رہے تھے۔ ٹائیگر نے مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبایا تو ان تینوں کی چیخیں بلند ہوئیں۔ گولیاں ان تینوں کے دلوں میں لگی تھیں اور ان کے سینوں سے خون کے فوارے جاری ہو گئے تھے۔ وہ فرش پر گرے اور تڑپنے لگے۔ ٹائیگر نے انہیں وہیں تڑپتا ہوا چھوڑا اور آگے بڑھا۔ اس کی نظریں چاروں طرف گردش کر رہی تھیں اور قوت سماعت کئی گنا بڑھ گئی تھی۔ اب وہ نہایت خفیف آواز بھی سن سکتا تھا لیکن اب بھی وہ تین چار قدم چلا تھا کہ اس نے ایک بار پھر بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں اور چند

لمحوں بعد اسے چار آدمی بھاگ کر اس طرف آتے نظر آئے جو مشین گنوں سے مسلح تھے۔ ان کی نظر بھی ٹائیگر پر پڑ چکی تھی۔ اس لئے ان چاروں کی مشین گنوں سے بیک وقت درجنوں شعلے نکلے۔ ساتھ ہی فضا فائرنگ کی تیز آواز سے تھرا اٹھی۔ ٹائیگر نے دوسرے ہی لمحے خود کو زمین پر گرا لیا اور گولیاں اس کے اوپر سے گزرتی چلی گئیں۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنی مشین گنوں کے رخ موڑتے ٹائیگر کے مشین پسٹل سے بے آواز گولیاں نکلیں اور ان چاروں کی گردنوں سے خون ابل پڑا۔ ان کی بھی دلدوز چیخیں بلند ہوئیں اور وہ بھی زمین پر گر کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ ٹائیگر نے انہیں تڑپتا چھوڑا اور آگے بڑھا۔ اب بھی وہ بمشکل دو قدم آگے بڑھا ہو گا کہ ایک درخت کے پیچھے سے اس پر فائرنگ ہونے لگی۔ گولیاں اس کے کانوں کو چھوتی ہوئی گزر گئیں۔ ٹائیگر نے ایک بار پھر خود کو زمین پر گرایا اور انتہائی پھرتی سے اس درخت کی طرف کروٹیں بدلنے لگا۔ جس درخت کے پیچھے سے اس پر فائرنگ ہو رہی تھی۔ گولیاں اس کے آگے اور پیچھے برس رہی تھیں لیکن وہ اس قدر تیزی سے گھوم رہا تھا کہ نظر اس پر ٹکتی نہیں تھی۔ درخت کے پیچھے پہنچ کر اس نے اچانک دائیں طرف چھلانگ لگائی۔ وہ کروٹیں بدلتے ہوئے اچھلا تھا اور پھر اس نے درخت کے پیچھے چھپے ہوئے دشمن کو دیکھ لیا۔ اگلے ہی لمحے اس کے مشین پسٹل سے گولیاں نکلیں اور درخت کے پیچھے چھپا ہوا دشمن چیختا ہوا زمین پر گرا اور تڑپنے

لگا۔ ٹائیگر نے اسے وہیں تڑپتا ہوا چھوڑا اور ایک بار پھر آگے بڑھنے لگا۔ وہ حد سے زیادہ محتاط تھا۔ وہ احتیاط سے چلتا ہوا اصل عمارت کے قریب پہنچ گیا۔ پھر اچانک ہی اسے خطرے کا احساس ہوا اور ساتھ ہی اسے فضا میں کوئی چیز اڑتی ہوئی دکھائی دی۔ ٹائیگر نے بے اختیار ایک جمپ لگایا اور اس جگہ سے دور جا گرا۔ جمپ لگانے کے بعد وہ ابھی فضا میں ہی تھا کہ ایک سماعت شکن دھماکہ ہوا تھا جہاں محض ایک لمحہ پہلے ٹائیگر موجود تھا۔ وہاں بم آ کر پھٹا تھا اور اگر ٹائیگر نے بروقت چھلانگ نہ لگائی ہوتی تو یقیناً وہ اس وقت ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکا ہوتا۔

ٹائیگر جیسے ہی زمین پر گرا اس نے تیزی سے کروٹیں بدلیں۔ اس وقت فائرنگ کی آواز سنائی دی اور گولیاں اس کے قریب زمین پر پڑنے لگیں۔ پھر اچانک ہی ٹائیگر کی نظر بم پر پڑی جو چھت سے پھینکا گیا تھا اور اس کی طرف آ رہا تھا۔ ٹائیگر یکدم عقاب کی مانند اڑا اور اس نے بم کو پکڑ کر واپس چھت کی طرف اچھال دیا۔ اب چھت پر ایک زبردست دھماکہ ہوا اور اس دھماکے میں انسانی چیخیں بھی شامل تھیں۔ ٹائیگر ایک بار پھر زمین پر آیا اور مور پنکھ کے ایک پودے کے پیچھے چھپ گیا۔ اسے مزید آدمیوں کا انتظار تھا لیکن چند لمحے گزر گئے اور کوئی نہیں آیا۔ وہاں یکدم ایسی خاموشی چھا گئی تھی جیسے وہاں کوئی ذی روح موجود ہی نہ ہو۔ اس خاموشی کو دیکھتے ہوئے ٹائیگر نے اٹھنے کا فیصلہ کیا لیکن ابھی وہ اٹھا ہی تھا کہ

اسے ایک بار پھر مور پنکھ کے پیچھے دبک جانا پڑا کیونکہ اسی لمحے پولیس سائرن کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔ ٹائیگر نے مین گیٹ کی طرف دیکھا جو وہاں سے تھوڑے فاصلے پر تھا اور اس وقت گیٹ پر کوئی نہیں تھا۔ پھر ایک ڈیڑھ منٹ بعد ہی گیٹ ایک دھماکے سے کھلا اور دو پولیس گاڑیاں اندر آ گئیں۔ پولیس کو دیکھ کر ٹائیگر ہونٹ کاٹنے لگا۔ ٹائیگر کسی بھی سرکاری ادارے کے کسی اہلکار کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا تھا کیونکہ وہ حکومت ایکریمیا کے خلاف کارروائی کرنے نہیں آئے تھے اور عمران نے بھی انہیں سختی سے منع کیا تھا۔

کوٹھی میں داخل ہونے کے بعد پولیس کی توجہ کمروں کی طرف ہوئی تھی اور وہ سب وین سے اتر کر کمروں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اب گاڑیوں کے پاس صرف دو سپاہی کھڑے تھے۔ ٹائیگر کا یہاں رکنا خطرناک ہوسکتا تھا کیونکہ یہ ایک چھوٹا پودا تھا اور اس پر کسی کی نظر پڑ سکتی تھی۔ اس لئے وہ نہایت احتیاط سے پیچھے ہٹنے لگا لیکن اس کی نظریں ان دونوں پولیس اہلکاروں پر تھیں جو گاڑیوں کے پاس کھڑے تھے لیکن ان دو سپاہیوں کی توجہ بھی کمروں کی طرف تھیں۔ بلی کی طرح خاموشی اور تیزی کے ساتھ وہ پیچھے ہٹتا ہوا سکھ چین کے درخت کے قریب پہنچ گیا۔ یہ درخت بہت ہی گھنا تھا اور چاروں طرف سے پتوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ اگر ٹائیگر اس میں گھس جاتا تو اسے کوئی آسانی سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ آواز پیدا کئے بغیر سکھ چین کے درخت کی دوسری

طرف سے گھنے پتوں میں گھس گیا۔ اب وہ تو پولیس والوں پر آسانی سے نظر رکھ سکتا تھا لیکن پولیس والے اسے چیک نہیں کر سکتے تھے۔ پھر اسے پولیس اہلکار کمرے سے باہر آتے دکھائی دیئے اور انہیں باہر آتے دیکھ کر ٹائیگر بری طرح چونک پڑا اور پھر اس کے ماتھے پر سلوٹیں سی پڑتی چلی گئیں۔

"راڈان۔ اگر تم نے مجھے اس وقت تیزاب میں پھینک
پھر ڈاکٹر گولڈ کو کیا جواب دو گے"...... عمران نے کہا تو راڈا
ساتھی یکدم رک گئے اور انہوں نے سوالیہ انداز میں راڈا
طرف دیکھا۔

"اتار دو اسے نیچے"...... راڈان نے سخت لہجے میں کہا تو
کے ساتھیوں نے عمران کی کرسی نیچے رکھ دی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر گولڈ نے مجھے
ہے"...... راڈان نے عمران سے پوچھا۔

"اگر ڈاکٹر گولڈ نے ہماری موت کا فوری حکم دیا ہوتا تو
حکم پر اب تک عمل کر چکے ہوتے۔ کسی خاص وقت کا ا
کرتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تم واقعی بہت ذہین اور چالاک انسان ہو لیک
تمہیں تیزاب میں پھینک کر کوئی بھی بہانہ کر سکتا ہوں"......

نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"تم بھول گئے تھے لیکن میں جانتا ہوں کہ ڈاکٹر گولڈ کے سامنے تمہارا کوئی بہانہ نہیں چل سکتا۔ وہ تو اپنے حکم پر حرف بہ حرف عمل چاہتا ہے"...... عمران نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ راڈان، عمران کی بات کا جواب دیتا ٹارچر روم کا دروازہ یکدم کھلا اور ایک آدمی بدحواسی کے انداز میں اندر داخل ہوا۔

"ب۔ بب۔ باس۔ بلیک ہاؤس پر کچھ لوگوں نے حملہ کر دیا ہے"...... اس آدمی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ یقیناً اس عمران کے ساتھی ہوں گے۔ آؤ دیکھتے ہیں"۔ اڈان نے تیز لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

"باس۔ آپ یہاں موجود رہیں۔ میں انہیں دیکھتا ہوں"۔ بگ ن نے راڈان سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ باہر جو بھی ہوں سب کو ختم کر دو"...... راڈان نے تیز لہجے میں کہا تو بگ مین اور دیگر آدمی کمرے سے باہر چلے ئے جبکہ راڈان عمران کو گھورنے لگا۔

"کچھ بھی ہو مسٹر عمران۔ تم اور تمہارے ساتھی زندہ نہیں بچ یں گے۔ تمہارا مقدر اس تیزاب میں گل سڑ جانا ہے"...... راڈان نے سرد لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

"تت۔ تت۔ تم میری بات پر ہنس رہے ہو ایڈیٹ"۔ راڈان نے عمران کو مسکراتے دیکھا تو اس نے غصے سے کہا۔

"راڈان۔ یہ دعویٰ کرنے والے تم پہلے آدمی نہیں ہو۔ ب خواہش دل میں لئے نجانے کتنے مجرم اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ تمہا انجام بھی بہت قریب ہے"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ اب اگر تم نے بکواس کی تو میں تمہیں فوری گو مار دوں گا"...... راڈان نے غصے سے کہا۔

عمران نے فی الحال خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔ ویسے وہ سمجھ تھا کہ بلیک ہاؤس پر حملہ کرنے والا ٹائیگر ہی ہو سکتا ہے کیوز وہی تھا جو ان سے الگ تھا۔ اس خاموشی میں تھوڑی ہی دیر گزر تھی کہ ٹارچر روم کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور بگ مین بدحوا کے عالم میں اندر داخل ہوا۔

"باس۔ پولیس کی بھاری نفری یہاں پہنچ گئی ہے اور وہ بلہ ہاؤس کو گھیرے میں لے رہی ہے۔ جلدی نکلیں یہاں سے۔ ورنہ گرفتار ہو جائیں گے"...... بگ مین نے بدحواسی کے عالم میں تھا

"فائرنگ کی آواز پر تو پولیس نے یہاں آنا ہی تھا۔ چلو آ سپیشل وے سے نکلتے ہیں"...... راڈان نے کہا اور پھر وہ دونو دروازے کی طرف دوڑے۔ اگلے ہی لمحے وہ دروازے سے با نکلتے چلے گئے۔ ان دونوں کو کمرے سے باہر گئے چند منٹ ہوئے تھے کہ کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلا۔ اس مرتبہ کمر میں پولیس اہلکار اندر داخل ہوئے۔

"اوہ۔ یہاں تو کچھ لوگوں کو قیدی بنا کر رکھا گیا ہے"۔ پولیہ

آفیسر نے کمرے کا ماحول دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ نہ صرف ہمیں قیدی بنا کر رکھا گیا ہے بلکہ یہ لوگ ہمیں اس تیزاب میں ڈالنا چاہتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"تم کون لوگ ہو اور یہ کون لوگ تھے اور ان سے تمہاری کیا دشمنی ہے"...... پولیس آفیسر نے عمران سے کہا۔

"جناب۔ ہم تو فارمر ہیں۔ کھیتی باڑی کرتے ہیں اور لگتا ہے کہ یہ لوگ ملک دشمن عناصر ہیں۔ معلوم نہیں یہ ہمیں کیوں تیزاب میں ڈالنا چاہتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"ایک تم ہی ہوش میں ہو۔ باقی تو یہ سب بے ہوش ہیں اور راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں"...... پولیس آفیسر نے کہا۔

"یس سر۔ یہ ایک ایک کو ہوش میں لا کر تیزاب میں ڈالنا چاہتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"جیکب۔ ان سب کو پولیس اسٹیشن لے چلو۔ وہاں ان سے انویسٹی گیشن ہو گی۔ یہاں بہت زیادہ قتل عام ہوا ہے۔ یہ ہائی لیول کا معاملہ لگتا ہے"...... پولیس آفیسر نے اپنے ایک ماتحت سے کہا۔

"اوکے سر"...... ماتحت نے کہا اور پھر اس نے کرسیوں کے راڈز اور زنجیروں کا جائزہ لیا۔

"سر۔ راڈز تو ریموٹ کنٹرولڈ ہیں"...... راڈز کا جائزہ لینے کے بعد ماتحت نے افسر سے کہا۔

''زنجیروں کے تالوں کی چابیاں اور ریموٹ کنٹرول اس کمرے میں ہوں گے۔ تلاش کرو''...... پولیس آفیسر نے کہا تو ماتحت کمرے کی تلاشی لینے لگے۔ الماری سے انہیں ریموٹ کنٹرول اور چابیاں مل گئیں اور پھر وہ سب آزاد ہو گئے لیکن وہ ابھی تک بے ہوش تھے۔ پولیس آفیسر نے آگے بڑھ کر ان کا جائزہ لیا۔

''یہ تو گیس سے بے ہوش لگتے ہیں۔ انہیں اینٹی گیس انجکشن لگیں گے تو یہ ہوش میں آئیں گے۔ فی الحال انہیں پولیس اسٹیشن لے چلو۔ وہاں انہیں ہوش میں لائیں گے اور مسٹر کیا نام ہے تمہارا''...... پولیس افسر نے پہلے اپنے ماتحتوں سے اور پھر عمران سے کہا۔

''مائیکو''......عمران نے اپنا فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔

''مائیکو۔ اگر تم شرافت سے ہمارے ساتھ چلو تو ہم تمہیں بغیر ہتھکڑی کے لے جاتے ہیں اور اگر تم نے کوئی شرارت کرنے فرار ہونے کی کوشش کی تو پھر تمہیں ہتھکڑی لگا لیتے ہیں''...... آفیسر نے کہا۔

''کمال ہے سر۔ ایک تو ہم پر ظلم ہو رہا تھا، ہمیں قتل کیا جا رہا تھا اور ہتھکڑی بھی ہمیں لگائی جا رہی ہے۔ یہ کیسا قانون ہے''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ تو انویسٹی گیشن کے بعد معلوم ہو گا کہ اصل چکر کیا ہے۔ اگر انویسٹی گیشن میں تم بے قصور اور مظلوم نکلے تو تم سے معافی

مانگ لی جائے گی۔ بصورت دیگر تمہیں بھی قانون کے مطابق سزا ملے گی''...... پولیس آفیسر نے کہا۔

''اوکے۔ ہم تمہارے ساتھ چل رہے ہیں۔ لیکن تمہیں معافی ہی مانگنی پڑے گی''......عمران نے کہا۔

پولیس اہلکاروں نے اس کے ساتھیوں کو اٹھایا جبکہ عمران ان کے ساتھ چلنے لگا۔ پولیس گاڑیوں کے قریب پہنچ کر پولیس والوں نے عمران کے ساتھیوں کو گاڑیوں میں ڈالا لیکن ابھی گاڑیاں سٹارٹ ہی نہیں ہوئی تھیں کہ عمران کو سٹک سٹک کی ہلکی لیکن مخصوص آواز سنائی دی۔ عمران کو ٹائیگر سے پہلے ہی کسی کارروائی کی توقع تھی اس لئے وہ بہت ہی محتاط تھا لہٰذا اس کے کانوں میں جیسے ہی پہلی سٹک کی آواز پڑی اس نے اپنا سانس روک لیا تھا جبکہ پولیس اہلکاروں کو اس بات کی توقع نہیں تھی اور نہ ہی ان کے کان اتنے حساس تھے کہ سٹک کی ہلکی سی آواز کو سن سکتے لہٰذا تمام پولیس والے یکے بعد دیگرے بے ہوش ہوتے چلے گئے۔ جب وہ سب بے ہوش ہو گئے تو عمران کی توقع کے مطابق ٹائیگر ایک طرف سے نمودار ہو گیا۔

''باس۔ شکر ہے کہ آپ بخیریت ہیں''...... اس نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''تمہارے پاس گیس پسٹل ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اینٹی گیس انجکشن بھی ہو گا''......عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ اینٹی گیس انجکشن ہیں میرے پاس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ اپنے تمام ساتھیوں کو یہ انجکشن لگاؤ لیکن جلدی''۔ عمران نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا تو اس نے جلدی سے ایک انجکشن نکال کر تیار کیا اور تھوڑا تھوڑا سب کے بازوؤں میں لگا دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب ہوش میں آ گئے جبکہ پولیس والے ابھی تک بے ہوش تھے۔

''روشی۔ کوئی دوسری رہائش گاہ بتاؤ جہاں ہم فوری طور پر شفٹ ہو سکیں''...... عمران نے روشی سے پوچھا۔

''لائٹ کالونی۔ اے سکس فور''...... روشی نے نیا ایڈریس بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔تم سب ایک ایک دو دو کر کے نئے ایڈریس پر پہنچو۔ میں بلیک ہاؤس کی تلاشی لے کر آتا ہوں''...... عمران نے اپنے ساتھیوں کو ہدایت دی۔ اس کے ساتھیوں نے عمران کی ہدایت پر عمل کیا اور اس کوٹھی سے چلے گئے جبکہ عمران بلیک ہاؤس کی تلاشی لینے لگا۔ لیکن اسے بلیک ہاؤس سے کام کی کوئی چیز نہ مل سکی۔ عمران نے بے ہوش پولیس ملازمین کو وہیں چھوڑا اور بلیک ہاؤس سے باہر آ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ بھی لائٹ کالونی پہنچ چکا تھا۔ وہ سب نئے میک اپ بھی کر چکے تھے۔

''عمران۔ بلیک ہاؤس سے کوئی کام کی بات معلوم ہوئی''۔ جولیا

نے پوچھا۔

''نہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس ڈاکٹر گولڈ تک پہنچنا اتنا آسان نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ ڈاکٹر گولڈ ساری دنیا کا سونا چرا لے گا''...... صفدر نے پوچھا۔

''اس کے ارادے تو یہی لگتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ آج رات پاکیشیا میں دوسری کارروائی کرنے والا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ وہ پاکیشیا میں کارروائی کر رہا ہے اور ہم یہاں اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''جب تک وہ ہمیں مل نہیں جاتا ہم اسے کسی کارروائی سے کیسے روک سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب۔ اسے روکنا چاہئے ہر حال میں''۔ چوہان نے کہا۔

''اگر تمہارے پاس اسے روکنے کا کوئی طریقہ ہے تو تم بتاؤ ہم اس طریقے پر عمل کر کے اسے روک لیتے ہیں''...... عمران نے کہا لیکن چوہان اس کی بات کا جواب نہ دے سکا۔

''میرا خیال ہے کہ عمران ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہمیں سب سے پہلے ڈاکٹر گولڈ کو تلاش کرنا ہو گا۔ اسکے بعد ہی ہم اسے ان مجرمانہ کارروائیوں سے باز رکھ سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''عمران۔ یہ ضروری بھی تو نہیں ہے کہ وہ اسی ملک میں ہو۔ وہ کسی اور ملک میں بیٹھ کر کارروائی کرتا رہے اور ہم یہ سمجھتے رہیں کہ وہ یہاں ایکریمیا میں ہے''...... روشی نے کہا۔

''تم نے بہت دیر بعد زبان کھولی ہے اور بات بھی پتے کی کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر مس روشی نے پتے کی بات کی ہے تو تم اس پتے کا سراغ کیوں نہیں لگاتے''...... تنویر نے طنزاً کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ ڈاکٹر گولڈ کیسے سونا چرا لیتا ہے کہ کسی کو پتا ہی نہیں چلتا''...... اس سے پہلے کہ عمران، تنویر کے طنز کا جواب دیتا صدیقی نے اس سے پوچھا۔

''جی عمران صاحب۔ اس کا طریقہ واردات تو واضح کریں''۔ چوہان نے کہا۔

''کیوں روشی۔ کچھ تمہیں اندازہ ہے کہ ڈاکٹر گولڈ کس طرح کارروائی کرتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں اپنا خیال پیش کر سکتی ہوں جو کہ غلط بھی ہو سکتا ہے''۔ روشی نے سوچتے ہوئے کہا۔

''فی الحال تم اپنا خیال پیش کرو۔ غلط اور صحیح کا اندازہ بعد میں کیا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''ڈاکٹر گولڈ یقیناً کوئی سائنس دان ہے اور اس نے کوئی ایسی چیز ایجاد کر لی ہے جس سے یہ سینکڑوں، ہزاروں کلو میٹر دور بیٹھ کر

نہایت آسانی سے سونا چوری کر لیتا ہے''...... روشی نے اپنا خیال پیش کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کی طرف بھی دیکھا۔

''یہ تو حقیقت ہے کہ ڈاکٹر گولڈ ایک سائنس دان ہے بلکہ چھوٹا موٹا نہیں بلکہ بہت بڑا سائنس دان ہے لیکن اس کی سوچ مثبت کی بجائے منفی ہو گئی ہے۔ ماضی میں ایسی کئی مثالیں سامنے آئی ہیں کہ نہایت ہی قابل، ذہین اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک سائنس دان تعمیری کام کرنے کی بجائے تخریبی کارروائیوں میں ملوث ہو گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے دنیا کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ڈاکٹر گولڈ بھی منفی سوچ کا کوئی سائنس دان ہی لگتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ سب باتیں تو ہمارے ذہن میں ہیں لیکن اس کا طریقہ واردات کیا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''تم نے ٹائم مشین کے بارے میں تو کچھ سنا ہی ہو گا''۔ عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ انسان ایک ایسی مشین ایجاد کرنے کی کوشش میں ہے جو اسے لمحوں میں ماضی اور مستقبل میں بھی لے جائے گی''۔ صفدر نے کہا۔

''مجھے لگتا ہے کہ ڈاکٹر گولڈ نے کوئی ایسی شعاع ایجاد کر لی ہے جو سینکڑوں ہزاروں کلو میٹر دور پڑے سونے کے ذخیرے تک پہنچ

جاتی ہے اور اس سونے کو شعاعوں میں تبدیل کر کے اپنے ساتھ لے آتی ہے اور ڈاکٹر گولڈ اسے واپس سونے میں تبدیل کر لیتا ہے''۔ عمران نے اپنا خیال پیش کرتے ہوئے کہا تو ان سب نے تائیدی انداز میں سر ہلائے۔

''ہاں عمران۔ ایسا ممکن ہے''...... روشی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ سائنس بھی کیا کیا کرشمے دکھائے گی۔ انسان تو اب سوچ ہی نہیں سکتا''...... صفدر نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو ذہانت عطا کی ہے جس کی کوئی حد نہیں ہے اس لئے اس کے بارے میں بھلا انسان کیا اندازہ لگا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے ایک بار پھر تائیدی انداز میں سر ہلائے۔ پھر اچانک ہی جولیا نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالی۔

''روشی۔ ٹی وی تو آن کرو''...... جولیا نے کہا تو اس کی بات سن کر سبھی چونکے۔ روشی اٹھ کر ٹی وی کی طرف بڑھی۔ روشی نے ٹی وی آن کیا۔ ٹی وی پر ایک نیوز چینل لگا ہوا تھا۔

''ریاست بالان کے بعد ڈاکٹر گولڈ کی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ پاکیشیا میں ڈاکٹر گولڈ کی دوسری کامیاب کارروائی۔ پاکیشیا کے دوسرے بڑے بینک میں سونے کے ذخائر گم۔ ڈاکٹر گولڈ کا کہنا ہے کہ وہ ساری دنیا کے سونے کا مالک ہے اور تھوڑے ہی عرصے میں ساری دنیا کا سونا حاصل کر لے گا''...... نیوز کاسٹر خبریں پڑھ

رہی تھی اور وہ سب خاموشی سے سن رہے تھے۔ ٹی وی چینل نے تقریباً پانچ منٹ تک اس خبر کی تفصیلات بتائیں اس کے بعد روشی نے کئی چینل تبدیل کئے۔ دنیا بھر کے نیوز چینل اس خبر کو اہمیت دے رہے تھے۔ کئی چینلز نے تو تبصرہ نگار بھی بلا لئے تھے جو اس اہم معاملہ پر بات کر رہے تھے۔ ریاست بالان اور اب پاکیشیا میں ہونے والی دونوں وارداتوں کو دیکھتے ہوئے اکثر ماہرین کی رائے بھی یہی تھی کہ ڈاکٹر گولڈ مجرمانہ ذہن کا مالک سائنس دان ہے اور اس نے کوئی ایسی چیز ایجاد کر لی ہے جس سے وہ بغیر کسی وقت کے سونے کا ذخیرہ چوری کر لیتا ہے۔ ان کی بھی رائے یہی تھی کہ ڈاکٹر گولڈ سینکڑوں ہزاروں کلو میٹر دور بیٹھ کر یہ کارروائیاں کر رہا ہے۔ اس کی تنظیم گولڈ سرکل کا بھی ذکر ہو رہا تھا لیکن یہ ذکر سرسری انداز میں ہو رہا تھا۔ زیادہ ذکر ڈاکٹر گولڈ کا ہی تھا۔

''میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر گولڈ دولت حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ شہرت حاصل کرنے کے بھی جنون میں مبتلا ہے''...... کافی دیر تک ٹی وی دیکھتے رہنے کے بعد تنویر نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

''اگر اس کا یہ مقصد ہے تو وہ اپنا مقصد پورا کر چکا ہے۔ جب اس نے ریاست بالان میں اپنی کارروائیوں کا آغاز کیا تھا تب سے وہ دنیا بھر کے میڈیا کا موضوع گفتگو بنا ہوا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''عمران۔ ہم نے اسے روکنا ہے ورنہ یہ ہماری معیشت کو تباہ کر دے گا۔ ہماری کرنسی کی کوئی اہمیت نہیں رہے گی اور ہمارے

ملک میں ایسا بحران آ جائے گا جس میں ہم سب تنکوں کی مانند اڑ جائیں گے''...... روشی نے کہا۔ وہ سب اس حقیقت سے آگاہ تھے لیکن اس وقت روشی نے جو نقشہ کھینچا تھا تو اس کا اندازہ کر کے وہ سب لرز سے گئے تھے۔

''عمران صاحب۔ یہ صرف ہمارا ہی تو مسئلہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر گولڈ تو پوری دنیا کے لئے خطرہ ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''دنیا کو اس سے خطرہ تو ہے لیکن فوری نہیں کیونکہ فی الحال تو ڈاکٹر گولڈ پاکیشیا میں کارروائیوں میں مصروف ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ ایک وقت میں صرف ایک ملک میں کارروائی کر سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ڈاکٹر گولڈ پوری دنیا کے لئے خطرہ ہے تو پوری دنیا کے ممالک کو مل کر اس کے خلاف ایکشن لینا چاہئے۔ مل کر اسے تلاش کرنا چاہئے اور گرفتار کر کے عبرتناک سزا دینی چاہئے''...... صدیقی نے کہا۔

''ڈاکٹر گولڈ کی ستم ظریفیوں کا شکار فی الحال پاکیشیا ہے لہٰذا کسی اور ملک کو ابھی چین لینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ویسے بھی آج کل اسلام دشمن طاقتیں پاکیشیا کے خلاف متحدہ ہو چکی ہیں۔ پاکیشیا ان کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھ رہا ہے لہٰذا وہ یہ یہی چاہیں گے کہ پاکیشیا کے ساتھ جو ہوتا ہے ہونے دو۔ اس کے بعد وہ دیکھیں گے کہ کس ملک کی باری ہے اور اگلی باری کسی مسلمان ملک کی نہ

ہوئی تو پھر عالمی اجلاس طلب کئے جائیں گے اور اس مسئلے کے حل کے لئے سوچ و بچار کیا جائے گا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ پاکیشیا اور دیگر اسلامی ملک بھی عالمی برادری کا حصہ ہیں اور جب بھی عالمی برادری کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے اسلامی ممالک اس مسئلے کے حل کے لئے پیش پیش ہوتے ہیں لیکن جب کوئی مسلم ملک کسی مسئلے سے دوچار ہوتا ہے تو اس کے حل کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ یہ دوہرا معیار کیوں ہے۔ ٹینکوں پر بیٹھ کر گولہ بارود برسانے والے کیوں درست سمجھے جاتے ہیں اور ٹینکوں کا مقابلہ چھوٹے چھوٹے پتھروں سے کرنے والے دہشت گرد کیوں کہلاتے ہیں۔ معصوم، کمسن بچے ٹینکوں کے نیچے آ کر مارے جائیں تو کوئی حرج نہیں اور اگر انہیں مارنے والوں کے خلاف آواز بلند کی جائے تو آواز بلند کرنے والے مجرم گردانے جاتے ہیں''...... صفدر نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''میں بھی جانتا ہوں تم بھی جانتے ہو۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ازل سے دو طاقتیں آپس میں برسرپیکار ہیں اور یہ ابد تک رہیں گی۔ ایک حق کی طاقت ہے اور دوسری باطل کی۔ حق گو کم ہوتے ہیں اور باطل کے ماننے والے زیادہ۔ اس لئے بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ باطل جیت گیا ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوتا۔ ظاہری طور پر شکست کھانے کے باوجود بھی حق ہمیشہ فتح یاب ہوتا

ہے اور پوری دنیا بہرحال یہ بات تو جانتی ہے کہ اسلام حق ہے اور اسلام کے خلاف طاقتیں باطل۔ اس لئے باطل طاقتیں اسلام کے خلاف متحد رہتی ہیں لیکن ہمیں گھبرانے اور پریشان ہونے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ آخری جیت حق ہی کی ہوتی ہے''۔ عمران نے انہیں سمجھانے والے انداز میں کہا تو ان سب نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلائے۔

''عمران۔ باتیں بہت ہو چکی ہیں ہمیں ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں سوچنا ہے۔ وہ کس بل میں چھپا ہوا ہے اور اسے اس بل سے کیسے نکالنا ہے۔ ان دو کارروائیوں میں پاکیشیا کو اربوں ڈالرز کا نقصان ہو چکا ہے اور اگر ڈاکٹر گولڈ کی کارروائیاں یونہی جاری رہیں تو چند دنوں میں ہمیں مزید اربوں ڈالرز کا نقصان ہو سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''جولیا۔ ڈاکٹر گولڈ کے بل کا جو راستہ ہے وہ گولڈ سرکل کہلاتا ہے صرف اسی راستے پر چل کر ہم ڈاکٹر گولڈ تک پہنچ سکتے ہیں''۔ عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''لیکن گولڈ سرکل کے جو آدمی پکڑے گئے ہیں ان کا کہنا ہے کہ ڈاکٹر گولڈ کو تو راڈان بھی نہیں جانتا۔ یہاں تک کہ راڈان کی تو ڈاکٹر گولڈ سے ملاقات بھی نہیں ہوئی''...... صدیقی نے کہا۔

''ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو لیکن اس کے باوجود اگر ہمیں ڈاکٹر گولڈ کا کوئی نشان مل سکتا ہے تو گولڈ سرکل سے ہی مل سکتا ہے

کیونکہ گولڈ سرکل اس کی بنائی ہوئی تنظیم ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس کا تو پھر ایک ہی حل ہے''...... چوہان نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''وہ کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہم ایکریمی میک اپ ختم کر دیں اور خود کو اوپن کر لیں لیکن رہیں سب الگ تھلگ۔ لازماً گولڈ سرکل ہمیں ٹریس کر کے اغوا کر لے گی۔ اس کے بعد ہم راڈان یا گولڈ سرکل کے کسی اور اہم آدمی کو قابو کر کے اس سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''تجویز تو تمہاری اچھی ہے جس پر عمل کیا جا سکتا ہے اور ہم اس پر عمل کریں گے بھی۔ اس کے علاوہ میں اپنے ذرائع سے بھی میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ ہم جلد ہی کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ میری بھی ایک تجویز ہے''...... روشی نے کہا تو عمران نے اس کی طرف دیکھا۔

''ہاں بولو۔ ہم سن رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جوانا کو کچھ دنوں کے لئے یہاں اپنا کردار ادا کرنے دیا جائے''...... روشی نے کہا۔

''یعنی یہ ایک بار پھر پیشہ ور قاتل بن جائے''...... جولیا نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ماسٹر کلرز ایک بہت بڑا نام تھا۔ اب اگر جوانا دوبارہ منظر عام پر آتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس سے ہمیں کوئی فائدہ ہو جائے۔ ہمیں انڈر ورلڈ سے کوئی ایسی خبر مل جائے جس سے ڈاکٹر گولڈ یا گولڈ سرکل کو ٹریس کرنے میں آسانی ہو جائے“...... روشی نے کہا۔

”میں ٹائیگر اور جوانا کو یہاں لایا بھی تو اسی مقصد کے لئے ہوں“...... عمران نے کہا۔

”پھر میرے خیال میں یہی بہتر رہے گا کہ ٹائیگر ایکریمین میک اپ میں جبکہ جوانا اپنی اصل شکل میں انڈر ورلڈ میں گھو پھرے۔ جبکہ باقی ہم سب اپنی اصلی شکلوں میں مختلف جگہوں گھومتے پھرتے ہیں۔ جولیا بھی پاکیشیائی میک اپ کر لے۔ انشاء اللہ ہم جلد ہی کوئی اہم کلیو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے“...... تنویر نے کہا۔

”عمران صاحب۔ تنویر نے ٹھیک بات کہی ہے نا“...... صدیقی نے عمران سے پوچھا۔

”تنویر بس ایک ہی غلط بات کہتا ہے۔ اس کی باقی باتیں ٹھیک ہوتی ہیں“...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”کون سی غلط بات“...... جولیا نے بے خیالی میں پوچھ لیا۔

”بہن جوان ہے اور اس کی شادی کے لئے سنجیدہ ہی نہیں ہوتا“...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تنویر کی کوئی بہن بھی ہے“...... روشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں تمہاری فضول اور گھٹیا باتوں کا جواب دینا پسند نہیں کرتا“...... تنویر نے غصے سے کہا۔

”تمہیں بہن کہنا اور سمجھنا اس کے نزدیک فضول اور گھٹیا بات ہے“...... عمران نے جولیا سے کہا۔

”تم تنویر کو بہت تنگ کرتے ہو۔ اگر کسی دن تنویر نے تمہیں شوٹ کر دیا تو میں اپنی رپورٹ میں تمہارا ہی قصور لکھوں گی اور تنویر کو بے قصور ٹھہراؤں گی۔ سمجھے تم۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ۔ بلاوجہ تنویر کو تنگ نہ کیا کرو“...... جولیا نے غصیلے لہجے میں عمران سے کہا۔ جولیا کو اپنی حمایت میں بولتے دیکھ کر تنویر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

”جولیا۔ اگر یہ اب تک میرے ہاتھوں سے بچا ہوا ہے تو صرف تمہاری وجہ سے بچا ہوا ہے ورنہ تو میں اسے کب کا گولی مار چکا ہوتا“...... تنویر نے خوشگوار موڈ میں کہا۔ جولیا کی باتوں نے اس کا موڈ بھی بہت خوشگوار کر دیا تھا۔

”تنویر۔ تم اس کی باتوں کی پرواہ کرنا چھوڑ دو۔ یہ تو جان بوجھ کر تمہیں چڑاتا ہے“...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اس کے منہ لگنا تو بے وقوفی ہی ہے“۔ تنویر نے کہا۔

"ہمارا اصل موضوع تو پھر درمیان میں ہی رہ گیا ہے اور ادھر ادھر کی فضول باتیں شروع ہوگئی ہیں''...... صفدر نے کہا۔

"یہ عمران کا ہی کمال ہے کہ یہ کمال خوبی سے کام کی باتوں کو فضول باتوں میں تبدیل کر دیتا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پھر اب فائنل بات کی جائے کہ کیا کرنا ہے''...... چوہان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جولیا پاکیشیائی میک اپ کر لے گی اور روشی کے ساتھ مختلف ہوٹلوں اور کلبوں کے چکر لگائے گی جبکہ ٹائیگر اور جوانا الگ الگ زیر زمین دنیا میں گھومیں پھریں گے اور ہنگامے کریں گے جبکہ باقی ہم بھی مختلف ہوٹلوں اور کلبوں کے چکر لگائیں گے''...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ جوانا یہاں ماسٹر کلرز والا جوانا کیسے بن سکتا ہے۔ گولڈ سرکل کے آدمی اسے ہمارے ساتھ دیکھ چکے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ ان کی قید میں رہا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ گولڈ سرکل کے آدمیوں نے جوانا کو ہمارے ساتھ دیکھا تو ہے لیکن انہوں نے شاید ماسٹر کلرز کا نام نہیں سنا ہوا۔ بہرحال اس کے باوجود میں جوانا کے چہرے پر چند ایسی تبدیلیاں کر دوں گا کہ اگر اب گولڈ سرکل کے آدمی اسے دیکھیں گے تو اچھی طرح پہچان نہیں سکیں گے کہ یہ وہی ہے جو بلیک ہاؤس میں قید رہا ہے

اور اس کے پرانے واقف کار بھی اسے تھوڑے سے تردد کے ساتھ ہی پہچانیں گے۔ فوراً نہیں پہچانیں گے''...... عمران نے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔ انہیں شک نہیں پڑنا چاہئے۔ شک کا فائدہ ہمیشہ ہمیں ہی ہوتا ہے''...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس طرح باتیں کرتے ہوئے رات گزر گئی۔ وہ سب تھوڑی دیر کے لئے سوئے تھے۔ اگلی صبح عمران نے خود جوانا کا معمولی سا میک اپ کیا۔ یہ میک اپ ایسا تھا کہ جوانا کا پرانا شناسا تھوڑی سی کوشش کے بعد اسے پہچان سکتا تھا۔ جوانا نے بہت سا وقت مختلف ہوٹلوں میں گزارہ تھا۔ اب دوپہر کے کھانے کا وقت تھا اور جوانا کھانے کھانے کے لئے پرنس ہوٹل آیا تھا۔ پرنس ہوٹل بہت پرانا اور جوانا کا پسندیدہ ہوٹل تھا۔ جوانا جب ایکریمیا میں رہتا تو اکثر اسی ہوٹل میں کھانا کھاتا تھا۔ اب بھی سڑک سے گزرتے ہوئے اسے پرنس ہوٹل نظر آیا تو اس نے یکدم ہی کار کو بریک لگا دی تھی اور اس ہوٹل میں کھانا کھانے کا فیصلہ کیا تھا۔

پرنس ہوٹل کے ہال میں داخل ہو کر اس نے ہال کا جائزہ لیا۔ ہال میں بہت سی تبدیلیاں آ چکی تھیں۔ وہ چند لمحے تو دروازے کے قریب کھڑا رہا پھر ایک خالی میز کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا ایک ویٹر اس کے سر پر مسلط ہو گیا۔ یہ ویٹر نیا تھا۔ اگر پرانا ہوتا تو اسے جوانا کے قریب آنے کی جرأت ہی نہ ہوتی۔ جب وہ یہاں رہتا تھا تو کوئی اس کے قریب آنے کی ہمت نہیں کرتا تھا۔

''سر۔ آرڈر پلیز''...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو جوانا نے اسے گھور کر دیکھا۔

''تمہیں اس ہوٹل میں کام کرتے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے''۔ جوانا نے خشک لہجے میں اس سے پوچھا۔

''سر۔ پانچ سال تو ہو چکے ہیں''...... ویٹر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہاں پرانے ویٹرز بھی کام کر رہے ہیں یا ان کی چھٹی کرا دی گئی ہے''...... جوانا نے ویٹر سے ایک اور سوال پوچھا۔

''سر۔ تین چار پرانے ویٹر بھی ابھی تک یہاں کام کر رہے ہیں''...... ویٹر نے کہا۔

''ان پرانے ویٹروں میں سے کسی ایک کے ساتھ میرے پاس آؤ۔ اب جاؤ''...... جوانا نے سخت لہجے میں کہا تو وہ ویٹر حیران و پریشان ہوتا ہوا اس سے دور چلا گیا۔

''سر۔ آپ نے مجھے بلایا''...... چند لمحوں بعد جوانا کو آواز سنائی دی تو اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ یہ پرنس ہوٹل کا پرانا ویٹر ہیڈلی تھا۔ جوانا نے اسے پہچان لیا تھا اور پھر جوانا کو غور سے دیکھنے کے بعد ہیڈلی کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھر آئی۔

''اوہ۔ اوہ۔ سس۔ سس۔ سر۔ آپ۔ آپ۔ اتنے عرصے بعد''...... ہیڈلی نے اسے پہچاننے کے بعد گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں میں جوانا۔ لیکن تم گھبرا کیوں رہے ہو۔ جوانا کبھی مزدور پیشہ افراد کے لئے تو خطرناک نہیں رہا''...... جوانا نے نرم انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نہیں سر۔ میں گھبرا تو نہیں رہا۔ مجھے تو خوشی ہو رہی ہے کہ آپ جیسا معزز گاہک دوبارہ ہمارے ہوٹل میں آ گیا ہے۔ یہ ہمارے ہوٹل کی خوش قسمتی ہے''...... ویٹر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ یہ بتاؤ کہ پرانے لوگوں میں سے اب کتنے آدمی یہاں موجود ہیں''...... جوانا نے اس سے پوچھا۔

''سر۔ پرانے لوگوں میں سے تو چند افراد ہی باقی رہ گئے ہیں۔ لاسٹر صاحب سپروائزر ہوتے تھے آج کل اسسٹنٹ مینجر ہے۔ میں ویٹر سے ہیڈ ویٹر بن چکا ہوں''...... ہیڈلی نے کہا۔

''لاسٹر۔ اب اسسٹنٹ مینجر ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں اس سے مل لوں۔ پھر کھانا کھاؤں گا۔ اس کا کمرہ تو مینجر کے کمرے کے قریب ہی ہو گا''...... جوانا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ مینجر صاحب کے ساتھ والا کمرہ اسسٹنٹ مینجر صاحب کا ہے''...... ہیڈلی نے کہا تو جوانا سیڑھیوں کے قریب بنی ہوئی گیلری کی طرف بڑھنے لگا۔ اس گیلری میں ہوٹل سٹاف کے آفس تھے۔ جوانا اس ہوٹل کے چپے چپے سے واقف تھا۔ گیلری میں ایک دروازے کے اوپر اسسٹنٹ مینجر کی نیم پلیٹ لگی ہوئی

تھی۔ جوانا نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھل گیا۔ جوانا کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرے میں ایک میز کے پیچھے درمیانے قد اور چھوٹی آنکھوں والا لاسٹر بیٹھا ہوا تھا۔ لاسٹر کی آنکھیں تو چھوٹی تھیں لیکن ان میں چمک بہت تیز تھی۔ جوانا اسے ذاتی طور پر جانتا تھا۔ یہ لاسٹر انتہائی عیار اور مکار انسان تھا۔ یہ جوانا کے دور میں کئی چھوٹے چھوٹے جرائم میں ملوث رہتا تھا۔

''ہیلو لاسٹر۔ کیسے ہو تم''...... کمرے میں داخل ہونے کے بعد جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے پاؤں دوسری کرسی پر رکھ لئے۔

''تم۔ تم۔ اوہ۔ اوہ۔ تم تو جوانا ہو۔ اوہ مائی گاڈ۔ تم کتنے عرصے بعد نظر آئے ہو''...... جوانا کے کرسی پر بیٹھنے کے انداز پر پہلے تو لاسٹر کو غصہ آیا تھا لیکن پھر جیسے ہی اس نے جوانا کو پہچانا اس کا غصہ دور ہو گیا اور اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''شکر ہے تم نے پہچان لیا''...... جوانا نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''جوانا۔ تم تو نیو وارک کی پہچان ہو۔ تمہیں بھلا کون بھول سکتا ہے۔ ٹھہرو۔ کھانے کا وقت ہے میں تمہارے لئے کچھ منگواتا ہوں۔ اس کے بعد ہم باتیں کریں گے''...... لاسٹر نے اس مرتبہ بے تکلفانہ انداز میں کہا پھر اس نے انٹرکام پر کھانے کا آرڈر دیا۔

''جوانا۔ کتنا اچھا دور تھا تمہارا۔ پورے ایکریمیا پر تمہاری دہشت تھی۔ ماسٹر کلرز کا نام سن کر بڑے بڑے سورما بے ہوش ہو جاتے تھے''...... جوانا کے کھانا کھانے کے بعد لاسٹر نے کہا۔

''تم پر بھی تو کپکپی طاری ہو جاتی تھی''...... جوانا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''جس طرح سب لوگ تم سے ڈرتے تھے اسی طرح میں بھی ڈرتا تھا''...... لاسٹر نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ اب میں خطرناک نہیں رہا''...... جوانا نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ لیکن تمہاری وہ تنظیم اور تمہارے ساتھی۔ وہ سب کہاں گئے''...... لاسٹر نے گھبرا کر کہا۔

''کہیں نہیں گئے۔ میں اب بھی وہی جوانا ہوں۔ اب میں نے دوبارہ وہی کام شروع کر دیا ہے جو پہلے کرتا تھا۔ کچھ عرصہ کے لئے میں افریقہ چلا گیا تھا تا کہ وہاں بھی اپنی دہشت پھیلاؤں۔ دہشت تو میں نے خوب پھیلائی لیکن نیو وارک روشنیوں کا شہر ہے۔ میں ان روشنیوں کو بھلا نہیں پایا اس لئے اب میں اپنی تنظیم سمیت واپس آ گیا ہوں۔ اب چند دنوں میں ہی نیو وارک پر ماسٹر کلرز اسی طرح چھائے ہوئے ہوں گے جس طرح ماضی میں چھائے ہوئے تھے''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے بھی سنا تھا کہ تم کسی اور ملک چلے گئے ہو اور

میں حیران تھا کہ بھلا کوئی شخص نیو وارک جیسے شہر کو چھوڑ کر بھی کہیں اور جا سکتا ہے“...... لاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب میری باتیں چھوڑو اور اپنی باتیں کرو۔ تم بھی تو چھوٹے موٹے جرائم کیا کرتے تھے۔ تم نے کوئی ترقی بھی کی ہے یا ابھی تک وہیں کھڑے ہو“...... جوانا نے کہا۔

”تم تو جانتے ہو جوانا۔ میں شریف آدمی ہوں اور ہمیشہ سے شریف رہا ہوں۔ البتہ کبھی کبھی کوئی سودا وغیرہ کرا دیتا ہوں اور اپنا کمیشن لے لیتا ہوں۔ خطرناک کاموں میں خود ہاتھ نہیں ڈال سکتا“...... لاسٹر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ ہوٹل تمہارا اپنا ہے“...... جوانا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”یہ پینتالیس فیصد میرا ہے اور پچپن فیصد مسٹر ڈی کا۔ اس لئے مسٹر ڈی یہاں کا مینجر اور میں اسسٹنٹ مینجر ہوں“...... لاسٹر نے کہا۔

”سنو لاسٹر۔ میں افریقہ سے بہت زیادہ تجربہ، بہت زیادہ طاقت اور بہت زیادہ وسائل حاصل کر کے آیا ہوں۔ ماسٹر کلرز اب پہلے سے کہیں زیادہ تیز اور خطرناک تنظیم ثابت ہو گی۔ ماسٹر کلرز پہلے بھی اپنے شکار کو پھڑکنے کا موقع نہیں دیتی تھی اور اب تو آخری سانسیں لینے کا موقع بھی نہیں دے گی لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ماسٹر کلرز کی کارکردگی میں وقفہ آ گیا ہے اس لئے کچھ لوگ ماسٹر کلرز کو بھول

چکے ہیں۔ میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں کہ اگر تمہارے پاس کوئی پارٹی ہو تو بتانا لیکن کام ہمارے معیار کا ہونا چاہئے۔ جو کام تم ہمارے لئے حاصل کرو گے میں اس کا تمہیں کمیشن دوں گا“۔ جوانا نے لاسٹر سے کہا۔

”او کے۔ میں تمہارے مطلب کا کام تلاش کرتا ہوں لیکن یہ بتاؤ کہ تم سے رابطہ کیسے ہو گا“...... لاسٹر نے کہا تو جوانا نے اسے سیل فون نمبر بتا دیا۔ یہ سیل فون نمبر انہوں نے ایکریمیا سے ہی حاصل کئے تھے جو ایکریمی کمپنی کی ہی تھے۔

”او کے“...... نمبر بتانے کے بعد جوانا نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر لاسٹر بھی اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ جب جوانا اس کے کمرے سے نکل گیا تو وہ اپنی کرسی پر بیٹھ کر کچھ سوچنے لگا۔ وہ کچھ دیر تک بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبرز پریس کرنے لگا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو رے جان نے وسکی کا جام میز پر رکھا۔ رے جان بلٹ گروپ کا چیف تھا۔ بلٹ گروپ نیو وارک میں ہمہ قسمی جرائم میں ملوث رہتا تھا۔ یہ ہر قسم کی مجرمانہ کارروائی نہایت تیزی اور ذہانت سے کرتے تھے اور اپنے کسی جرم کا کوئی سراغ نہیں چھوڑتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ایکریمیا کی بڑی بڑی ایجنسیاں چاہنے کے باوجود بھی رے جان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتی تھیں۔ رے جان کو چند بار گرفتار کیا گیا تھا لیکن عدم ثبوت کی بناء پر عدالت نے اسے بری کر دیا اور بری ہونے کے بعد اس نے کروڑوں ڈالرز ہرجانے کا دعویٰ کیا تھا اور ایجنسیوں کو وہ ہرجانے ادا کرنے بھی پڑے تھے۔ لہٰذا اس پر ہاتھ ڈالنے کی کوئی بھی جرأت نہیں کرتا تھا۔ رے جان بظاہر شراب کا سپلائر تھا لیکن اس کا بلٹ گروپ انتہائی سفاک اور سنگدل آدمیوں پر مشتمل تھا۔

وسکی کی بوتل میز پر رکھنے کے بعد رے جان نے ٹیلی فون کو

گھور کر دیکھا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس رے جان اسپیکنگ"...... اس نے بارعب لہجے میں کہا۔

"باس سپیکنگ"...... دوسری طرف سے کرخت آواز سنائی دی تو رے جان یکدم چوکنا ہو گیا۔

"یس باس۔ حکم"...... رے جان نے یکدم ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"رے جان۔ ہمارے کچھ دشمن ایکریمیا آئے ہوئے ہیں اور تمہیں خبر ہی نہیں"...... دوسری طرف سے بدستور کرخت لہجے میں کہا گیا تو رے جان کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"باس۔ آپ کے دشمن ایکریمیا میں۔ یہ تو میرے لئے مر جانے کا مقام ہے۔ آپ اپنے دشمنوں کی نشاندہی کریں۔ اگر چند گھنٹوں کے اندر اندر آپ کے دشمنوں کی لاشیں آپ کے کتوں کے آگے نہ ڈالیں تو میں خود کو گولی مار لوں گا"...... رے جان نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"رے جان۔ وہ دشمن ایسے نہیں ہیں کہ تم انہیں جوش سے ختم کر سکو۔ وہ انتہائی تیز، چالاک اور خطرناک لوگ ہیں۔ انہیں جوش سے نہیں ہوش سے مارنے کی ضرورت ہے۔ اگر تمہارا وار خطا ہو گیا تو پھر نہ صرف وہ تمہارا خاتمہ کر دیں گے بلکہ وہ مجھ تک بھی پہنچ جائیں گے اور ان کا مجھ تک پہنچنا میرے لئے خطرناک ثابت ہو گا"...... دوسری طرف سے باس کی آواز سنائی دی تو رے جان کی

آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کا باس زندگی میں پہلی بار کسی کو خطرناک کہہ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا باس بذات خود انتہائی خطرناک انسان ہے جو در پردہ کئی مجرم گروپس کی پشت پناہی کرتا ہے۔ بلٹ گروپ انسانوں کو اس طرح مارتا تھا جیسے مکھی، مچھر مارے جائیں اور باس تو ان سب سے زیادہ سخت، سنگدل، ظالم اور بے رحم انسان ہے۔ وہ تو انسانوں پر بھوکے کتے چھوڑ دیتا ہے اور پھر ان کے مرنے کا تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ یہ اس کا باس ہی ہے جو زندہ انسان کے جسم میں بڑی بڑی کیلیں ٹھونک دیتا ہے اور جب وہ آدمی تڑپتا، چیختا، چلاتا ہے تو باس قہقہے لگاتا ہے۔ خوش ہوتا ہے اور اس کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگتی ہیں۔ باس کا کہنا ہے کہ اس جیسا طاقتور انسان ایکریمیا میں اور کوئی نہیں ہے اور اب وہی باس کہہ رہا ہے کہ اس کے چند خطرناک دشمن ایکریمیا آ چکے ہیں جو اس کے لئے خطرے کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس کے باس کے سامنے بھلا چند انسانوں کی حیثیت ہی کیا ہے۔ چند کیڑے مکوڑوں جیسی۔

"باس۔ چند انسان بھلا آپ کے لئے کیسے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں"...... رے جان اپنے باس کی کسی بات سے اختلاف نہیں کیا کرتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اس کا نتیجہ نہایت ہی خطرناک برآمد ہو سکتا ہے۔ باس سے کوئی سوال کرنا اپنی موت کو دعوت دینا ہے لیکن باس نے اس سے بات ہی ایسی کہی تھی کہ اس کی عقل

سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے عاری ہو گئی تھی۔ وہ اس قدر حیران ہوا تھا کہ اس نے بے اختیار باس سے سوال کر دیا تھا۔

"رے جان"...... دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے بہت سے درندے مل کر اور غضبناک ہو کر دھاڑے ہوں۔ باس کی دھاڑ سن کر رے جان کانپ کر رہ گیا۔

"سس۔ سس۔ سوری۔ سوری بب۔ باس۔ ویری سس۔ سوری"...... رے جان نے سر سے کر پاؤں تک کانپتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس کا جسم پسینے میں شرابور ہو گیا تھا۔

"تمہاری اتنی جرأت ہو گئی ہے کہ تم مجھ سے سوال کرنے لگے ہو"...... باس کی بدستور غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بب۔ باس۔ آپ بہت گریٹ ہیں۔ میں حقیر ہوں۔ انتہائی حقیر۔ کسی نالی کے گندے کیڑے کی مانند۔ مجھے معاف کر دیں۔ میں۔ میں آپ کی کسی بات سے اختلاف کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بس ایک بار۔ صرف ایک بار مجھے معاف کر دیں"...... رے جان نے منمناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو رے جان۔ اگر میں نے اپنے دشمنوں کو خطرناک کہا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ وہ خطرناک ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی ہرگز نہیں ہے کہ وہ ہم سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ دنیا کی مجرم تنظیموں میں اور مختلف ممالک کی سیکرٹ ایجنسیوں میں ان کی دہشت پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن ہم انہیں چٹکیوں میں مسلنے کی طاقت

رکھتے ہیں۔ تمہیں میں نے اس لئے خبردار کیا ہے کہ تم انہیں ایزی نہ لے لو۔ کیونکہ اگر تم نے انہیں آسان شکار سمجھ گا تو پھر وہ یقیناً تم پر حاوی ہو جائیں گے لیکن اگر تم نے انہیں طاقتور دشمن سمجھ کر اور سوچ سمجھ کر ان کے خلاف کارروائی کی تو پھر ان کا شکار اتنا مشکل نہیں ہو گا۔ یہ ہمارا ملک ہے۔ ہماری جڑیں یہاں بہت مضبوط ہیں۔ ہمیں یہاں ہر طرح کے وسائل حاصل ہیں جن سے ہمارے دشمن محروم ہیں لہٰذا ہم ہر لحاظ سے ان پر بھاری ہیں۔ بس تم نے ہوشیار رہنا ہے''...... دوسری طرف سے باس نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ اس گفتگو کے دوران باس کا لہجہ بھی نارمل ہو گیا تھا جس کی وجہ سے رے جان کی جان میں آ گئی تھی۔

''لیں باس۔ میں سب سمجھ گیا ہوں۔ دشمن چاہے کتنے ہی خطرناک کیوں نہ ہوں میں ان کے خلاف اب ایسی کارروائی کروں گا کہ وہ آپ کے قدموں میں پہلے تو ناک رگڑیں گے، گڑگڑا کر آپ سے اپنی زندگی کی بھیک مانگیں گے روئیں گے، چلائیں گے، تڑپیں گے اور پھر آپ کے قدموں میں ہی دم توڑ دیں گے''۔ رے جان نے اس مرتبہ ٹھوس لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ انہیں سسکا سسکا، تڑپا تڑپا کر مارا جائے۔ تاکہ دنیا میں ہماری دہشت پھیل جائے اور تم جانتے ہو کہ ہمارے یہ دشمن ہیں کون''...... باس کی آواز سنائی دی۔

''باس۔ ان دشمنوں کی نشاندہی ابھی آپ نے کرنی ہے''۔

رے جان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے ایشیائی ملک پاکیشیا کا نام سنا ہوا ہے''...... دوسری طرف سے باس نے پوچھا۔

''لیں باس۔ آج کل تو پاکیشیا پوری دنیا کے میڈیا کی نظر میں ہے۔ ڈاکٹر گولڈ پاکیشیا کے سونے کے ذخائر چرا رہا ہے''...... رے جان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس ملک پاکیشیا کی سیکرٹ سروس، سیکرٹ فیلڈ کی سب سے فعال اور خطرناک ایجنسی سمجھی جاتی ہے اور یہ ان دنوں ایکریمیا آئی ہوئی ہے۔ تم نے اس ایجنسی کو تلاش کر کے اس کے تمام آدمیوں کا خاتمہ کرنا ہے''...... دوسری طرف سے باس کی آواز سنائی دی۔

''باس۔ بلٹ گروپ دشمنوں کو تلاش کرنے اور انہیں ٹھکانے لگانے کا ایکسپرٹ ہے۔ اب آپ بے فکر ہو جائیں۔ میں جلد ہی آپ کو ان دشمنوں کی موت کی خوشخبری سناؤں گا''...... رے جان نے کہا۔

''اوکے۔ اگر اس دوران کوئی اہم بات ہو جائے تر تم نے فوری طور پر مجھ سے رابطہ کرنا ہے''...... باس نے کہا۔

''آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی باس''...... رے جان نے کہا تو دوسری طرف سے کال منقطع ہو گئی۔ رے جان نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور اس کے بعد سوچنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کا بلٹ گروپ دنیا کا خطرناک ترین گروپ ہے لیکن باس کی

نظروں میں ان سے بھی زیادہ خطرناک لوگ موجود تھے۔ وہ کچھ دیر تک ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں سوچتا رہا۔ پھر اس نے اپنے اسسٹنٹ اینڈی کو ہدایت دینے کا سوچا اور ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن ابھی اس کا ہاتھ رسیور تک نہیں پہنچا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس طرح گھنٹی بجنے پر وہ چونکا اور پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ریے جان اسپیکنگ"...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں پرنس ہوٹل سے لاسٹر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے لاسٹر کی آواز سنائی دی۔ پرنس ہوٹل بلٹ گروپ کی ملکیت تھی اور لاسٹر بلٹ گروپ میں کافی اہمیت رکھتا تھا۔

"ہاں لاسٹر۔ کس لئے فون کیا ہے"...... ریے جان نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ ایک الجھا ہوا معاملہ درپیش آ گیا ہے۔ وہ میں آپ سے ڈسکس کرنا چاہتا ہوں"...... لاسٹر نے کہا۔

"لاسٹر۔ تمہید میں مت پڑا کرو۔ جو کہنا ہے کہو"...... ریے جان نے کہا۔

"باس۔ فون پر تفصیل سے بات نہیں ہو سکے گی۔ آپ مجھے ملاقات کے لئے وقت دیں"...... لاسٹر نے کہا۔

"دیکھو لاسٹر۔ میرا وقت بہت قیمتی ہے اور اگر میں نے محسوس

کیا کہ تم نے میرا وقت ضائع کیا ہے تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا"...... ریے جان نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا وقت ضائع نہیں ہو گا"۔ دوسری طرف سے لاسٹر نے کہا۔

"اوکے۔ تم میرے آفس آ جاؤ"...... ریے جان نے کہا پھر اس نے کریڈل دبا دیا۔ دوبارہ ٹون آئی تو وہ نمبرز پریس کرنے لگا۔

"اینڈی اسپیکنگ"...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد اینڈی کی آواز سنائی دی۔

"اینڈی۔ تم میرے کمرے میں آؤ"...... ریے جان نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دو منٹ بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اینڈی کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں ریے جان کو سلام کیا اور ادب سے کھڑا ہو گیا۔

"اینڈی۔ ابھی کچھ دیر پہلے باس کا فون آیا ہے۔ ان کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس جو کہ دنیا کی خطرناک ترین سیکرٹ سروس بھی ہے۔ ان دنوں ایکریمیا آئی ہوئی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقصد ہمارے خلاف کارروائی کرنا ہے۔ اس لئے ہم نے اب نہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کرنا ہے بلکہ اس کا مکمل خاتمہ بھی کرنا ہے"...... ریے جان نے اینڈی سے کہا۔

"اوکے باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا"...... اینڈی نے اطمینان سے کہا۔

"کیسے خاتمہ ہو جائے گا۔ پہلے تو اسے ٹریس کرنا ہو گا اور اتنے بڑے شہر میں انہیں ٹریس کرنا کوئی آسان کام تو نہیں ہو گا"۔ رے جان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف کارروائی کرنے آئی ہے تو پھر ہمیں اسے تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ لوگ خود ہمیں تلاش کریں گے اور جیسے ہی ہمیں معلوم ہو گا کہ ہمیں کوئی گروپ تلاش کر رہا ہے ہم موت بن کر اس پر جھپٹ پڑیں گے"...... اینڈی نے کہا۔

"ہونہہ۔ بات تو تمہاری درست ہے لیکن باس نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمیں کیوں تلاش کر رہی ہے۔ اس کی ہمارے ساتھ کیا دشمنی ہے۔ اگر ہمیں یہ بات معلوم ہو جائے تو پھر ہم بہتر طور پر کارروائی کر سکتے ہیں"...... رے جان نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"یس باس۔ اگر یہ بات معلوم ہو جائے تو پھر کام بہت آسان ہو جائے گا"...... اینڈی نے کہا۔

"تم جاؤ اور انتظامات کرو۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ باس سے یہ بات معلوم کر لوں"...... رے جان نے کہا۔

"اوکے باس۔ ہم مشکوک قسم کے پاکیشیائی افراد کو ٹریس کرنے یا انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں"...... اینڈی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر رے جان کو سلام کر کے کمرے سے

باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد رے جان نے وال کلاک کی طرف دیکھا۔ لاسٹر کے آنے میں ابھی کچھ دیر تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ باس سے بات کرے یا نہ کرے۔ باس سے بات کر لینا ہی بہتر تھا یہی سوچ کر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور باس کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

"یس۔ باس اسپیکنگ"...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے باس کی کرخت آواز سنائی دی۔

"باس۔ رے جان بول رہا ہوں"...... رے جان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کس لئے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے باس نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ ایک الجھن آن پڑی ہے اس لئے آپ کو فون کرنے کی جسارت کی ہے"...... رے جان نے کہا۔

"تمہید میں وقت مت ضائع کرو۔ سیدھی سیدھی بات کرو"۔ باس نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ اگر ہمیں معلوم ہو جائے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف کیوں حرکت میں آئی ہوئی تو ہم اس کے خلاف زیادہ بہتر انداز میں کام کر سکتے ہیں"...... رے جان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس براہ راست

ہمارے خلاف حرکت میں نہیں ہے۔ یہ ایجنسی یہاں گولڈ سرکل کے خلاف کام کرنے کے لئے آئی ہوئی ہے۔ گولڈ سرکل خود بھی ایک بہت بڑی تنظیم ہے اور وہ اس ایجنسی کے خلاف متحرک ہے۔ لیکن اس نے بلٹ گروپ کی خدمات بھی ہائر کی ہیں۔ بلٹ گروپ کے ساتھ ساتھ دوسرے گروپس کو بھی ان کے خلاف ہائر کیا گیا ہے اور ان سب نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنا ہے۔ گولڈ سرکل نے ہمیں ہمارا معاوضہ دے دیا ہے ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی ہے لیکن اگر ہم سے پہلے کوئی اور گروپ یا تنظیم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیتی ہے تو اس سے ہمارے معاوضے پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ہم نے جو معاوضہ طلب کیا ہے وہ ہمیں مل چکا ہے''...... دوسری طرف سے باس نے طویل بات کرتے ہوئے کہا۔

''باس۔ اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کس مقصد کے لئے آئی ہے۔ اب میں اس کے خلاف بھرپور کارروائی کر سکوں گا''...... رے جاننے اس مرتبہ مطمئن انداز میں کہا۔

''تم گولڈ سرکل کے بارے میں کیا جانتے ہو''...... دوسری طرف سے باس نے پوچھا۔

''باس۔ اس کے بارے میں، میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ یہ ایک عالمی تنظیم ہے۔ جس کا چیف کوئی سائنس دان ہے جو ساری دنیا کے سونے پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ ڈاکٹر گولڈ نہ صرف خود خفیہ رہتا

ہے بلکہ گولڈ سرکل کے دیگر بڑے بھی خفیہ رہتے ہیں اس لئے مجھے یقین ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نہ ڈاکٹر گولڈ تک پہنچ پائے گی نہ گولڈ سرکل کے کسی اور اہم آدمی تک۔ البتہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس تک ضرور پہنچ جائیں گے اور پھر اس ایجنسی کے ایجنٹ ہمارے ہاتھوں سے بچ نہیں سکیں گے''...... رے جان نے باس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہمیں ایک ٹاسک ملا ہے ہم نے اس پر کام کرنا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے اور نہ ہی ہونی چاہئے کہ ڈاکٹر گولڈ کون ہے اور گولڈ سرکل کی جڑیں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ہم صرف ایکریمیا تک محدود ہیں جبکہ ان لوگوں کی جڑیں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ ہم سے زیادہ باوسائل اور طاقتور لوگ ہیں۔ ہم سے کام لینے میں بھی ان کا اپنا کوئی مقصد ہو گا ورنہ تو گولڈ سرکل مگرمچھ اور بلٹ گروپ ایک چھوٹی سی مچھلی ہے''...... دوسری طرف سے باس نے کہا۔

''باس۔ چونکہ یہ باتیں آپ نے کہی ہیں اس لئے درست ہی کہی ہوں گی۔ ہم آپ کے غلام ہیں آپ ہمارے بارے میں بہتر جانتے ہیں''...... رے جان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''رے جان۔ ایک بات کا ہمیشہ خیال رکھنا۔ اس دوران اور آئندہ گولڈ سرکل کی کھوج میں مت رہنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مگرمچھ، چھوٹی مچھلیوں کو ہڑپ کر جائے''...... دوسری طرف سے باس کی

سرد آواز سنائی دی اور باس کے لہجے میں جو دھمکی تھی وہ بھی رے جان نے محسوس کر لی۔

"باس۔ رے جان تو صرف اور صرف آپ کا غلام ہے اور آپ کے حکم کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا"...... رے جان نے اس مرتبہ خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ مجھے تمہاری طرف سے جلد سے جلد کامیابی کی رپورٹ چاہئے"...... باس نے ایک بار پھر سرد آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ رے جان نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ باس کا گولڈ سرکل سے کوئی گہرا تعلق ہے اور یہ بات مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکی"...... رے جان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... رے جان نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ گیٹ پر پرنس کلب سے لاسٹر صاحب تشریف لائے ہیں"......سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

"بھیج دو"...... رے جان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور لاسٹر کمرے میں داخل ہوا۔ رے جان کی ٹیبل کے قریب آ کر اس نے سلام کیا اور مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ لاسٹر"...... رے جان نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو لاسٹر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

لاسٹر چونکہ بلٹ گروپ کا ایک سینئر کارکن تھا اس لئے رے جان اسے اپنے ساتھ بٹھا لیتا تھا اور اس سے بہت زیادہ سخت لہجے میں بات بھی نہیں کرتا تھا لیکن ماتحت اور باس کے مابین فرق کو ملحوظ خاطر رکھتا تھا۔

"ہاں لاسٹر۔ کون سا ایسا مسئلہ پیش آ گیا ہے کہ تم میرے پاس دوڑتے چلے آئے ہو"...... رے جان نے کہا۔

"باس۔ کسی زمانے میں یہاں پیشہ ور قاتلوں کا ایک گروپ ہوتا تھا جس کا نام ماسٹر کلرز تھا۔ یہ انتہائی سفاک، ظالم، بے رحم اور خطرناک گروہ تھا"...... لاسٹر نے اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر کلرز۔ ہاں یہ نام میرے ذہن میں موجود ہے"...... رے جان نے سوچتے ہوئے کہا۔

"باس۔ اس گروپ کے تمام ممبر دنیا کے خطرناک ترین فائٹر سمجھے جاتے تھے۔ خاص طور پر ان کا لیڈر جوانا تو چٹان کی مانند تھا۔ وہ بھیڑیئے کی مانند خونخوار، چیتے کی طرح سفاک اور شیر کی طرح طاقتور اور دلیر تھا لیکن ایک بار اس گروپ کا مقابلہ ایک پاکیشیائی نوجوان سے ہوا۔ جوانا کے علاوہ ماسٹر کلرز کے باقی ممبر مارے گئے۔ اس نوجوان نے جوانا کو فائٹ میں شکست فاش دے دی اور

اس شکست کے بعد جوانا نے اس پاکیشیائی نوجوان کی غلامی قبول کر لی''...... لاسٹر نے کہا۔

''اس طرح کی اڑتی اڑتی باتیں میں نے بھی سنی ہوئی ہیں لیکن تم اس وقت ان باتوں کا ذکر کیوں کر رہے ہو''...... رے جان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''باس۔ کالے آدمیوں کی یہ خصوصیت ہے کہ اگر یہ کسی کی غلامی قبول کر لیں تو پھر زندگی بھر اس کے غلام رہتے ہیں۔ کبھی بھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔ جبکہ جوانا آج مجھے ملا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ وہ ایکریمیا واپس آ گیا ہے اور وہ دوبارہ اپنا گروپ بنا کر اپنے کام کا آغاز کر رہا ہے''...... لاسٹر نے کہا تو رے جان نے چونک کر دیکھا۔

''اگر جوانا یہاں آ کر دوبارہ اپنا کام شروع کر رہا ہے تو پھر تم کیوں پریشان ہو رہے ہو''...... رے جان نے لاسٹر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''باس۔ جوانا نے جس نوجوان کی غلامی قبول کی ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کا عیار ترین اور خطرناک ترین انسان ہے۔ اس کے ہاتھوں دنیا کی کئی تنظیمیں ختم ہو چکی ہیں اور پھر جوانا کا خاص طور پر مجھ سے ملنے کے لئے آنا اور مجھ سے کام کی ڈیمانڈ کرنا مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے۔ باس۔ اگر وہ شخص بلٹ گروپ کے خلاف کام کرنے آیا ہے تو ہم اس وقت شدید

خطرے میں ہیں''...... لاسٹر نے کہا اور اس کی آخری بات سن کر رے جان بری طرح چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ جوانا نے تم سے کس کام کی ڈیمانڈ کی ہے''۔ رے جان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو لاسٹر نے اسے جوانا کے ساتھ ہونے والی ملاقات کی تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ اوہ۔ لاسٹر تم تو ایک بڑی خبر لے کر آئے ہو۔ یہ لوگ تو واقعی بلٹ گروپ کے خلاف کام کرنے آئے ہیں''...... رے جان نے کہا۔

''باس۔ پھر اب میرے لئے کیا حکم ہے''...... لاسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''جوانا کسی مقصد کے لئے تمہیں اپنے جال میں پھنسانا چاہتا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم اسے اور اس کے ساتھیوں کو اس جال میں پھنسا لیں''...... رے جان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں آپ کی بات سمجھ نہیں سکا''...... لاسٹر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ باتیں تمہاری سمجھ سے بالا تر ہیں۔ اس لئے تم انہیں نہیں سمجھ سکو گے اور تمہیں سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ جس طرح میں تمہیں حکم دیتا ہوں تم اسی طرح کرتے جاؤ''...... رے جان نے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ آپ مجھے حکم دیں کہ میں نے کیا کرنا ہے۔

میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا''...... لاسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اب تم جوانا سے رابطہ کس طرح کرو گے۔ اس نے تمہیں اپنا ایڈریس دیا ہے''...... ریے جان نے کہا۔

''نو باس۔ ایڈریس تو نہیں دیا البتہ وہ مجھے اپنا سیل فون نمبر دے گیا ہے۔ میں جب چاہوں سیل فون پر اس سے رابطہ کر سکتا ہوں''۔ لاسٹر نے کہا۔

''اوکے۔تم اس سے رابطہ کرو اور اسے بتاؤ کہ تم نے اس کے لئے ایک پارٹی تلاش کی ہے''...... ریے جان نے کہا۔

''سر۔ اس جوانا کو ٹریپ کرنا ہے آپ مجھے بتائیں کہ میں اسے کہاں بلاؤں''...... لاسٹر نے کہا۔

''سنو لاسٹر۔ یہ جوانا اور اس کے ساتھی ہماری ہی تلاش میں آئے ہوئے ہیں۔ ان کا مقصد ہمیں ختم کرنا ہے لیکن ہم ان کا مقصد پورا نہیں ہونے دیں گے۔ ہم نے اس جوانا کو قابو کرنا ہے اور اس سے اس کے دیگر ساتھیوں کے بارے میں پوچھنا ہے اور پھر ان سب کو گرفتار کر کے برقی بھٹی میں ڈال دینا ہے''...... ریے جان نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ آپ مجھے بتائیں کہ اس جوانا کو کہاں بلانا ہے''...... لاسٹر نے کہا۔

''بلیو ایریا میں ہماری کوٹھی ہے ڈی نائن۔ اس جوانا کو وہیں بلوا

لو۔ وہ ایسی کوٹھی ہے کہ یہ جوانا چیخے چلائے گا بھی تو اس کی آواز باہر نہیں جائے گی''...... ریے جان نے کہا۔

''اوکے باس۔ میں بلیو ایریا پہنچ کر اس جوانا کو بلاتا ہوں اور پھر اسے بے ہوش کرنے کے بعد آپ کو کال کر لوں گا''...... لاسٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔ لیکن تم نے بہت زیادہ ہوشیار رہنا ہے۔ اگر معمولی سی غفلت ہوگئی تو اس کا انجام ہمارے لئے بہت ہی برا ہو گا''...... ریے جان نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

''کوئی کوتاہی نہیں ہو گی باس''...... لاسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ پھر اس نے ریے جان کو سلام کیا اور پندرہ منٹ بعد وہ بلیو ایریا کی کوٹھی نمبر ڈی نائن میں پہنچ گیا۔ ڈی نائن میں بلاٹ گروپ کے چار آدمی موجود تھے جنہوں نے لاسٹر کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا کیونکہ ریے جان نے انہیں لاسٹر کے بارے میں ہدایات کر دی تھیں۔ لاسٹر نے اپنی کار پورچ میں روکی اور ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ ڈرائنگ روم میں ٹیلی فون سیٹ موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور جوانا کے بتائے ہوئے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس جوانا اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے جوانا کی آواز سنائی دی۔

''جوانا۔ میں لاسٹر بول رہا ہوں''...... لاسٹر نے کہا۔

''ہاں بولو۔ کیا کوئی پارٹی ہاتھ لگ گئی ہے''...... دوسری طرف

سے جوانا نے پوچھا۔

"ہاں۔ تمہاری قسمت بہت ہی تیز ہے۔ تمہارے معیار کا ایک کام مل گیا ہے۔ تم مجھ سے کس وقت مل رہے ہو"...... لاسٹر نے کہا۔

"میں تمہیں ابھی مل لیتا ہوں۔ کیا مجھے پرنس ہوٹل آنا ہے"۔ جوانا نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں پرائیویٹ کاموں کی ڈیلنگ ہوٹل میں نہیں کرتا۔ تم بلیو ایریا میں ڈی نائن میں آ جاؤ۔ میں اس وقت اسی ایڈریس پر ہوں"...... لاسٹر نے کہا۔

"بلیو ایریا مجھ سے دس گیارہ منٹ کی ڈرائیو پر ہے۔ اوکے۔ میں دس بارہ منٹ میں پہنچ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے جوانا کی آواز سنائی دی۔

"میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں"...... لاسٹر نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور کریڈل پر رکھنے کے بعد وہ صوفے پر آ بیٹھا۔ صوفے کے پیچھے دیوار پر گھنٹی کا بٹن لگا ہوا تھا۔ اس نے وہ بٹن دبایا تو فوراً ہی ایک آدمی اندر آ گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... لاسٹر نے اس سے نام پوچھا۔

"سر۔ میرا نام جیکال ہے"...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جیکال۔ ابھی تھوڑی دیر میں ایک آدمی یہاں آ رہا ہے اور ہم نے اسے اس طرح بے ہوش کرنا ہے کہ اسے معمولی سا شک بھی

نہیں ہونا چاہئے۔ تم اسے یہاں ڈرائنگ روم میں لاؤ گے اور پھر ورنج جوس میں تیز اور سریع الاثر بے ہوشی کی دوا ملا کر لاؤ گے۔ جوس کے تم نے دو گلاس لانے ہیں ایک میرے لئے اور ایک اس کے لئے۔ بے ہوشی کی دوائی دونوں میں ہونی چاہئے اور چونکہ مجھے بے ہوش نہیں ہونا چاہئے اس لئے تم مجھے پہلے اس دوا کی اینٹی میڈیسن دو گے۔ تم اچھی طرح سمجھ گئے ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کیا چاہتا ہوں"...... لاسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ میں اورنج جوس میں بی ٹو ڈراپس ملا دوں گا۔ یہ بے بو، بے ذائقہ اور فوری اثر کرنے والے ڈراپس ہیں اور ان کے اینٹی ڈراپس بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ وہ میں ابھی آپ کو لا دیتا ہوں۔ آپ اس کے دو قطرے پی لیں تو بی ٹو ڈراپس آپ پر اثر نہیں کریں گے"...... جیکال نے کہا۔

"اوکے۔ جاؤ اور جلدی سے یہ کام کرو"...... لاسٹر نے کہا تو جیکال تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کی واپسی دو منٹ بعد ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ڈراپس کی ایک بوتل تھی۔

"سر۔ اس کے دو قطرے پی لیں"...... اس نے ڈراپس کی شیشی لاسٹر کو دیتے ہوئے کہا۔ لاسٹر نے اس سے شیشی لی اور ڈراپس کے دو قطرے زبان پر ڈال لئے۔ اس کے بعد اس نے شیشی جیکال کو واپس کر دی۔

"سر۔ اب چوبیس گھنٹوں تک آپ پر بے ہوش کر دینے والی

کوئی دوائی بھی اثر نہیں کرے گی''...... جیکال نے کہا تو لاسٹر نے اثبات میں سر ہلایا۔

''اوکے۔ اب تم گیٹ پر پہنچو۔ ہمارا شکار جس کا نام جوانا ہے آنے ہی والا ہے''...... لاسٹر نے کہا تو جیکال کمرے سے نکلتا چلا گیا جبکہ لاسٹر ایک رسالے کی ورق گردانی کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور جیکال، جوانا کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ جوانا کو دیکھ کر لاسٹر کے چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے رسالہ ایک طرف رکھا اور کھڑے ہو کر جوانا کا استقبال کیا۔

''یہ کوٹھی تمہاری اپنی ہے''...... رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد جوانا نے لاسٹر سے کہا جبکہ جیکال اس دوران کمرے سے باہر چلا گیا۔

''نہیں۔ رینٹ کی ہے او بزنس کے لئے لی ہوئی ہے۔ تم بیٹھو''...... لاسٹر نے کہا تو جوانا اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''لاسٹر۔ تم میرے معیار کو تو جانتے ہو۔ کام میرے معیار کا ہونا چاہئے''...... جوانا نے کہا۔

''کام ایسا ہے کہ تم کر ہی نہیں سکتے''...... لاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر یہ بات تم نے چند سال پہلے کہی ہوتی تو اس بات کے جواب میں تمہاری لاش یہاں تڑپ رہی ہوتی لیکن اس وقت میری

مجبوری ہے کہ میں اپنے بزنس کا آغاز زیرو سے کر رہا ہوں اور میری اسی مجبوری کو دیکھتے ہوئے تم میرا مذاق اڑا رہے ہو''...... جوانا نے اس مرتبہ سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں تمہارا مذاق نہیں اڑا رہا بلکہ میں نے تمہارے لئے کام ہی ایسا تلاش کیا ہے جو تمہارے لئے چیلنج ہے اور یہ میری ذاتی رائے کہ شاید تم یہ کام نہ کر سکو۔ بہرحال میری رائے غلط بھی ہو سکتی ہے''...... لاسٹر نے کہا۔ پھر اسی وقت دروازہ کھلا اور جیکال ٹرے مین اورنج جوس کے دو گلاس رکھے اندر آ گیا۔ اس نے ٹرے میز پر رکھ دی۔

''جوس تو تم ویسے ہی لے آئے ہو۔ تمہیں تو وسکی لانی چاہئے تھی۔ جوس لانے پر جوانا کہیں ناراض ہی نہ ہو جائے''...... لاسٹر نے جیکال سے سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں نہیں۔ وسکی کو رہنے دو۔ جوس ہی ٹھیک ہے۔ میں ناراض نہیں ہوں''...... جوانا نے کہا۔

''اب تم جاؤ۔ کچھ دیر بعد وسکی لے آنا''...... لاسٹر نے جیکال سے کہا تو وہ واپس چلا گیا۔

''ہاں اب بتاؤ کیا ٹارگٹ ہے جسے تم میرے لئے انتہائی مشکل کہہ رہے ہو''...... جیکال کے کمرے سے نکل جانے کے بعد جوانا نے لاسٹر سے پوچھا۔

''تم جوس لو۔ میں تمہیں ٹارگٹ بتاتا ہوں''...... لاسٹر نے سوچ

میں ڈوبے لہجے میں کہا پھر اس نے خود بھی جوس کے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ایک گلاس اٹھا لیا۔ دوسرا گلاس جوانا نے اٹھا لیا۔

''تم ایکریمین اسٹیٹ بینک کے گورنر کو جانتے ہو''...... لاسٹر نے جوس کا ایک گھونٹ بھرنے کے بعد پوچھا۔

''ہاں۔ جانتا ہوں۔ تو کیا یہ میرا ٹارگٹ ہے''...... جوانا نے کہا اور پھر اس نے جوس کے گلاس کو منہ لگایا۔

''ہاں۔ اور تم یہ بات بھی جانتے ہو گے کہ اس کی سیکورٹی کتنی سخت ہوتی ہے۔ یوں سمجھ لو کہ اسے صدر کے برابر سیکورٹی مہیا کی جاتی ہے''...... لاسٹر نے جوانا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں یہ بات جانتا ہوں کہ ایکریمین اسٹیٹ بینک کے گورنر کو خصوصی سیکورٹی مہیا کی جاتی ہے اور وہ ایک مشکل ٹارگٹ ہو گا لیکن ماسٹر کلرز نے ہمیشہ مشکل ٹارگٹ پر ہی کام کیا ہے۔ لہٰذا میں''...... جوانا بات کرتے کرتے رک گیا اور پھر اس نے لاسٹر کی طرف دیکھا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے لاسٹر بیٹھے بیٹھے جھومنے لگا ہو۔ جوانا کو یکدم ہی اس پر غصہ آ گیا اور وہ صوفے سے اٹھنے لگا لیکن اٹھتے اٹھتے وہ لڑکھڑایا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ پھرکی کی مانند گھومتا ہوا چھت کی طرف جا رہا ہو۔ پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ جیسے ہی جوانا بے ہوش ہوا لاسٹر ٹیلی فون کی طرف بڑھا اور رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کرنے لگا۔

''رے جان اسپکینگ''...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے رے جان کی کرخت آواز سنائی دی۔

''باس۔ میں لاسٹر بول رہا ہوں''...... لاسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں لاسٹر۔ کیا صورت حال ہے''...... رے جان نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ جوانا اس وقت بے ہوشی کی حالت میں میرے سامنے بے بس چوہے کی مانند پڑا ہوا ہے''...... لاسٹر نے کہا۔

''ویری گڈ۔ اسے بے ہوش کرنے میں کوئی دقت تو نہیں ہوئی''...... رے جان نے پوچھا۔

''نو باس۔ کوئی دقت نہیں ہوئی۔ میں نے اسے جوس میں بے ہوشی کی دوا ملا کر پلائی ہے اور یہ آرام سے بے ہوش ہو گیا ہے''...... لاسٹر نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اب تم اس جوانا کو اپنے ہیڈکوارٹر لے آؤ۔ ہم نے اس کی زبان کھلوانی ہے اور اس سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھنا ہے''...... رے جان کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ میں اسے ہیڈکوارٹر لا رہا ہوں''...... لاسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے جوانا کو فرنٹ گیٹ سے نہیں نکالنا۔ ممکن ہے کہ یہ اپنے کسی ساتھی کے ساتھ آیا ہو اور اس کا وہ ساتھی باہر موجود ہو۔ تم

نے کوٹھی کے عقبی دروازے سے نکلتا ہے اور عقبی گلی کو بھی پہلے اچھی طرح چیک کر لینا ہے۔ جب تم مطمئن ہو جاؤ تو پھر تم نے جوانا کو یہاں لانا ہے''...... دوسری طرف سے رے جان نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ نے بہت اہم ہدایات دی ہیں۔ ان پر عمل ہو گا''...... لاسٹر نے کہا۔

''تم جوانا کو لے آؤ پھر میں ڈی نائن میں موجود اپنے آدمیوں کو کچھ دنوں کے لئے وہاں سے ہٹا لیتا ہوں''...... رے جان کی آواز سنائی دی۔

''یس باس''...... لاسٹر نے کہا تو دوسری طرف سے کال منقطع ہو گئی۔ لاسٹر نے بھی رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے گھنٹی بجائی تو اگلے ہی لمحے جیکال اندر آ گیا۔ لاسٹر نے جیکال کو پچھلی گلی چیک کرنے اور ایک گاڑی وہاں پہنچانے کی ہدایت کی۔ اس کی ہدایت پر فوراً ہی عمل کیا گیا۔ اطمینان کر لینے کے بعد کوٹھی میں موجود چاروں آدمیوں نے مل کر جوانا کو اٹھایا اور پچھلے دروازے سے گلی میں لا کر کار میں ڈال دیا۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہے جوانا۔ جو ایک پاکیشیائی کیڑے کا غلام بن گیا تھا''...... لاسٹر، جوانا کو لے کر رے جان کے پاس پہنچا تو رے جان نے جوانا کو دیکھتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... لاسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ اس وقت

پنے ساتھیوں سمیت ٹارچر روم میں تھے۔

''ایسا کرو کہ اسے کرسی سمیت زمین میں جکڑ دو''...... رے جان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس''...... لاسٹر نے کہا پھر اس نے چار آدمیوں کو شارہ کیا کہ وہ جوانا کو اٹھا کر کرسی پر بیٹھائیں۔ وہ دیکھ چکا تھا کہ وانا ایک دو آدمیوں سے اٹھنے والا نہیں تھا۔ رے جان کے چار آدمیوں نے مل کر جوانا کو اٹھایا اور ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ لاسٹر اس وران بجلی کے بورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ جب جوانا کو کرسی پر بٹھا دیا گیا تو لاسٹر نے ایک بٹن دبایا اور جوانا کے جسم کے گرد راڈ کس گئے۔ جوانا کے راڈز میں جکڑے جانے کے بعد لاسٹر نے ایک اور ٹن دبایا تو جوانا جس کرسی پر جکڑا ہوا تھا وہ کرسی فرش میں اس لرح دھنسنے لگی جیسے کوئی آدمی دلدل میں دھنس رہا ہو۔ جوانا کرسی میت سینے تک فرش میں دھنس گیا تو کرسی کی حرکت رک گئی۔ اب وانا کا جسم سینے تک بازوؤں سمیت زمین میں دھنسا ہوا تھا اور وہ عمولی سی حرکت کرنے کے قابل بھی نہیں رہا تھا۔

''لاسٹر۔ اسے ہوش میں لے آؤ اور جیکی۔ تم جیگر کو بلا لاؤ''۔ رے جان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس''...... لاسٹر اور جیگر نے بیک زبان کہا۔ لاسٹر، جوانا کی طرف بڑھا جبکہ جیکی کمرے سے باہر چلا گیا۔ لاسٹر اینٹی ڈراپس ساتھ لے آیا تھا۔ اس نے جوانا کا منہ کھولا اور اس کی

زبان پر دو تین قطرے ڈراپس کے ڈال دیئے۔

''باس۔ یہ ابھی ہوش میں آ جائے گا''...... ڈراپس جوانا کے منہ میں ڈالنے کے بعد لاسٹر نے کہا۔ رے جان نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک طویل القامت آدمی جھومتا ہوا اندر داخل ہوا۔ وہ گوشت کا ایک پہاڑ لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں اس وقت سرخ ہو رہی تھیں اور یہ سرخی شراب نوشی کی کثرت کی وجہ سے تھی۔ اس کے چہرے پر زخموں کے کچھ مندمل نشان بھی تھے۔ اس کے چہرے پر ایک وحشت برس رہی تھی اور اس کے چلنے سے دھپ دھپ کی آواز پیدا ہو رہی تھی۔ ٹارچر روم میں داخل ہونے کے بعد وہ جھومتا ہوا رے جان کی طرف بڑھا۔ رے جان کے قریب پہنچ کر اس نے رے جان کو سلام کیا۔ اس دوران جوانا کے جسم میں بھی حرکت کے آثار پیدا ہو گئے۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا۔ رے جان اور لاسٹر اسے دیکھنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں جوانا ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن چونکہ وہ آدھے سے زیادہ فرش میں دھنسا ہوا تھا اس لئے اٹھنا تو درکنار وہ ایک انچ حرکت بھی نہ کر سکا۔ اس کی یہ کوشش لاشعوری تھی اور جب اس کی یہ کوشش ناکام ثابت ہوئی تو اس کا شعور بھی بیدار ہو گیا۔ اس نے اپنے سامنے دیکھا۔

''لاسٹر۔ کمال کی بات ہے''...... جوانا نے لاسٹر سے مخاطب ہو

کر کہا۔

''کیا کمال کی بات ہے''...... لاسٹر نے جوانا کے انداز گفتگو پر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''کمال کی بات ہی تو ہے کہ تم مجھے جانتے ہو اور پھر بھی تم نے مجھے دھوکا دیا ہے''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ خصوصی میکنزم کے ذریعے کرسی سمیت آدھے سے زیادہ فرش میں دھنسا ہوا تھا۔ اس کے سامنے اس کے دوست نہیں بلکہ دشمن کھڑے تھے۔ ان میں جیگر اپنے قدوقامت، شکل و صورت اور انداز سے وحشی قبائلی کا جلاد دکھائی دے رہا تھا۔ اسے دیکھ کر عام لوگوں کے دل میں ایک خوف سا بیٹھ جاتا تھا۔ ٹارچر روم کی دیواروں پر تشدد کے انتہائی خوفناک ہتھیار لٹکے ہوئے تھے۔ ان سب وجوہات کی بنا پر کمرے کا ماحول دل دہلا دینے والا ہو گیا تھا لیکن جوانا کے تو ماتھے پر بھی معمولی سی شکن نمودار نہیں ہوئی تھی۔ پریشان ہونا تو درکنار وہ تو لاسٹر کو آنکھیں دکھا رہا تھا۔ ایسے جیسے کہ وہ لاسٹر کی قید میں نہ ہو بلکہ لاسٹر اس کی قید میں ہو۔

''مسٹر جوانا۔ تمہیں معلوم ہے کہ تم اس وقت کہاں ہو۔ میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ تم اس وقت آدھے سے زیادہ قبر میں دھنس چکے ہو۔ اب تمہارا یہاں سے باہر نکلنا کسی بھی صورت ممکن نہیں۔ اب تمہاری موت بہرحال طے ہے۔ ہاں اب یہ تم چوائس کرو گے کہ تمہاری موت آسان یا اذیت ناک۔ اگر تم آسان موت چاہتے

ہو تو پھر تم ہمارے سوالوں کے جواب دو گے۔ جب سوال و جواب مکمل ہو جائیں گے تو تمہارے ماتھے پر گولی مار دی جائے گی جس سے تمہاری فوری اور آسان موت واقع ہو جائے گی اور اگر تم نے ہمارے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو تمہیں ایسی اذیتیں دی جائیں گی کہ تم گڑگڑا کر موت کی بھیک مانگنے لگو گے لیکن تمہیں موت کی بھیک نہیں بلکہ اس دیو کو دیکھ رہے ہو۔ اس کا نام جیگر ہے۔ یہ تمہیں ایسے دردناک مراحل سے گزارے گا کہ تم اپنی ماں کو بدعائیں دو گے کہ اس نے تمہیں جنم کیوں دیا''...... اس مرتبہ رے جان نے جوانا سے کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی سرد تھا اور اس کی باتیں سن کر جیگر زہریلے انداز میں مسکرانے لگا اور جوانا کو بھوکی نظروں سے دیکھنے لگا۔

''یہ بے چارہ چوہا۔ تم مجھے صرف ایک منٹ کے لئے کھول دو تو تمہارا یہ چوہا ابھی ناک رگڑتا ہوا نظر آئے گا''...... جوانا نے طنزیہ لہجے میں کہا تو جیگر کی سرخ آنکھیں اور زیادہ سرخ ہو گئیں اور اس کے چہرے کے عضلات پھڑکنے لگے۔

''باس۔ اس نے مجھے چوہا کہا ہے۔ میری انسلٹ کی ہے۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اسے کھول دو ابھی کھول دو۔ یہ مجھ سے فائٹ کرے''...... جیگر نے غصے سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اگر یہ ہماری بات نہیں مانتا تو پھر تم اپنی انسلٹ کا بھرپور بدلہ لینا۔ لیکن اگر یہ ہماری بات مان جاتا ہے تو پھر ہم اس سے کیا ہوا

وعدہ پورا کریں گے اور اسے آسان موت ماریں گے''...... رے جان نے سخت لہجے میں جیگر سے کہا تو وہ اپنے ہونٹ کاٹنے لگا۔

''دیکھو جوانا۔ تم عقلمند انسان ہو۔ اگر اب بھی تم عقلمندی کا مظاہرہ کرو تو میں تمہاری موت کے فیصلے پر نظر ثانی کر سکتا ہوں۔ تم بہادر انسان ہو اور بہادروں کو تھوڑی سی رعایت دی جا سکتی ہے''...... رے جان نے اس مرتبہ سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''او کے۔ تم پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... جوانا نے اس مرتبہ رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

''تم واقعی ذہین انسان ہو''...... رے جان نے جوانا کی تعریف کرتے ہوئے کہا لیکن وہ خاموش رہا۔

''یہ بتاؤ کہ کیا تم نے واقعی پاکیشیائی نوجوان علی عمران کی غلامی کر لی ہے''...... رے جان نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ایک حقیقت ہے''...... جوانا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ ہے تو یہ قابل شرم بات لیکن تمہارا ذاتی معاملہ ہے اس لئے ہم اس پر بات نہیں کرتے۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہارے دیگر ساتھی اس وقت کہاں ہیں''...... رے جان نے کہا۔

''میں صرف ایک آدمی کا غلام ہوں اور اس سے میرا تعلق ہے۔ باقیوں سے مجھے کوئی غرض نہیں ہے۔ وہ کہاں ہوتے ہیں کیا کرتے ہیں۔ میں ان کی خبر نہیں رکھتا''...... جوانا نے کہا۔

”اوکے۔ اسی ایک آدمی علی عمران کے بارے میں بتاؤ۔ وہ کہاں ہے“...... رے جان نے کہا۔

”وہ ایکریمیا میں ہی ہے“...... جوانا نے اس کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ تمہارا باس اپنے ساتھیوں سمیت ایکریمیا آیا ہوا ہے۔ میں تم سے اس کا ایڈریس پوچھ رہا ہوں“۔ رے جان نے اس مرتبہ سخت لہجے میں ہا۔

”تم اسے تلاش کرنے کی زحمت کیوں کر رہے ہو۔ وہ تو خود تمہاری تلاش میں ہے۔ کسی بھی وقت وہ یہاں پہنچ جائے گا“۔ جوانا نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ ہماری تلاش میں ادھر نہیں آئے گا کیونکہ وہ ایکریمیا میں ہمارے لئے نہیں آیا اور اس کے بارے میں مجھے یہ رپورٹ بھی ملی ہے کہ وہ ادھر ادھر بھاگنے کی بجائے اپنے ٹارگٹ کی طرف موو کرتا ہے اور چونکہ ہم اس کا ٹارگٹ نہیں ہیں اس لئے وہ ہمارے پیچھے نہیں آئے گا“...... رے جان نے کہا۔

”جب وہ تمہارے مقابلے پر نہیں آئے گا تو پھر تم اس کا راستہ روکنے کی کوشش کیوں کر رہے ہو“...... جوانا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ یہ ہمارا بزنس ہے۔ ہم نے اسے اور اس کے گروپ کو ختم کرنے کا معاوضہ لیا ہے اور اب ان کا خاتمہ کر کے ہی رہیں گے“...... رے جان نے کہا۔

”سنو مسٹر۔ میں تمہیں ایک مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں۔ اگر یہ تمہارا معاملہ نہیں ہے تو تم اس معاملے سے الگ ہو جاؤ۔ جو رقم تم نے پارٹی سے لی ہوئی ہے وہ واپس کر دو۔ ورنہ پرائی آگ میں کودنے سے جل مرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ملے گا“...... جوانا نے کہا۔

”تم اپنی بکواس اور اپنے مشورے اپنے پاس رکھو۔ ہم نے کیا کرنا ہے یہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ تم اپنے ساتھیوں کا ایڈریس بتاؤ“...... رے جان نے اس مرتبہ غصے سے کہا۔

”مجھے ان کا ایڈریس معلوم نہیں ہے“...... جوانا نے منہ بنا کر کہا۔

”میں نے تو سوچا تھا کہ بات پیار محبت سے طے ہو جائے لیکن تم کالے لوگ پیار محبت کے قابل ہو ہی نہیں۔ تم سے جتنی بھی نفرت کی جائے کم ہے“...... رے جان نے انتہائی نفرت آمیز لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے بھی نفرت کے لاوے ابلنے لگے تھے۔

”جیگر“...... رے جان نے غراتے ہوئے لہجے میں جیگر کو آواز دی۔

”یس باس“...... جیگر نے قدرے خم ہوتے ہوئے اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یہ سمجھ رہا ہے کہ یہ بہت مضبوط اعصاب کا مالک ہے اور تم اس کی زبان نہیں کھلوا سکتے“...... رے جان نے کہا۔

”باس۔ اس کی یہ سوچ انتہائی غلط ہے۔ یہ جیگر کے بارے

میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ جیگر تو وہ سفاک انسان ہے جو پیدائشی گونگوں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ جیگر کے سامنے تو جنگل کے خوفناک درندے چیخنا چلانا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تو میرے سامنے مچھر کی سی حیثیت رکھتا ہے''...... جیگر نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر شیر جال میں پھنسا ہوا ہو تو گیدڑ بھی اس کے سامنے آ جاتے ہیں۔ تم نے اس وقت جو بکواس کی ہے اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ تم بندھے ہوئے آدمی کو ہی غصہ دکھا سکتے ہو کسی آزاد انسان کے سامنے تم ہاتھ کیا زبان چلانے کی جرأت بھی نہیں کر سکتے''...... جوانا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ دراصل وہ چاہتا تھا کہ جیگر کو اتنا غصہ آئے کہ وہ رے جان سے کہہ کر جوانا کو فرش سے باہر نکال دے کیونکہ جوانا نے پوری قوت صرف کر لی تھی لیکن وہ ایک انچ بھی حرکت نہیں کر سکا تھا اور اگر وہ اسی حالت میں رہتا تو جیگر آسانی سے اس پر تشدد شروع کر دیتا۔ جیگر پر جوانا کی بات کا اثر جوانا کی توقع کے مطابق ہی ہوا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

''باس۔ یہ گیدڑ مجھے للکار رہا ہے۔ اسے آزاد کر دو۔ اس کے بعد دیکھنا کہ جیگر اس کا کیا حشر کرتا ہے''...... جیگر نے رے جان کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

''جیگر۔ فیصلے ہم نے کرنے ہوتے ہیں تم نے نہیں اور ہمارے

فیصلوں سے اختلاف کا انجام تو تمہیں معلوم ہی ہو گا''...... رے جان نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل نظر آنے لگا۔

''سس۔ سس۔ سوری۔ بب۔ باس۔ سوری۔ اس نے مجھے غصہ دلا کر اندھا کر دیا تھا۔ اب میں کبھی آپ کی بات سے اختلاف کی جرأت نہیں کروں گا۔ مجھے ایک بار معاف کر دیں''...... جیگر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رے جان کے سامنے ہاتھ بھی باندھ دیئے۔ رے جان اسے گھورنے لگا۔

''تم میرے قیمتی آدمی ہو اس لئے پہلی اور آخری بار معاف کر رہا ہوں''...... چند لمحوں تک جیگر کو گھورتے رہنے کے بعد رے جان نے کہا تو جیگر نے اس طرح طویل سانس لیا جیسے اس کے سر سے موت کا سایہ ٹل گیا تھا۔

''تھینک یو باس۔ میں آئندہ آپ کے سامنے گونگا بن کر رہوں گا''...... جیگر نے خوش سے معمور لہجے میں کہا۔

''جوانا کی زبان کھلوانے کے لئے تم کیا حربہ استعمال کرو گے''...... رے جان نے جیگر سے پوچھا۔

''باس۔ اس کے جسم کا جو حصہ فرش سے باہر ہے میں اس میں سے چند بوٹیاں کاٹ لیتا ہوں۔ پھر ان زخموں پر نمک، مرچیں ڈالتا ہوں۔ اگر پھر بھی اس نے زبان نہ کھولی تو پھر ان زخموں پر تیزاب ڈال دوں گا۔ اس عمل سے بھی اس کی زبان نہ کھلی تو اس کی شہ

رگ میں ہلکے تیزاب کا انجکشن لگا دوں گا۔ یہ تیزاب اس کے پورے جسم میں پھیل جائے گا اور اسے اندر سے آہستہ آہستہ کاٹنے لگے گا اور یہ ایک ایسے عذاب میں مبتلا ہو جائے کہ اس کی روح اس کے جسم کے اندر تڑپے گی اور اس کے جسم کا ساتھ چھوڑنے کی کوشش کرے گی لیکن کم از کم چار گھنٹوں سے پہلے اسے موت نہیں آئے گی“...... جیگر نے خوفناک لہجے میں کہا تو جوانا بجائے خوفزدہ ہونے کے مسکرانے لگا۔

”جسم کا گوشت کاٹنے اور ان میں نمک مرچیں بھرنے کا کام فضول ہے اور جوانا کے شایان شان بھی نہیں ہے اس لئے اسے تو رہنے دو۔ ہاں اسے تیزاب کا انجکشن لگا دو۔ یہ چار گھنٹوں تک سسکے گا، چلائے گا اور تڑپنے کی کوشش کرے گا لیکن تڑپ نہیں سکے گا کیونکہ اس کا جسم تڑپنے کے قابل نہیں ہے۔ یہ جو چار گھنٹے عذاب جھیلے گا وہ عذاب اس کی شان کے مطابق ہے“...... رے جان نے کہا۔

”او کے باس۔ میں اسے تیزاب کا انجکشن لگا دیتا ہوں“۔ جیگر نے کہا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور ایک انجکشن تیار کرنے لگا۔

”جوانا۔ احمق مت بنو۔ تم اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتا دو۔ پہلے تو میرا ارادہ تھا کہ اگر تم نے میرے سوالوں کے جواب دے دیئے تو میں تمہیں آسان موت ماروں گا لیکن اب میرا تم سے

وعدہ ہے کہ اگر تم اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتا دو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا“...... رے جان نے جوانا کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔

”رے جان۔ میں تم جیسے کتوں کے بھونکنے کی کبھی پرواہ نہیں کیا کرتا“...... جوانا نے منہ بنا کر کہا تو رے جان کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے۔

”اب۔ اب تمہیں عبرتناک موت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ تمہیں اپنے ساتھیوں کے نام بتانا بھی ہوں گے اور دردناک موت مرنا بھی ہوگا“...... رے جان نے چیختے ہوئے کہا۔

”رے جان۔ جس طرح ایک بچہ اپنے پسندیدہ کھلونے سے کھیلتا ہے نا۔ بالکل اسی طرح جوانا موت سے کھیلتا ہے۔ تم مجھے موت سے ڈرا رہے ہو“...... جوانا نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو رے جان کا غصہ اور زیادہ بڑھ گیا۔

”لگاؤ اسے انجکشن۔ میں دیکھتا ہوں۔ یہ کتنی دیر تک خاموش رہتا ہے“...... رے جان نے چیختے ہوئے کہا۔ جیگر اس دوران انجکشن تیار کر چکا تھا۔ رے جان کا حکم سن کر اس کے چہرے پر بھیانک مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ سرنج لئے جوانا کی طرف بڑھنے لگا۔

جوانا کو لاسٹر کا فون آیا تھا جس نے اسے بلیو ایریا ڈی نائن میں بلایا تھا۔ وہ جوانا کو کوئی کام دینا چاہتا تھا۔ جوانا، عمران سے اجازت لے کر چلا گیا۔

''تنویر اور ٹائیگر۔ تم دونوں جوانا کے پیچھے جاؤ لیکن الگ الگ۔ تم نے جوانا کو کور کرنا ہے لیکن اس طرح کہ جوانا کو بھی معلوم نہ ہو۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمارا کھیل شروع ہونے جا رہا ہے''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر اور تنویر اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ لاسٹر کا گولڈ سرکل سے تعلق ہے''۔ ان دونوں کے جانے کے بعد جولیا نے کہا۔

''میرا دل کہہ رہا ہے کہ ہمارا بہت وقت ضائع ہو گیا ہے اور اب ہم اپنے مقصد کی طرف بڑھنے لگے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم تو آپ کے دل کی بات کو رد نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کے دل کی باتیں عموماً سچ ثابت ہوتی ہیں''۔ صفدر نے

کہا۔

''کاش کہ جولیا بھی میرے دل کی بات رد نہ کرے''...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''تم کسی اور کو بے وقوف بنانا۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے سینے میں دل نام کی کوئی چیز نہیں''...... جولیا نے کہا۔

''تم نے سنا روشی۔ جولیا کس طرح دل دکھانے کی باتیں کرتی ہے''...... عمران نے دکھی لہجے میں کہا۔

''میں بھی تمہاری اداکاری سے متاثر ہونے والی نہیں ہوں۔ جولیا نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے''...... روشی نے مسکرا کر کہا۔

''صفدر میاں۔ میرے بارے میں سب لڑکیاں یہی کہتی ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ مجھے الٹرا ساؤنڈ کرا لینا چاہئے تا کہ مجھے معلوم ہو سکے کہ میں دل والا ہوں یا لڑکیاں واقعی سچ کہتی ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا کچھ اور لڑکیاں بھی ہیں جو یہ بات کہتی ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بہت سی لڑکیاں ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو خود کو زیرو لینڈ کی ناگن کہتی ہے اور نام ہے اس کا تھریسیا''...... عمران نے کہا۔

''اگر وہ ناگن تمہیں اس قدر یاد آ رہی ہے تو پھر چلے جاؤ زیرو لینڈ میں۔ وہ لوگ تو تمہیں ویسے بھی سر آنکھوں پر بٹھانا چاہتے ہیں''...... جولیا نے جلے کٹے انداز میں کہا تو روشی کے ہونٹوں پر

مسکراہٹ آ گئی۔ روشی چونکہ جذباتی انداز میں نہیں سوچتی تھی اس لئے عمران کی باتوں کو سنجیدہ لیتی ہی نہیں تھی جبکہ جولیا کے سوچنے کا انداز مختلف تھا اس لئے وہ عمران کی ایسی باتوں کو فوراً محسوس کر لیتی تھی۔

”اگر میں زیرو لینڈ میں چلا گیا تو پھر تمہیں میری فکر رہا کرے گی“...... عمران نے کہا۔

”تمہاری فکر کرتی ہے میری جوتی“...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران یکدم ہی سنجیدہ ہو گیا۔

”تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ میں جیوں یا مروں تمہیں اس کی پرواہ نہیں ہے“...... عمران نے غمگین ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میرے کہنے کا مطلب یہی ہے۔ اب اور زیادہ اداکاری کے جوہر دکھاؤ“...... جولیا نے کچھ ایسے انداز میں بات کی کہ عمران بے اختیار مسکرانے لگا۔

”عمران صاحب۔ ڈاکٹر گولڈ نے پاکیشیا سے سونے کے دو ذخائر چرا کر پاکیشیا کی معیشت کو دھچکا پہنچایا ہے۔ پاکیشیا سٹاک مارکیٹ یکدم ڈاؤن ہو گئی ہے اور ڈالر کے مقابلے میں کرنسی ریٹ بھی گر گیا ہے“...... صدیقی نے گفتگو کا موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر گولڈ کو اس کا حساب دینا پڑے گا اور اس نے پاکیشیا سے جس قدر بھی سونا چرایا ہے وہ اس سے واپس حاصل کیا جائے گا۔ بلکہ میرا تو ارادہ ہے کہ ریاست بالان کا سونا بھی اسے واپس

دلا دیا جائے“...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ڈاکٹر گولڈ ایک سائنس دان ہے۔ وہ سائنس دان ہو کر ایک مجرم تنظیم کیسے چلا رہا ہے“...... چوہان نے کہا۔

”سائنس دان تو ہے لیکن مجرمانہ ذہنیت کا مالک ہے۔ گولڈ سرکل کا اس نے کوئی نہ کوئی سیٹ اپ بنایا ہو گا“...... عمران نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس طرح باتیں کرتے ہوئے کافی وقت گزر گیا۔ انہیں جوانا، تنویر یا ٹائیگر کے فون کا انتظار تھا۔ پھر ان کا یہ انتظار ختم ہوا اور عمران کے مخصوص سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس کا سیل فون میز پر رکھا ہوا تھا۔ اس نے سیٹ اٹھا کر دیکھا۔ سکرین پر ٹائیگر کے نمبر فلیش ہو رہے تھے۔ اس نے کال اوکے کا بٹن دبا کر سیٹ کان سے لگایا۔

”لیں۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) سپیکنگ“...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ٹائیگر بولا نہیں کرتے دھاڑا کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ تم جنگل کے ٹائیگر نہیں ہو اس لئے دھاڑ نہیں سکتے۔ بہرحال بولو۔ کیا بولنا چاہتے ہو“...... عمران نے کہا۔

”باس۔ جوانا کو بلیو ایریا ڈی ٹائن کی پچھلی جانب سے نکال کر کہیں اور لے جایا گیا ہے اور میں ان لوگوں کے تعاقب میں

ہوں۔ میں نے تنویر صاحب کو بھی اپنے پیچھے آنے کا کہہ دیا ہے''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ تعاقب کے اختتام پر رپورٹ کرنا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ کیا ٹائیگر گولڈ سرکل والوں کا تعاقب کر رہا ہے''...... جیسے ہی عمران نے کال کاٹی چوہان نے پوچھا۔

''اتنا تیز مت دوڑو۔ زیادہ تیز دوڑنے سے انسان گر بھی سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر نے کیا کہا ہے''...... روشی نے کہا۔

''بلیو ایریا ڈی ٹائن میں جوانا کو بے ہوش کر دیا گیا تھا اور اب اسے بے ہوشی کی حالت میں کہیں اور لے جایا جا رہا ہے۔ ٹائیگر اور تنویر دونوں ان لوگوں کے تعاقب میں ہیں''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پھر ہم یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔ ہمیں بھی چلنا چاہئے''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

''میں نے کہا نا کہ تیز مت دوڑو۔ ابھی وہ راستے میں ہیں۔ جب وہ اپنے کسی ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے تو پھر ہم بھی ان کے سروں پر پہنچ کر ان کی گردنیں دبا دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ مقامی میک اپ کر لینا زیادہ بہتر رہے گا تاکہ اگر اس دوران پولیس کی مداخلت ہو جائے

ز ہمیں مقامی سمجھ کر ہم سے کچھ رعایت برتے گی''...... صفدر نے شورہ دیتے ہوئے کہا۔

''میں تمہاری اس بات سے ایک سو دس فیصد اتفاق کرتا ہوں ہٰذا سب مقامی میک اپ کر لیں''...... عمران نے کہا۔ اب چونکہ بت کم تھا اس لئے وہ سبھی ایک ساتھ میک اپ کرنے لگے۔ وہ بھی میک اپ کر ہی رہے تھے کہ عمران کے مخصوص سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) پیکنگ''...... عمران نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں ٹائیگر۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''باس۔ گارڈن روڈ پر وسکی کا ایک گودام ہے جس کا نام کنگ کی سٹاک ہے۔ جوانا کو یہاں لایا گیا ہے اور میں نے اس بلڈنگ کے بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق یہ بلٹ گروپ کی بلڈنگ ہے۔ یہ بلٹ گروپ نیو وارک میں ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم ہمارا انتظار کرو۔ ہم آ رہے ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر کاٹ کال دی۔

''عمران۔ کیا بتایا ہے ٹائیگر نے''...... روشی نے پوچھا۔

''جوانا کو کسی بلٹ گروپ نے اغوا کیا ہے۔ جوانا اس وقت گارڈن روڈ پر کنگ وسکی سٹاک کی بلڈنگ میں موجود ہے''۔ عمران نے کہا۔

''بلٹ گروپ۔ ہونہہ۔ یہ تو عام سا گروپ ہے۔ اس گروپ کا گولڈ سرکل سے تعلق نہیں ہو سکتا''...... روشی نے مایوس سے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے کو دیکھتے ہوئے باقی افراد کا جوش بھی ٹھنڈا ہو گیا۔

''پھر سب کے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جاتا ہوں تو اور ٹائیگر کے ساتھ مل کر جوانا کو واپس لے آتا ہوں۔ تم ایسا کر کہ تم ایک بار پھر اپنی تلاش کا کام شروع کر دو''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے۔ عمران کمرے سے باہر آ اور پھر تھوڑی ہی دیر میں اس کی کار گارڈن روڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ گارڈن روڈ پر پہنچ کر اس نے کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ جلد ہی اس کی نظر ایک قلعہ نما بلڈنگ پر پڑی جس کی دیوار پر جہازی سائز سائن بورڈ لگا ہوا تھا۔ بورڈ پر تاش کے حکم کے بادشاہ کی تصویر بنی ہوئی تھی اور کنگ وسکی سٹاک لکھا ہوا تھا۔ اس بلڈنگ سے کچھ تھوڑے فاصلے پر پبلک پارکنگ تھی۔ عمران نے کار روک لی۔ وہ کار سے نیچے اترا تو تنویر اس کے قریب آ گیا۔

''عمران۔ تم نے بلڈنگ تو دیکھ لی ہے''...... تنویر نے اس کے

قریب پہنچنے پر کہا۔

''ہاں۔ بہت شاندار بلڈنگ ہے۔ فن تعمیر کا شاہکار ہے''۔ عمران نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے یہ نہیں کہا کہ تم اس کے گن گانے لگو۔ جوانا اس عمارت کے اندر ہے جبکہ ٹائیگر اس کی بیک سائیڈ پر ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ تم عمارت کی خوبصورتی کے بارے میں پوچھ رہے ہو''...... عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

''تم کبھی نہیں سدھر سکتے''...... تنویر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ مایوسی کا اظہار کر رہا ہو۔ عمران اس کے اس انداز پر مسکرایا اور پھر وہ واپس کار میں بیٹھ گیا۔

''آؤ بیٹھو میرے ساتھ''...... عمران نے کہا تو تنویر اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمران نے کار پارکنگ سے باہر نکال لی۔

''تم ٹائیگر کو بتا دو کہ وہ ہوشیار رہے۔ ہم بلڈنگ کے اندر جا رہے ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر اپنے سیل فون پر نمبر پریس کرنے لگا جبکہ عمران نے کار آگے بڑھا دی مگر اس نے کار کی رفتار بہت ہی آہستہ رکھی تھی۔ جب ان کی کار کنگ وسکی سٹاک کے گیٹ پر پہنچی تو تنویر ٹائیگر سے بات کر چکا تھا۔

بلڈنگ کا گیٹ بند تھا۔ تنویر نے نیچے اتر کر گیٹ پر دستک دی تو

چند لمحوں بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور سیکورٹی گارڈ کی یونیفارم میں ملبوس ایک آدمی باہر آ گیا۔

''جی فرمایئے''...... اس سیکورٹی گارڈ نے عمران اور تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمیں وسکی چاہئے۔ بہت بڑی مقدار میں اور اس سلسلے میں ہم اس سٹاک کے مالک سے ملنا چاہتے ہیں''...... عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

''سر۔ یہ تو صرف گودام ہے۔ خرید وفروخت یہاں نہیں ہوتی۔ اگر آپ کو وسکی خریدنی ہے، تو آپ کنگ وسکی فیکٹری چلے جائیں۔ وہاں آپ کا آرڈر بک کیا جائے گا''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

''مسٹر جمی۔ بات تو اس گارڈ کی ٹھیک ہے۔ ہم غلط جگہ پر آ گئے ہیں۔ ہمیں تو فیکٹری جانا چاہئے تھا''...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ ہی بورڈ دیکھ کر رک گئے ورنہ میں نے تو آپ سے کہا تھا کہ یہ صرف وسکی کا گودام ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ گودام تو ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ہم یہاں ایک آدھ جام وسکی کا پی کر کنگ فیکٹری میں تیار ہونے والی وسکی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ فیکٹری میں تیار ہونے والی وسکی ان ملازمین کو تو دی ہی جاتی ہو گی۔ کیوں مسٹر سیکورٹی گارڈ''...... عمران نے پہلے تنویر اور پھر سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

''سر۔ وسکی تو دی جاتی ہے لیکن''...... سیکورٹی گارڈ نے مزید کچھ کہنا چاہا مگر عمران نے اس کی بات کاٹ دی۔

''تم فکر نہ کرو۔ ہم تمہیں ایک بوتل کی قیمت دے دیتے ہیں۔ بلکہ ڈبل قیمت دے دیتے ہیں۔ مسٹر جمی۔ تم ان کے ساتھ جاؤ اور ایک بوتل لے آؤ۔ ڈبل قیمت کی بجائے تم انہیں چار گنا قیمت دے دو''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ مسئلہ یہ ہے کہ اندر غیر متعلقہ افراد کا داخلہ منع ہے۔ اس لئے آپ میں سے کوئی اندر نہیں آ سکتا''...... بوتل کی چار گنا قیمت کا سن کر سیکورٹی گارڈ نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہارے حصے کی کوئی بوتل تمہارے کیبن میں رکھی ہوئی ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''یس سر۔ ایک بوتل میں نے اپنے لئے رکھی ہوئی تو ہے''۔ سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

''نو پرابلم۔ ہم باہر کھڑے ہوئے ہیں۔ تم جاؤ اور بوتل لے آؤ''...... عمران نے اس سے کہا۔

''یس سر۔ میں ابھی لے کر آتا ہوں''...... اس سیکورٹی گارڈ نے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔ اس نے ذیلی کھڑکی بند نہیں کی تھی۔ عمران اور تنویر نے اندر جھانکا۔ اندر گیٹ کے قریب تین اور آدمی موجود تھے۔ انہوں نے بھی سیکورٹی گارڈز کی یونیفارم پہنی ہوئی تھیں اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں بھی تھیں۔ ان سے بات

کرنے والا سیکورٹی گارڈ کیبن میں چلا گیا جبکہ باقی تین انہیں غور سے دیکھنے لگے۔ آٹھ دس سیکنڈ بعد کیبن میں جانے والا سیکورٹی گارڈ باہر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں وسکی کی ایک بڑی بوتل تھی۔

''شکریہ دوست شکریہ''...... اسے دیکھتے ہی تنویر نے بلند آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اندر آ گیا۔ اس کا انداز چونکہ دوستانہ تھا اس لئے دیگر تین سیکورٹی گارڈ خاموش ہی رہے اور ویسے بھی انہیں معلوم نہیں تھا کہ ان دونوں کا ان کے ساتھی کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

''لاؤ۔ مجھے دو بوتل۔ آج تم نے ہمارا ایک بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے''...... تنویر نے بدستور دوستانہ لہجے میں کہا۔ پھر اس نے سیکورٹی گارڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ سیکورٹی گارڈ کو اچانک ہی ایک ہی جھٹکا لگا اور وہ گھومتا ہوا اپنے تینوں ساتھیوں سے جا ٹکرایا۔ جس کے نتیجے میں وہ چاروں ہی زمین پر گر گئے اور پھر انہیں زمین سے اٹھنا نصیب ہی نہ ہوا۔ تنویر کے پاس سائیلنسر لگا مشین پسٹل تھا۔ اس مشین پسٹل سے شعلے نکلے اور ان چاروں کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ تڑپنے لگے۔ اس دوران عمران بھی اندر آ گیا۔ اس نے اندر آ کر ذیلی کھڑکی بند کر دی۔

اب دونوں کی نظریں چاروں طرف گردش کر رہی تھیں لیکن انہیں کوئی اور دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ تھوڑے سے فاصلے پر کمرے تھے۔ عمران اور تنویر محتاط انداز میں چلتے ہوئے کمروں کی طرف

بڑھنے لگے۔ کمروں کے قریب پہنچ کر عمران نے ایک کمرے کے دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھل گیا۔ کمرے کے اندر کا منظر ان کے لئے غیر متوقع نہیں تھا البتہ کمرے میں موجود لوگوں کے لئے غیر متوقع ضرور تھا۔

یہ ایک بڑا کمرہ تھا جس کے درمیان میں جوانا کرسی سمیت فرش میں اس طرح دھنسا ہوا دکھائی دے رہا تھا جیسے اسے سنگسار کرنے کے لئے زمین میں دبا دیا گیا ہو۔ اس کے قریب ہی ایک دیو قامت آدمی کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں ایک سرنج تھی۔ جوانا کے قریب ایک اور آدمی کھڑا تھا جس کی گردن اکڑی ہوئی تھی جبکہ کمرے میں جو باقی افراد تھے وہ سب مؤدب نظر آ رہے تھے۔ عمران اور تنویر نے ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں کمرے کا جائزہ لیا اور وہ سچویشن بھی سمجھ گئے۔

کمرے میں موجود افراد انہیں دیکھ کر حیران ہو ہی رہے تھے کہ عمران اور تنویر کے مشین پسٹلز سے شعلے نکلنے لگے۔ آناً فاناً کمرے میں موجود تمام افراد سوائے اکڑی ہوئی گردن والے کے، خون میں لت پت نظر آنے لگے۔ وہ اس طرح تڑپ رہے تھے جیسے ذبح کئے ہوئے مرغے تڑپ رہے ہوں۔ اکڑی ہوئی گردن والا آدمی حیرت سے بت بن گیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا، تنویر اس کے سر پر پہنچ گیا اور اس نے مشین پسٹل اس کے ماتھے سے لگا دیا۔

''اگر معمولی سی بھی حرکت کی تو اپنے ساتھیوں کی طرح تڑپتے ہوئے نظر آؤ گے''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

جبکہ اس دوران عمران بجلی کے بورڈ کی بڑھ گیا تھا۔ بورڈ کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے ایک بٹن دبایا تو فرش کا وہ حصہ اوپر اٹھنے لگا جہاں جوانا دھنسا ہوا تھا۔ پھر چند لمحوں میں جوانا کرسی سمیت فرش سے باہر نکل آیا۔

''ماسٹر۔ یہ رے جان ہے۔ یہاں کا باس''...... جوانا نے عمران سے کہا اور پھر اس نے مختصراً تمام حالات بھی بتا دیئے۔

''تنویر۔ اس رے جان سے میں یہیں گپ شپ کر لیتا ہوں۔ تم ٹائیگر کو بھی اندر بلا لو۔ اس ساری بلڈنگ کی تلاشی بھی لو اور ہماری گپ شپ جاری رہنے تک خیال بھی رکھو''...... عمران نے تنویر سے کہا۔

''اوکے''...... تنویر نے کہا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور ری ڈائل کا بٹن دبا دیا۔

''جوانا۔ تم رے جان کو کرسی پر بٹھاؤ۔ یہ تمہارے ساتھ جو سلوک کرنا چاہتا تھا میں اس کے ساتھ وہی سلوک کروں گا''۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوانا نے آگے بڑھ کر رے جان کو گردن سے پکڑ لیا۔ اس نے ہاتھ پاؤں چلانے کی کوشش کی لیکن جوانا نے اس کے کان کے نیچے ایک بھرپور تھپڑ رسید کیا اور پھر اسے کرسی پر راڈز میں جکڑ دیا۔ عمران نے بٹن دبا دیا۔ کرسی فرش میں دھنسنے لگی تو

رے جان نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جوانا نے اسے گردن سے پکڑا ہوا تھا اور اس کی گرفت کمزور نہیں تھی کہ رے جان کرسی سے اٹھ جاتا۔ چند ہی لمحوں میں رے جان اس پوزیشن میں آ گیا جس پوزیشن میں کچھ دیر پہلے جوانا تھا۔

عمران بجلی کے بورڈ سے ہٹ کر رے جان کے قریب آیا۔ اس کے قریب ہی فرش پر سرنج گری ہوئی تھی جس میں تیزاب بھرا ہوا تھا۔ عمران نے وہ سرنج اٹھائی اور پھر اس نے رے جان کی طرف دیکھا۔ عمران کے ہاتھ میں تیزاب کا انجکشن دیکھ کر رے جان کی آنکھوں میں خوف کے سائے نظر آنے لگے۔

''تم تیزاب کا یہ انجکشن جوانا کو لگانا چاہتے تھے تاکہ یہ کئی گھنٹوں تک موت کے لئے ہی سسکتا رہے لیکن اسے موت نہ آئے اور اس کا ریشہ ریشہ کٹتا رہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں تو محض اسے خوفزدہ کر رہا تھا''...... رے جان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اپنے انجام کو سامنے دیکھ کر اس کی ساری اکڑ ختم ہو گئی تھی۔ اس کا غیظ و غضب سے مغلوب چہرہ اب زرد ہو گیا تھا۔

''میں تمہیں خوفزدہ نہیں کروں گا۔ میں حقیقتاً یہ انجکشن تمہیں لگاؤں گا''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ رے جان کے سر پر پہنچ گیا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ مم۔ مجھے یہ انجکشن مت لگاؤ۔ مم۔ مجھے گولی

مار دو''...... ریے جان نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''تم جو سلوک دوسروں کے ساتھ کرتے ہو۔ تمہارے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہئے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرنج ریے جان کی گردن کی طرف بڑھائی۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... ریے جان نے خوف سے چلاتے ہوئے کہا۔

''تم ایک چھوٹے سے گروپ کے باس ہو۔ تم بھلا مجھے کیا بتا سکتے ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''بلٹ گروپ کا باس میں نہیں ہوں۔ میں تو ڈمی باس ہوں۔ ہمارے باس کے نجانے کتنے گروپ ہیں۔ وہ جرائم کی دنیا کا کنگ ہے۔ تم گولڈ سرکل کے چکر میں آئے ہو۔ شاید اس کے لنکس گولڈ سرکل سے ہوں''...... ریے جان نے ازخود ہی بہت سی باتیں عمران کو بتا دیں۔ ان کا جوانا سے رابطہ کرنا ہی ظاہر کر رہا تھا کہ ان کا گولڈ سرکل سے کوئی نہ کوئی تعلق ہے کیونکہ ایکریمیا کی انڈر ورلڈ کے اکثر لوگ جانتے تھے کہ جوانا ایکریمیا چھوڑ کر پاکیشیا چلا گیا ہے اس لئے تو وہ جوانا کو ساتھ لایا تھا تاکہ جوانا کو دیکھ کر گولڈ سرکل اس کی طرف متوجہ ہو اور اسے گولڈ سرکل تک پہنچنے کا کوئی راستہ نظر آئے۔ اس نے گولڈ سرکل اور ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن سرتوڑ کوشش کے باوجود وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا اور اب جوانا کو ساتھ

لانے کا اس کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اسے ایک جگنو چمکتا ہوا نظر آ گیا تھا۔

''اچھا۔ کون ہے تمہارا باس جس کے لنکس گولڈ سرکل سے ہو سکتے ہیں''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''پہلے تم وعدہ کرو کہ تم مجھے یہ انجکشن نہیں لگاؤ گے اور گولی بھی نہیں مارو گے''...... ریے جان نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم نے مجھے کوئی کارآمد بات بتائی تو میں تمہیں نہ انجکشن لگاؤں گا نہ گولی ماروں گا''...... عمران نے ریے جان سے وعدہ کرتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ مجھے تمہارے وعدے پر اعتماد ہے''...... ریے جان نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''میں تو تمہیں گولی نہیں ماروں گا لیکن تمہارا باس غداری کے جرم میں تمہیں گولی ضرور مار دے گا''...... عمران نے کہا۔

''اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو میں اس سے بھی بچنے کی کوشش کروں گا۔ میں کسی دوسرے ملک میں یا دور دراز کے کسی گاؤں میں گمنامی کی زندگی گزار لوں گا''...... ریے جان نے کہا۔

''او کے او کے۔ یہ تمہارا سر درد ہے کہ تم کیا کرو گے۔ تم مجھے اپنے باس کے بارے میں بتاؤ۔ وہ کون ہے اور اس کا گولڈ سرکل سے کیا تعلق ہے''...... عمران نے اس کی فضول گفتگو سے بے زار ہوتے ہوئے کہا۔

''ہمارا باس لابر ہے جو کہ لابر بار کا مالک ہے۔ پولیس والوں سے اس کے وسیع تعلقات ہیں۔ اگر ہمارا کوئی بندہ کسی جرم میں اپنا کوئی سراغ چھوڑ دے تو لابر کے کہنے پر پولیس وہ ثبوت از خود ضائع کر دیتی ہے''...... رے جان نے کہا۔

''اس کا گولڈ سرکل سے کیا تعلق ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھے باس نے یہی ہدایات دی تھیں کہ میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر کے ان کا خاتمہ کر دوں۔ باس کا کہنا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو کچھ اور گروپ بھی ٹریس کر رہے ہیں اور ان کے مطابق انہیں یہ ٹاسک گولڈ سرکل نے بھاری معاوضے کے ساتھ دیا ہے''...... رے جان نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ تمہارے باس کی خدمات گولڈ سرکل نے واقعی معاوضے پر حاصل کی ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ہو تو سکتا ہے لیکن گولڈ سرکل تو بہت بڑی تنظیم ہے۔ اسے چھوٹے گروپس سے مدد لینے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے اب میرا خیال یہ ہے کہ یہ چھوٹے چھوٹے گروپ دراصل گولڈ سرکل کی شاخیں ہیں۔ اپنے آپ کو انتہائی محفوظ اور سیکرٹ رکھنے کے لئے گولڈ سرکل نے یہ گروپ بنائے ہوئے ہیں''...... رے جان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کا اپنا بھی یہی خیال تھا۔

''گولڈ سرکل کا ایک باس تو راڈان ہے۔ دوسرا بگ باس ہے

جو ڈاکٹر گولڈ ہے۔ ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں تو تم یقیناً نہیں جانتے ہوں گے لیکن راڈان کے بارے میں تم جانتے ہو گے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں راڈان کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا اور تمہارے بارے میں ہدایات دیتے ہوئے باس نے مجھے سختی سے منع کیا تھا کہ میں گولڈ سرکل کے بارے میں کسی تجسس میں نہ پڑوں۔ جس سے مجھے شک ہے کہ ہمارے باس کا کوئی نہ کوئی تعلق گولڈ سرکل سے ہے''...... رے جان نے کہا۔

''جوانا۔ اس سے ہمیں کافی مفید باتیں معلوم ہو گئی ہیں اور میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس سے ہمیں کوئی مفید بات معلوم ہو گئی تو میں نہ اسے تیزابی انجکشن لگاؤں گا نہ گولی ماروں گا''۔ عمران نے اس مرتبہ جوانا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

''یس ماسٹر۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اپنا وعدہ نبھاتے ہیں''۔ جوانا نے کہا تو عمران نے سرنج فرش پر پھینک دی۔

''اوکے۔ ہم اسے گولی مارے اور انجکشن لگائے بغیر جا رہے ہیں۔ یہ یہاں اسی حالت میں رہے گا۔ اس کے گروپ کا کوئی آدمی ادھر آ نکلا تو وہ اسے آزاد کرا لے گا''...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ ایسا مت کرو۔ مجھے اس فرش سے بھی آزاد کرتے جاؤ۔ میں آزاد ہوں گا تو اپنے بچنے کی کوشش کروں گا۔ اگر

اسی طرح قید رہا تو باس مجھے میرے گروپ کے آدمیوں کے ہاتھوں ہی مروا دے گا''...... ریے جان نے عمران کو دروازے کی طرف بڑھتے دیکھا تو منت بھرے لہجے میں کہا۔

''جو وعدہ میں نے کیا تھا وہ پورا کر رہا ہوں۔ اب تمہارے ساتھ کیا ہوتا ہے مجھے اس سے غرض نہیں ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ کھولا۔ جیسے ہی عمران نے دروازہ کھولا اسے تیز دھماکوں کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی اسے تیز بو بھی محسوس ہوئی۔ دھماکوں کی آوازیں سن کر اس نے خود کو برق رفتاری سے زمین پر گرا لیا تھا جبکہ بو کو محسوس کرتے ہوئے اس نے اپنا سانس بھی روک لیا لیکن اسے سانس روکنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ تیز بو اس کے دماغ پر اثر کر گئی تھی اور اندھیروں نے یکدم اس کے ذہن پر یلغار کر دی تھی۔

راکی اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر غصے اور
لت کے ملے جلے تاثرات تھے۔ ان کے پاکیشیائی دشمن ان کے
ہ میں آ کر نکل گئے تھے اور یہ سب پولیس کی وجہ سے ہوا تھا۔
س کی وجہ سے اسے باس راڈان کے ساتھ ایمرجنسی میں بلیک
س سے نکلنا پڑا تھا۔ اس افراتفری کے عالم میں وہ اپنے دشمنوں
گولیاں بھی نہیں مار سکے تھے۔

بلیک ہاؤس میں گولڈ سرکل کے آدمیوں کی تعداد کم تھی۔ اپنے
کوارٹر پہنچ کر راڈان نے گولڈ سرکل کے ٹاپ ایکشن گروپ کو
س اسٹیشن پر کارروائی کا حکم دیا تھا۔ انہیں یقین تھا کہ پولیس
یشیائی ایجنٹوں کو انویسٹی گیشن کے لئے اپنے ساتھ لے گئی ہو
۔ ان کے ٹاپ ایکشن گروپ نے پولیس اسٹیشن میں بے ہوش
ر دینے والی گیس پھیلا کر پولیس ملازمین کو بے ہوش کرنا تھا اور
پاکیشیائی ایجنٹوں کو اٹھا کر لے آنا تھا۔ ٹاپ ایکشن گروپ

کارروائی کے لئے چلا گیا لیکن کچھ دیر بعد انہیں اطلاع مل گئی کہ بلیک ہاؤس میں آنے والی پولیس وہیں بے ہوش پڑی ہوئی تھی اور پاکیشیائی ایجنٹ وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

اب راڈان بھی پریشان تھا اور راکسی بھی۔ راڈان نے اسے بتایا تھا کہ اس نے چیف کو اس واقعے کی اطلاع دے دی ہے جس پر چیف نے کافی ناراضگی کا اظہار کیا ہے لیکن ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا البتہ ہدایت کی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو جلد سے جلد تلاش کر کے ختم کر دیا جائے۔

راکسی نے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے نیو وارک میں بلٹ گروپ بھی بنایا ہوا تھا۔ بلٹ گروپ کا چیف ریے جان تھا اور اسے کنٹرول لابر کرتا تھا۔ لابر، راکسی کا کزن تھا اور راکسی نے اسے لابر بار بنا کر دیا تھا۔ لابر کے تعلقات کافی وسیع تھے اور اس کے تعلقات راکسی ہی کی وجہ سے تھے۔ بلٹ گروپ کی آمدنی میں وہ دونوں ہی حصے دار تھے۔ بلٹ گروپ کی تشکیل سے پہلے راکسی نے راڈان سے اجازت لے لی تھی اور راڈن نے اسے اس لئے اجازت دی تھی کہ بعض موقعوں پر وہ گولڈ سرکل کی بجائے بلٹ گروپ سے کام لے لیتے تھے۔ اب گولڈ سرکل کے ساتھ ساتھ پاکیشیائی ایجنٹوں کو بلٹ گروپ بھی تلاش کر رہا تھا لیکن ابھی تک کسی بھی طرف سے ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں آئی تھی۔

راکسی پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ ٹیلی

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''ہیلو۔ راکسی سپیکنگ''...... اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''راڈان سپیکنگ''...... دوسری طرف سے راڈان کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس باس۔ حکم''...... راڈان کی آواز سن کر راکسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ ابھی تک ٹریس نہیں ہوئے۔ چیف ناراض ہو رہے ہیں''...... راڈان نے سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ گولڈ سرکل کے تمام گروپ اور بلٹ گروپ سب انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ بس کسی بھی لمحے وہ ٹریس ہو سکتے ہیں اور اب وہ جیسے ہی ٹریس ہوں گے انہیں فوراً گولیوں سے اڑا دیا جائے گا''...... راکسی نے کہا۔

''ہونا بھی یہی چاہئے۔ تم ان گروپس کی مانیٹرنگ کمپیوٹر پر کر رہے ہو''...... راڈان نے کہا۔

''یس باس۔ میں تمام گروپس کے آفسز کو چیک کر رہا ہوں''...... راکسی نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

انہوں نے تمام گروپس کے آفس میں مخصوص کیمرے لگائے ہوئے تھے جن کی وجہ سے راکسی اپنے دفتر میں بیٹھ کر انہیں دیکھ سکتا تھا۔ عام حالات میں وہ کبھی کبھی گروپس کے آفسز کا جائزہ

لے لیتا تھا اور مخصوص حالات میں تو ان کا جائزہ لینا ضروری تھا لیکن اب پریشانی کی وجہ سے وہ گروپس آفس کا جائزہ لینا بھول گیا تھا لیکن اب جھوٹ بولنا بھی ضروری تھا کیونکہ یہ اس کی کوتاہی تھی اور اگر وہ اپنی کوتاہی کا اقرار کر لیتا تو راڈان نے اسے کوئی سخت سزا دے دینی تھی۔

''اوکے۔ اپنے تمام گروپس کو پھر ہدایت کرو کہ وہ اپنی سرگرمیاں تیز سے تیز کر دیں۔ چیف ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی فوری ہلاکت چاہتے ہیں اور ہم اگر ان کا یہ حکم پورا نہ کر سکے تو پھر چیف کو ہماری ضرورت نہیں ہے اور بے کار چیزوں کو سنبھال کر نہیں رکھا جاتا بلکہ ضائع کر دیا جاتا ہے۔تم سمجھ رہے ہو نا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے راڈان نے کہا۔

''یس باس۔ میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ اگر ہم پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرنے میں ناکام ہو گئے تو چیف ہمارا خاتمہ کر دے گا اور اس کے لئے یہ بہت معمولی بات ہے''...... راکسی نے کہا۔

''یس۔ یہی بات ہے۔ تم بہت سمجھ دار انسان ہو۔ بات کو فوراً سمجھ جاتے ہو''...... راڈان نے کہا۔

''باس۔ میں گروپس کو بھی ہدایت کرتا ہوں اور فیلڈ میں خود بھی موجود ہوں''...... راکسی نے کہا۔

''اب تمہاری اور میری بقا اسی میں ہے کہ چیف کے ان دشمنوں کا فوری خاتمہ ہو جائے۔ اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... دوسری طرف

سے راڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال کٹ گئی۔

راکسی نے رسیور کریڈل پر رکھا اور ایک طویل سانس لیا۔ اس نے جھوٹ بول کر خود کو کسی بڑی سزا سے بچا لیا تھا۔ رسیور رکھنے کے بعد وہ چند لمحوں تک تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا رہا پھر اس نے کمپیوٹر کا کی بورڈ اپنی طرف کھینچا اور اس کی انگلیاں تیزی سے حرکت کرنے لگیں۔ اس نے ایکشن اور ٹاپ ایکشن گروپ کے آفس دیکھے۔ دونوں آفس میں کم لوگ تھے کیونکہ ان کے زیادہ تر آدمی فیلڈ میں تھے۔ اس کے بعد اس نے بلٹ گروپ کا آفس دیکھا جو کہ وسکی کے ایک گودام میں تھا۔ اس بلڈنگ کا جو سب سے پہلا کمرہ اسکرین پر ابھرا وہ ٹارچر روم تھا اور جیسے ہی یہ کمرہ اسکرین پر ابھرا راکسی کرسی سے اچھل پڑا اور اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ ٹارچر روم میں بلٹ گروپ کا انچارج رے جان آدھے سے زیادہ فرش میں دھنسا ہوا تھا۔ راکسی جانتا تھا کہ بلٹ گروپ کے ٹارچر روم میں یہ میکنزم موجود ہے لیکن اس میں دشمن کی بجائے اس وقت رے جان نظر آ رہا تھا۔ کمرے میں ایک تو وہی کالا ایکریمی تھا جو پہلے ان کے قبضے میں آ گیا تھا اور انہوں نے اسے دیگر ساتھیوں سمیت بلیک ہاؤس میں قید بھی کر دیا تھا۔ اس کالے حبشی کے علاوہ وہ نوجوان بھی تھا جسے باس راڈان نے عمران کہا تھا اور اسے تیزاب میں ڈالا جا رہا تھا۔

''اوہ۔ تو یہ بلٹ گروپ تک پہنچ گئے ہیں''...... راکسی نے تیز

لہجے میں کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ لابر اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے لابر کی آواز سنائی دی۔

''تمہارا وہ احمق رے جان اس وقت اپنے ہی آفس میں دشمنوں کی قید میں ہے اور دشمنوں کے سوالوں کے جواب دے رہا ہے۔ تم فوراً بلٹ گروپ کے ہیڈکوارٹر میں پہنچو۔ میں بھی پہنچ رہا ہوں۔ ہم نے ان دشمنوں کا فوری خاتمہ کرنا ہے''...... راکسی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف کا جواب سنے بغیر کال کاٹ دی۔ رسیور میں ٹون آنے کے بعد وہ ایک بار پھر تیزی سے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس واڈگر سپیکنگ''...... اگلے ہی لمحے ایکشن گروپ کے انچارج واڈگر کی آواز سنائی دی۔

''واڈگر۔ تم جہاں کہیں بھی ہو کنگ وسکی گودام پہنچ جاؤ۔ پانچ منٹوں کے اندر اندر۔ میں بھی وہیں آ رہا ہوں۔ ہم نے وہاں فوری ایکشن کرنا ہے''...... راکسی نے ایک بار پھر تیز لہجے میں کہا اور اس مرتبہ بھی اس نے دوسری طرف کا جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی سے اٹھا لیکن پھر فوراً ہی بیٹھ گیا۔ اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے راڈان کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس۔ راڈان اسپیکنگ''...... رابطے ملنے پر دوسری طرف سے

راڈان کی آواز سنائی دی۔

''باس۔ راکسی بول رہا ہوں''...... راکسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں راکسی۔ کیا رپورٹ ہے''...... دوسری طرف سے راڈان نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ میں گروپس آفسز کی مانیٹرنگ کر رہا تھا کہ علی عمران اور اس کے ساتھی بلٹ گروپ کے آفس کنگ وسکی گودام میں پہنچ گئے ہیں۔ میں نے ٹاپ ایکشن گروپ کو فوری وہاں پہنچنے کا حکم دے دیا ہے اور خود بھی جا رہا ہوں۔ کچھ ہی دیر بعد میں آپ کو ان کی ہلاکت کی خبر دیتا ہوں''...... راسی نے تیز تیز لیکن مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اوکے۔ پہنچو تم۔ فون میں وقت ضائع مت کرو''۔ راڈان نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کال کٹ گئی۔ راکسی نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار مین روڈ پر تھی اور انتہائی تیزی سے کنگ وسکی گودام کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تقریباً چھ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ کنگ وسکی گودام کے قریب پہنچ گیا۔ اسے گودام کی بلڈنگ سے کچھ پہلے ایک طرف اپنے ایکشن گروپ کی تین کاریں کھڑی ہوئی نظر آ گئیں۔ کچھ ہی فاصلے پر لابر کی کار بھی کھڑی تھی۔ اس نے بھی کار ایک جگہ پر روک دی۔ جیسے ہی اس

نے کار روکی لابر اور واڈگر اس کے قریب آ گئے۔

"ہم نے اس گودام میں اندھا دھند کارروائی کرنی ہے۔ یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول اور گولیوں کی بوچھاڑ کر دینی ہے۔ جو سامنے آ جائے وہ اپنا ہو یا دشمن اسے گولیوں سے اڑا دینا ہے اور یہ پرواہ بھی قطعاً نہیں کرنی کہ گولیوں کی آواز سن کر پولیس آتی ہے یا فوج۔ ہم نے بس اپنی کارروائی کرنی ہے"۔ راکسی نے تیز لہجے میں واڈگر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"او کے باس۔ آپ جیسا چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا۔ ہم اپنی جانوں کی بھی پرواہ کئے بغیر اندر موجود دشمنوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ جو بھی سامنے آئے گا اڑ جائے گا"...... واڈگر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ ایسا ہی کرنا ہے۔ چلو اب"...... راکسی نے کہا اور پھر وہ کنگ وسکی گودام کے گیٹ کی طرف بڑھا۔ لابر اس کے ساتھ تھا۔ واڈگر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ اس کے ساتھ بارہ آدمی تھے۔ وہ سب بھی کنگ وسکی گودام کی طرف بڑھنے لگے۔ سب نے اینٹی گیس کیپسول بھی نگل لئے۔ وہ سب ایک ساتھ گیٹ پر پہنچے۔ انہوں نے گیٹ کو دھکا دیا تو گیٹ کھل گیا۔ ایکشن گروپ نے فوراً ہی گیس پسٹل اور مشین پسٹلز سے فائرنگ شروع کر دی اور بھوکے بھیڑیوں کی مانند اندر داخل ہو گئے۔ اتنی زیادہ فائرنگ سے پورا علاقہ ہی تھرا اٹھا۔

"عمران، تنویر، جوانا اور ٹائیگر تو چلے گئے۔ اب ہم کہاں جائیں"...... جولیا نے روشی سے پوچھا۔

"عمران کہہ تو گیا ہے کہ ہم بھی ادھر ادھر گھومیں۔ شاید کوئی کلیو مل ہی جائے"...... روشی نے کہا۔

"مس روشی۔ ڈاکٹر گولڈ جس ذہن کا آدمی ہے اسے اس طرح تلاش کر لینا میرے خیال میں تو ممکن نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تو کیا ہم یہاں اس طرح بیٹھنے کے لئے آئے ہیں۔ یہاں بیٹھے رہیں اور بور ہوتے رہیں"...... جولیا نے کہا۔

"عمران صاحب ہمیں ساتھ لے جا رہے تھے۔ ہمیں ان کے ساتھ چلے جانا چاہئے تھا۔ اگر ہمارا وہاں کام نہیں بھی تھا تو کم از کم ہمیں بوریت تو نہ ہوتی"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہاں رک کر تو ہم واقعی بور ہو رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"پھر میرا مشورہ یہی ہے کہ ہم عمران صاحب کے پیچھے جائیں"...... اس مرتبہ صدیقی نے کہا۔

"اب جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب تو عمران اور دیگر ساتھی واپس آ رہے ہوں گے"...... جولیا نے کہا۔

"اگر وہ واپس آ رہے ہوں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ واپس آ جائیں گے اور اگر وہ وہاں مصروف ہوئے تو ہم بھی مصروف ہو جائیں گے۔ ویری سمپل"...... روشی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم سب کی یہی رائے تو پھر ہم چلتے ہیں"۔ جولیا نے کہا تو وہ سبھی کھڑے ہو گئے۔

وہ ایک ہی کار میں سوار ہوئے۔ روشی نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی تھی جبکہ جولیا اس کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔ پچھلی سیٹ پر صفدر، چوہان اور صدیقی بیٹھ گئے تھے۔ روشی مناسب رفتار سے کار ڈرائیو کرتی ہوئی گارڈن روڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"اب تو مجرم اتنے ایڈوانس ہو گئے ہیں کہ انہیں تلاش کرنا بھی مسئلہ ہو گیا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"یہ سب تو انسان کی عقل کی وجہ سے ہے۔ انسانی عقل ہی اچھائیوں کے راستے پر چلاتی ہے اور جرائم کے نئے نئے طریقے بھی بتاتی ہے"۔ روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسی عقل نے تو ایٹم بم، ہائیڈروجن بم بنائے ہیں۔ کیمیائی ہتھیار ایجاد کئے ہیں۔ انسانوں کو جنگوں میں الجھایا اور

سازشوں میں پھنسایا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"پھر تو کسی نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ عقل نیں تے موجاں ای ماجاں"...... چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پاگلوں کو دیکھ لو۔ فکر نہ فاقہ عیش کر کاکا۔ اور عقل والوں کو دیکھ لو۔ ایک جندڑی غم ہزار۔ بچوں کی تعلیم کی فکر، روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی کی فکر، بیگم کے میک اپ کی فکر، سیل فون میں کریڈٹ کی فکر، آفس میں باس کے غصے کی فکر، گھر میں بیگم کی جھڑکیوں کی فکر، بس فکر ہی فکر میں ہیں"...... صدیقی نے کہا تو وہ سب مسکرانے لگے۔

"حالانکہ عقل تو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ یہی عقل تو ہے جو انسان کو جانوروں سے الگ کرتی ہے"...... صدیقی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اس موضوع پر پھر بات کریں گے۔ فی الحال تو میں آپ کو یہ بتا دوں کہ ہم گارڈن روڈ پر پہنچ چکے ہیں اور وہ سامنے کنگ وسکی گودام کی بلڈنگ ہے"...... روشی نے کہا تو ان سب نے چونک کر اس طرف دیکھا جس طرف روشی نے اشارہ کیا تھا۔ اس دوران ان کی کار اس بڑی بلڈنگ کے قریب پہنچ گئی اور انہوں نے سڑک اور فٹ پاتھ پر افراتفری محسوس کی۔ لوگ خوفزدہ ہو کر بھاگ رہے تھے اور کچھ لوگ تو انہیں فٹ پاتھ پر گرتے ہوئے بھی دکھائی دیئے۔ کنگ وسکی گودام کا مین گیٹ کھلا ہوا تھا۔ روشی نے ایکسلیٹر

پر یکدم دباؤ ڈالا تو کار توپ سے نکلے ہوئے گولے کی مانند گیٹ کی طرف بڑھی۔ بلڈنگ سے آتی ہوئی فائرنگ کی آوازیں انہوں نے سن لی تھیں۔ لوگوں کو بے ہوش ہو کر گرتے بھی انہوں نے دیکھ لیا تھا جس سے انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ اس بلڈنگ میں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلائی گئی ہے۔

جب تک کار اس بلڈنگ میں داخل ہوتی ان سب نے ہی مشین پسٹل نکال لئے۔ بلڈنگ میں داخل ہوتے ہی انہیں ایک درجن سے زیادہ آدمی نظر آ گئے تھے جو اندھا دھند فائرنگ کر رہے تھے۔ کار کو بلڈنگ میں داخل ہوتے دیکھ کر انہوں نے فائرنگ کا رخ بدل دیا اور کار پر فائرنگ کرنے لگے لیکن روشی نے کمال پھرتی سے کار کا اسٹیئرنگ گھمایا اور کار دائیں طرف ہو کر پودوں کو روندتی ہوئی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھی اور پھر وہ برق رفتاری سے بائیں جانب ہو گئی۔ اس وقت تک کار ان آدمیوں کے قریب پہنچ چکی تھی۔ کار پر فائرنگ جاری تھی۔ کئی گولیاں کار کی باڈی میں لگ چکی تھیں لیکن روشی کی یہ کار بلٹ پروف تھی اس لئے کار کو ان گولیوں سے کوئی نقصان نہیں ہوا تھا جبکہ کار ان آدمیوں کے سروں پر پہنچی تو انہوں نے چھلانگیں لگا کر خود کو بچانے کی کوشش کی لیکن تین چار آدمی پھر بھی کار کی لپیٹ میں آ گئے۔ کار سے ٹکرانے کے بعد وہ اچھل اچھل کر دور جا گرے اور ان کی چیخیں بلند ہوئیں۔ باقی آدمی پودوں اور درختوں کے پیچھے پہنچنے کی کوشش کرنے لگے۔ اس

لئے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو کار سے نکلنے کا موقع مل گیا۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں وہ سب کار سے باہر چھلانگ لگا چکے تھے۔ کار سے باہر آنے کے بعد فائرنگ جاری رکھتے ہوئے وہ بھی درختوں کی طرف بڑھے تا کہ ان کی آڑ لے سکیں۔ اب دونوں گروپوں کی فائرنگ سے پورا علاقہ ہی تھرا رہا تھا۔

جولیا اور اس کے ساتھیوں کی کوشش تھی کہ وہ جلد از جلد اپنے مخالفین کا خاتمہ کر لیں تا کہ اس کے بعد وہ عمران اور دیگر ساتھیوں کی خبر لے سکیں۔ فائرنگ کی وجہ سے پورے علاقے میں خوف و ہراس پھیل گیا تھا اور پولیس کسی بھی لمحے یہاں پہنچ سکتی تھی اس لئے انہیں پولیس کی جانب سے شدید خطرہ تھا کیونکہ عمران کی ہدایت بھی یہی تھی کہ ایکریمیا کی کسی سرکاری ایجنسی اور پولیس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے برق رفتاری سے پھیل کر اور انتہائی تیز فائرنگ کر کے جلد ہی اپنے مخالفین کا خاتمہ کر دیا تھا۔ مخالفین کی طرف سے فائرنگ بند ہوئی تو وہ احتیاط سے اٹھے۔ اسی لمحے انہیں پولیس کی گاڑیوں کے سائرن سنائی دینے لگے۔

"جلدی سے اپنے ساتھیوں کو دیکھو"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب تیزی سے ادھر ادھر بڑھے۔ روشی بھی اندھا دھند اٹھ کر کمروں کی طرف بھاگنے لگی تھی کہ اسے ٹھوکر لگی اور وہ گر پڑی۔ ٹھوکر اسے ایک آدمی سے لگی تھی جو شدید زخمی تھا اور آخری سانس

لے رہا تھا اور آخری سانس لیتے ہوئے بڑبڑا رہا تھا۔

''بب۔ بب۔ باس۔ را۔ ڈا۔ ن۔ مو۔ و۔ عزز۔ تھا۔ م۔ ن۔ تھام۔ سن''...... روشی نے اس کی بڑبڑاہٹ سنی۔ اس کے بعد اس نے آخری ہچکی لی اور دم توڑ دیا۔ روشی اٹھنے لگی تو اس کی نظر گیس پسٹل پر پڑی جو لاش کے قریب ہی پڑا ہوا تھا۔ روشی نے وہ گیس پسٹل اٹھا لیا۔ اسی لمحے اس نے گیٹ سے باہر پولیس گاڑیوں کو دیکھا۔ گاڑیاں رک گئی تھیں لیکن پولیس والے اندر نہیں آ رہے تھے۔ دراصل یہاں اس قدر فائرنگ ہوئی تھی کہ پولیس والوں کا خیال تھا کہ اگر وہ اندر جائیں گے تو پولیس مقابلہ ہو سکتا ہے اور بہرحال انہوں نے پولیس مقابلے سے بچنا تھا۔ روشی کا خیال درست ثابت ہوا کیونکہ اسی وقت اسپیکر پر اعلان ہونے لگا۔

''کنگ وسکی گودام میں موجود مسلح مجرموں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ ہتھیار پھینک دیں اور ہاتھ سر پر رکھ کر بلڈنگ سے باہر آ کر خود کو قانون کے حوالے کر دیں بصورت دیگر ان کی زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی''...... پولیس کی طرف سے یہ اعلان بار بار ہونے لگا۔

پھر روشی کو اپنے قریب حرکت محسوس ہوئی تو اس نے پلٹ کر دیکھا۔ جولیا رینگتی ہوئی اس کے قریب آ گئی تھی۔

''روشی۔ ہمارے ساتھی بخیریت ہیں لیکن بے ہوش ہیں۔ انہیں یہاں کے ایک کمرے میں پہنچا دیا گیا ہے اور انہیں اینٹی گیس

انجکشن لگائے جا رہے ہیں لیکن اب پولیس سے کیسے جان چھڑائی جائے''...... جولیا نے کہا۔

''مجھے یہ گیس پسٹل ملا ہے۔ میرا خیال ہے ہم گیس پھیلا کر ہی یہاں سے نکل سکتے ہیں''...... روشی نے کہا۔

''اوہ۔ ایک گیس پسٹل مجھے بھی ملا ہے اور ایک صدیقی کو بھی ملا ہے۔ ٹھیک ہے اب یہی ایک طریقہ ہے۔ آؤ کمرے میں چلتے ہیں۔ ہمارے ساتھی ہوش میں آ گئے ہوں گے۔ ہم انہیں بتاتے ہیں کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں''...... جولیا نے کہا تو روشی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں کرالنگ کرنے لگیں۔ جبکہ اعلان اب بھی ہو رہا تھا۔

''کنگ وسکی گودام کو چاروں طرف سے پولیس نے گھیر لیا ہے۔ لہٰذا اس بلڈنگ سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ بلڈنگ میں موجود افراد خود کو پولیس کے حوالے کر دیں''...... پولیس کی طرف سے اعلان دھرایا جا رہا تھا۔

انہوں نے اس اعلان پر کوئی توجہ نہ دی اور اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں ان کے ساتھی تھے۔ اب وہ سب ہوش میں تھے۔ جولیا نے انہیں بتایا کہ ان کے کیا ارادے ہیں۔ پھر جولیا، روشی اور صدیقی کمرے سے باہر نکل کر چھت کی طرف بڑھے۔ انہوں نے اپنے سانس روک کر بیک وقت بلڈنگ کی تین اطراف میں گیس کیپسول فائر کر دیئے پھر جولیا اور روشی تو نیچے کی طرف بھاگیں جبکہ

صدیقی چوتھی طرف بھی کیپسول فائر کرنے لگا۔ ان سب نے بلڈنگ کی پچھلی طرف سے نکلنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ پچھلی دیوار کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ صدیقی بھی ان کے ساتھ آ ملا تھا۔ ان کے گیس کیپسول فائر کرتے ہی اسپیکر پر اعلان ہونا بند ہو گیا تھا جس سے انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ پولیس والے گیس کی وجہ سے بے ہوش چکے ہیں۔

پچھلی دیوار میں ایک دروازہ تھا جسے تالا لگا ہوا تھا۔ عمران کے پاس سائیلنسر لگا ریوالور موجود تھا۔ عمران نے تالے پر فائر کیا تو تالا ٹوٹ گیا اور پھر عمران نے باہر جھانک کر دیکھا۔ گلی میں تقریباً پندرہ بیس پولیس ملازمین موجود تھے لیکن وہ سب اس وقت ٹیڑھے میڑھے پڑے ہوئے تھے اور گلی میں ان کا اسلحہ بھی بکھرا پڑا تھا۔

''اب سب نے الگ الگ گریٹ کالونی کی گرینڈ بلڈنگ کے فلیٹ نمبر نائن میں پہنچنا ہے۔ سابقہ رہائش گاہ میں جانا مناسب نہیں''...... روشی نے گلی میں آتے ہوئے کہا۔ یہ کوٹھیوں کی عقبی گلی تھی۔ یہاں تو ویسے بھی کوئی نہیں آتا تھا اور اب تو اس قدر فائرنگ اور پولیس کی وجہ سے ویسے ہی یہ علاقہ سنسان اور ویران ہو گیا تھا اس لئے انہیں یہاں سے نکلنے میں کسی دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑا۔

تقریباً پون گھنٹے بعد وہ سب گریٹ کالونی کی گرینڈ بلڈنگ کے فلیٹ نائن میں پہنچ چکے تھے اور انہوں نے ایک دوسرے کو پیش آنے والے حالات سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔

''اسی لئے تو کہتے ہیں کہ اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے۔ تم لوگ ہمارے ساتھ نہیں گئے اس طرح اللہ نے نہ صرف تمہیں بلکہ ہمیں بھی بچایا۔ راکسی اور اس کے ساتھیوں نے اس بار ہمارا خاتمہ کرنے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کرنی تھی۔ انہوں نے تو یہ بھی پرواہ نہیں کی کہ وہ گولی چلائیں گے تو پولیس آ جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''واقعی عمران صاحب۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ کیسے کیسے سبب بناتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''راڈان کا اسسٹنٹ راکسی مارا گیا ہے۔ اگر وہ زندہ ہاتھ لگ جاتا تو راڈان کے بارے میں بتاتا۔ اب ہم پھر اندھیرے میں ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہمارا پورا ملک رات میں کئی بار اندھیرے میں ڈوب جاتا ہے اگر ہم ایک بار پھر اندھیرے میں آ گئے تو کون سی بڑی بات ہو گئی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے نہایت ہی خوبصورتی سے پاکیشیا میں ہونے والی بے تحاشا لوڈ شیڈنگ پر طنز کیا تھا۔

''ہم میں سے کوئی بھی راکسی کو نہیں جانتا تھا۔ عمران نے بلیک ہاؤس کے حالات بتاتے ہوئے اس کا ذکر ضرور کیا تھا لیکن ہم تو بے ہوش تھے اس لئے اسے اور راڈان کو دیکھ نہیں سکے تھے۔ اب اگر ہم انہیں زندہ پکڑنے کے چکر میں رہتے تو انہوں نے عمران

صاحب، ٹائیگر، تنویر اور جوانا کو اس دوران گولیوں سے چھلنی کر دینا تھا لہٰذا ہم نے رسک نہیں لیا اور انہیں ختم کر دیا۔ اب رہی اندھیرے والی بات تو اللہ تعالیٰ اندھیرے دور کرنے والا ہے۔ وہ رات کو دن میں بدل دیتا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیں کوئی نہ کوئی راستہ ضرور دکھائے گا اور ہمارے ہاتھ ڈاکٹر گولڈ تک ضرور پہنچیں گے''...... چوہان نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''انشاء اللہ۔ انشاء اللہ''...... ان سب نے کہا جبکہ روشی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تم بڑے ہی معنی خیز انداز میں مسکرا رہی ہو۔ خیر تو ہے''۔ عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں چوہان کے یقین پر خوش ہو رہی ہوں اور میرا ایمان اور زیادہ پختہ ہو گیا ہے کہ جو اپنے اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے اللہ اس کے بھروسے کو ٹوٹنے نہیں دیتا''...... روشی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''سبحان اللہ۔ تم نے بہت اچھی بات کہی ہے اور مجھے لگتا ہے کہ تمہیں کچھ نہ کچھ معلوم ہو گیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ میں جان گئی ہوں کہ راڈان کون ہے اور اب ہم بہت آسانی سے اس تک پہنچ سکتے ہیں''...... روشی نے کہا۔

''اچھا۔ کون ہے راڈان اور آپ کو کیسے معلوم ہوا''...... تنویر نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

''اتنی بے چینی، بے قراری اور بے تابی کا اظہار تو محبوبہ سے لنے کے لئے نہیں کیا جاتا جتنی بے چینی کا اظہار تم ایک مجرم کے لئے کر رہے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور مجرم بھی ڈمی۔ اصل مجرم تو ڈاکٹر گولڈ ہے''...... چوہان نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اب عمران کے ساتھ ساتھ تم بھی میرا مذاق اڑایا کرو ے''...... تنویر نے چوہان کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''تم لوگوں نے اپنی فضول باتوں کی ٹرین چلا دی ہے۔ روشی ا بات درمیان میں ہی رہ گئی ہے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں ہا تو سب نے خاموش ہو کر روشی کی طرف دیکھا۔

''ایکریمیا کی ایک بہت ہی معزز ہستی ہے مسٹر تھامسن۔ بہت ابزنس مین۔ سیاست میں اس کا بہت عمل دخل ہے۔ کئی سینیٹر اس حمایت سے کامیاب ہوتے ہیں۔ تھامسن آئینے کا روشن رخ ہے رراڈان اس آئینے کا تاریک رخ''...... روشی نے کہا۔

''مجھے بتاؤ۔ کہاں رہتا ہے تھامسن۔ میں ابھی جاتا ہوں اور ے اٹھا کر لے آتا ہوں''...... تنویر نے جوش سے کہا۔

''اے مسٹر۔ تم پنجابی فلموں کا ولن اور تھامسن ہیروئن نہیں ہے ہ تم اسے اٹھا لاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''یار صفدر۔ میں تو برداشت کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں۔ اب مزید ہ سے برداشت نہیں ہوتا یہ بندہ۔ ٹیم کو فارن مشن پر بھیجتے وقت

چیف دو تین ممبران کو پاکیشیا میں روک لیتا ہے۔ اب میں چیف سے گزارش کروں گا کہ وہ مجھے ہی روک لیا کرے۔ میں اب اس کے ساتھ نہیں چل سکتا''...... تنویر نے صفدر کو مخاطب کرتے ہوئے تنگ آئے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تنویر بھائی۔ عمران تو چاہتا بھی یہی ہے کہ آپ ٹیم کے ہمراہ ہوں ہی نہ۔ یہ آپ کو اپنے راستے کا پتھر سمجھتا ہے اور اپنے راستے سے ہٹانا چاہتا ہے اور آپ خود اس کے لئے آسانی پیدا کر رہے ہیں''...... روشی نے نہایت ہی سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر نے پہلے روشی اور پھر عمران کو دیکھا۔

''خدا کا نام لو روشی۔ کیوں مجھے تنویر کے ہاتھوں مروانا چاہتی ہوں۔ میں تو تنویر سے صرف مذاق کرتا ہوں ورنہ دل سے تو میں اس کی عزت کرتا ہوں''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ میں تو کالج کے زمانے سے تمہیں جانتی ہوں۔ تنویر کو تنگ کرنے کا تمہارا مقصد صرف یہی ہے کہ تنویر یا تو جذبات میں آ کر کسی دن خودکشی کر لے یا پھر تمہارے ساتھ مشنز پر جانے سے انکار کر دے اور جس دن تنویر نے انکار کیا چیف نے اسے گولی مار دینی ہے۔ یعنی دونوں صورتوں میں فائدہ تمہارا ہی ہونا ہے''۔ روشی نے اس مرتبہ عمران سے کہا تو تنویر کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

''روشی۔ مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی کہ عمران کی طرح تم بھی

تنویر سے مذاق کرنے لگو گی''...... جولیا نے فوری مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ بات اس پر آ رہی تھی اور دوسری وجہ یہ بھی کہ غصے کی وجہ سے تنویر کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ روشی نے بھی تنویر کی حالت دیکھ لی تھی اس لئے اس نے اسے مزید تنگ کرنا مناسب نہ سمجھا۔

''تنویر تو میرا بہت پیارا سا بھائی ہے اور ہم کولیگ بھی ہیں اور تنویر اچھی طرح سمجھتا ہے کہ بہن بھائیوں میں مذاق ہوتا رہتا ہے۔ بس تنویر بھائی سے جتنا بھی مذاق کروں یہ مجھ سے خفا نہیں ہو گا۔ اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو بے شک اس سے پوچھ لو''...... روشی نے کہا۔ روشی کی باتیں سن کر تنویر کا غصہ ختم ہو گیا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''مذاق تو مجھے عمران کا بھی برداشت کرنا پڑتا ہے البتہ جب یہ در ہوتا ہے تو پھر غصہ آنا فطری سی بات ہے''...... تنویر نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''جولیا۔ تم تو خواہ مخواہ گھبراتی ہو کہ تنویر بھائی کہنے پر خفا ہو جاتا ہے حالانکہ یہ تو خوش ہوتا ہے۔ اب روشی نے اسے بھائی کہا ہے تو دیکھو کس طرح خوش ہو گیا ہے۔ تم بھی مت گھبرایا کرو اور بے دھڑک تنویر کو بھائی کہہ دیا کرو''...... عمران نے جولیا سے کہا تو تنویر کا چہرہ ایک مرتبہ پھر سرخ ہو گیا لیکن اس مرتبہ وہ خاموش رہا۔

''عمران۔ ایک نائٹ کلب بہت بڑے ایریئے میں ہے۔ یہ

ایکریمیا کا سب سے بڑا نائٹ کلب ہے۔ مین بلڈنگ کی بیک پر بہت سی کوٹھیاں ہیں اور ایک محل ہے۔ یہ تھامسن اس محل میں رہتا ہے اور چونکہ یہ ملک کی ایک بڑی شخصیت ہے اس لئے اس کی اجازت کے بغیر اس سے ملاقات ممکن بھی نہیں اور اس کلب کی سیکورٹی بھی بہت زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ اس علاقے میں بہت سے حساس محکموں کے دفاتر ہیں جن کی وجہ سے یہاں پولیس، فوج اور دیگر سیکورٹی ایجنسیاں چوبیس گھنٹے چوکس رہتی ہیں۔ اگر معمولی سے کریکر کا دھماکا بھی ہو جائے تو وہاں فوراً پولیس، فوج اور دیگر ایجنسیاں پہنچ جاتی ہیں لہٰذا تھامسن کو اغوا کرنے کے لئے ہمیں باقاعدہ پلاننگ کرنی پڑے گی''...... روشی نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''راکسی سمیت اب اس کے بہت سے آدمی مارے گئے ہیں۔ اب تو وہ اور زیادہ چوکنا ہو گیا ہو گا''...... صفدر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن اب ہم مزید تاخیر برداشت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اب ڈاکٹر گولڈ کا ٹارگٹ حکومت پاکیشیا کے خزانے میں موجود تمام سونا حاصل کرنا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ ڈاکٹر گولڈ کامیاب ہو۔ بے شک ہم نے اس سے اپنے سونے کا ایک ایک ذرہ واپس لینا ہے''...... عمران نے کہا۔

''روشی نے تھامسن کے اغوا کو ناممکن تو نہیں کہا۔ اس نے تو یہ

کہا ہے کہ اس کے اغوا کی باقاعدہ پلاننگ کرو۔ ہم اچھی پلاننگ سے اسے اغوا کر سکتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''تنویر۔ ذرا میرے سر پر ہاتھ رکھنا''...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیوں''...... تنویر حیران ہوتے ہوئے بولا۔

''میں ذرا ذہن پر زور ڈالنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا تو تنویر سمیت سب ہنسنے لگے۔

''تمہاری کھوپڑی تو ریڈی میڈ کہلاتی ہے اس پر زور ڈالنے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی''...... تنویر نے کہا۔

''دراصل پہلے آغا سلیمان پاشا مونگ کی دال بہت پکاتا تھا اب اس نے مونگ کی دال پکانا کم کر دی ہے۔ جس سے دماغ کی پاور جنگ کمزور ہو گئی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب دوبارہ مسکرانے لگے اور پھر یکدم ہی عمران سنجیدہ ہو گیا۔

تھامسن اپنے کمرے میں بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔ اس کا اسسٹنٹ راکسی پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا اور گولڈ سرکل کو راکسی ہی کنٹرول کرتا تھا۔ راڈان کی حیثیت سے وہ کبھی کبھی تنظیمی معاملات کو دیکھ لیتا تھا لیکن زیادہ تر وہ فون پر ہی راکسی کو ہدایات دے دیتا تھا۔ اسے کمرے میں ٹہلتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ٹہلنا بند کیا۔ اس کے پاس دو مخصوص سیل فون تھے۔ ایک سیل فون پر صرف ڈاکٹر گولڈ سے اس کی بات ہوتی تھی دوسرے پر وہ راکسی سے بات کرتا تھا۔ یہ سیل فون اسے ڈاکٹر گولڈ نے دیئے تھے۔ یہ دونوں نمبر دنیا کی کسی بھی سیل فون کمپنی کے نہیں تھے۔ وہ اس بات پر حیران ہوتا تھا کہ وہ کس کمپنی کا نیٹ ورک استعمال کر رہا ہے لیکن وہ کوئی اندازہ نہیں لگا پاتا تھا۔ ڈاکٹر گولڈ کی کال جس نمبر سے آتی تھی وہ بھی عجیب وغریب نمبر ہی تھا۔ راڈان کی حیثیت سے وہ یہی دو نمبر

استعمال کرتا تھا البتہ تھامسن کی حیثیت سے وہ لینڈ لائن نمبر بھی اور سیل فون بھی استعمال کرتا تھا۔ وہ نمبرز ایکریمیا کی ایک مخصوص کمپنی کے تھے اور ان نمبرز کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنا ممکن نہیں تھا۔

سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی تو اس نے ٹیبل کی طرف دیکھا۔ گولڈ سرکل کے لئے استعمال ہونے والے دونوں سیٹ ٹیبل پر رکھے ہوئے تھے اور جس سیل فون سے اس کی بات ڈاکٹر گولڈ سے ہوتی تھی اسی کی گھنٹی بج رہی تھی۔ وہ ٹیبل کی طرف بڑھا اور اس نے سیل فون اٹھا لیا۔

”یس چیف۔ راڈان اسپیکنگ“...... اس نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”راڈان۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کوئی پتہ چلا“...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گولڈ کی آواز سنائی دی۔

”چیف۔ گولڈ سرکل کے تمام گروپس انہیں ٹریس کر رہے ہیں۔ وہ لوگ کسی بھی وقت ٹریس ہو سکتے ہیں اور میں نے ہدایت کر دی ہے کہ جیسے ہی وہ ٹریس ہوں انہیں بموں سے اڑا دیا جائے“۔ راڈان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”راڈان۔ مجھے تمہاری کارکردگی پر بہت مایوسی ہوئی ہے۔ تم ایک معمولی سے بدمعاش تھے۔ تمہاری حیثیت نالی کے غلیظ کیڑے سے زیادہ نہیں تھی۔ میں نے تمہیں نالی سے نکالا۔ ایکریمی

معاشرے میں ایک مقام دیا۔ اتنا مقام دیا کہ تم ایکریمین حکمرانوں کے انتخاب کا حصہ بن گئے۔ ایکریمیا کے کنگ میکر بن گئے۔ تمہیں ایک مضبوط، طاقتور اور باوسائل تنظیم دی اور اب زندگی میں پہلی بار میرے چند دشمن ایکریمیا آئے ہیں تم انہیں ٹریس ہی نہیں کر پا رہے جبکہ وہ تمہاری تنظیم کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ تو پھر کیوں نہ میں تمہیں آف کر دوں اور تمہاری جگہ کوئی بہادر، ذہین اور باصلاحیت آدمی لے آؤں''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گولڈ کی سرد آواز سنائی دی اور راڈان جیسے جیسے اس کی باتیں سنتا گیا ویسے ویسے اس کا چہرہ زرد ہوتا گیا۔ ڈاکٹر گولڈ کی گفتگو کے آخر میں راڈان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے بھی نمودار ہو چکے تھے اور اس کے جسم میں سرد لہریں بھی دوڑ رہی تھیں۔

''چیف۔ مجھے ایک موقع دیں۔ آپ کو مجھ سے مایوسی نہیں رہے گی۔ میں گولڈ سرکل کے ان دشمنوں کا نام و نشان مٹا دوں گا۔ بس مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں''...... راڈان نے لرزتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں تمہیں آخری موقع دے دیتا ہوں اور مجھے ان کی طرف سے کوئی پریشانی نہیں ہے کیونکہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے وہ مجھ تک تو پہنچ نہیں سکتے اور نہ ہی وہ میرے سیٹ اپ کی راہ میں حائل ہو سکتے ہیں۔ میں نے پاکیشیا میں مزید چند کارروائیاں کرنی ہیں اور اس کے بعد افریقہ کو ٹارگٹ بنانا ہے کیونکہ افریقہ میں بھی گولڈ بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ نقصان انہوں نے تمہارا ہی

کرنا ہے۔ وہ تمہیں ٹریس کرتے ہوئے تم تک پہنچ گئے تو تمہیں ختم کر دیں گے اور تھوڑے سے انتظار کے بعد جب میں دیکھوں گا کہ وہ لوگ تم سے ٹریس نہیں ہوئے اور گولڈ سرکل کے لئے وہ خطرہ ہیں تو میں تمہیں آف کر دوں گا۔ گولڈ سرکل کو کچھ عرصے کے لئے انڈر گراؤنڈ کر دوں گا اور جب یہ لوگ مایوس ہو کر ایکریمیا سے واپس چلے جائیں گے تو تمہاری جگہ کسی اور کو دے کر گولڈ سرکل کو نئے سرے سے ایکٹو کر دوں گا''...... ڈاکٹر گولڈ نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نو باس۔ ایسا نہیں ہو گا۔ یہ لوگ مارے جائیں گے۔ آج ہی مارے جائیں گے''...... راڈان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے جسم میں باقاعدہ کپکپاہٹ شروع ہو گئی تھی۔

''میں بھی چاہتا ہوں کہ ایسا ہی ہو۔ اب یہ بتاؤ کہ راکسی کے بعد تم اپنا اسسٹنٹ کسے بنا رہے ہو''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر گولڈ نے کہا۔

''چیف۔ اس سلسلے میں، میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں''۔ راڈان نے کہا۔

''نہیں۔ تم میرے حکم کا انتظار مت کرو اور اپنی مرضی سے اپنا اسسٹنٹ بنا لو۔ میں تمہیں کل تک کی مہلت دے رہا ہوں۔ کل تک ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ ہو جانا چاہئے۔ اب تم تو مجھے کال کر سکو گے میں تمہیں کال نہیں کروں گا۔ کل رات تک اگر

پاکیشائی ایجنٹ زندہ ہوئے تو تمہارے جسم میں موجود مائیکرو بم بلاسٹ ہو جائے گا اور ہاں تمہیں تو معلوم ہے کہ میں ایکریمیا میں بیٹھ کر ریاست بالان، پاکیشیا، افریقہ سے سونا حاصل کرسکتا ہوں وہ بھی ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں لوگوں کی موجودگی میں۔ تو اگر تم کہیں جا کر چھپ بھی جاؤ۔ چاہے چاند اور مریخ پر ہی کیوں نہ چلے جاؤ تو بھی میں تمہارے جسم میں موجود مائیکرو بم بلاسٹ کرسکتا ہوں''۔ ڈاکٹر گولڈ کی بدستور سرد آواز سنائی دی۔ راڈان کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن دوسری طرف سے کال منقطع ہو گئی تھی۔

راڈان نے سیل فون ٹیبل پر رکھا۔ ٹشو اٹھا کر اپنے چہرے پر آیا ہوا پسینہ صاف کیا۔ پھر وہ اپنی کرسی پر بیٹھ کر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ ٹیبل پر وسکی کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔ اس نے بوتل اٹھا کر منہ سے لگائی اور بوتل میں موجود تمام وسکی پی گیا۔ اب اس کی حالت کچھ بہتر ہو گئی تھی۔ اس نے ٹیبل پر رکھا ہوا دوسرا سیل فون اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس بگ مین اسپیکنگ''...... کال رسیو ہونے کے بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''راڈان اسپیکنگ''...... راڈان نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ حکم فرمائیے''...... دوسری طرف سے بگ مین کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بگ مین۔ پاکیشائی ایجنٹوں کے سلسلے میں تم نے اب تک کیا

کیا ہے''...... راڈان نے کہا۔

''باس۔ گولڈ سرکل کا ایک ایک آدمی انہیں ٹریس کر رہا ہے۔ پورے نیو وارک میں گولڈ سرکل کے آدمی پھیلے ہوئے ہیں اور پاکیشائی ایجنٹوں کی بو سونگھتے پھر رہے ہیں۔ باس۔ مجھے امید ہے کہ ہم بہت جلد انہیں ٹریس کر لیں گے''...... بگ مین کی آواز سنائی دی۔

''سنو بگ مین۔ اگر تم نے کل کا سورج طلوع ہونے سے پہلے پاکیشائی ایجنٹوں کو ٹریس کر لیا تو تم گولڈ سرکل کے سیکنڈ باس ہو گے۔ راکسی کی جگہ تمہیں دے دی جائے گی لیکن اگر تم ناکام رہے تو پھر جس طرح ہم پاکیشائی ایجنٹوں کو تیزاب کے ڈرم میں پھینکنا چاہتے تھے اسی طرح میں تمہیں تیزاب کے ڈرم میں پھینک دوں گا۔ تم نے سن لیا ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں''...... راڈان نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ میں نے سن لیا ہے۔ کل کا سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے پاکیشائی ایجنٹ زندہ یا مردہ آپ کے سامنے ہوں گے''...... دوسری طرف سے بگ مین کی آواز سنائی دی۔ صاف محسوس ہو رہا تھا کہ جس طرح وہ ڈاکٹر گولڈ سے بات کرتے ہوئے کانپ رہا تھا اسی طرح بگ مین بھی کانپ رہا تھا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... راڈان نے کہا اور پھر اس نے کال اینڈ کا بٹن دبا کر سیٹ ٹیبل پر پھینک دیا۔

اس نے بگ مین کو فون تو کر دیا تھا لیکن وہ مطمئن نہیں تھا۔ اتنے بڑے شہر میں چند مخصوص انسانوں کو تلاش کر لینا آسان کام نہیں تھا۔ اسے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اب اس کی موت کا وقت قریب آ رہا ہے۔ ڈاکٹر گولڈ نے اس کے جسم میں نصب مائیکرو بم کو لازماً بلاسٹ کر دینا تھا اور جو باتیں ڈاکٹر گولڈ نے اس سے کی تھیں وہ سچ بھی تھیں۔ ڈاکٹر گولڈ نے اسے ذرے سے آفتاب بنا دیا تھا اور وہ اب ڈاکٹر گولڈ کے چند دشمنوں کو ہی ٹریس نہیں کر پا رہا تھا۔ پھر واقعی اتنی بڑی تنظیم کا ڈاکٹر گولڈ کو کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اب وہ کوئی ایسی پلاننگ سوچنا چاہتا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا یقینی طور پر خاتمہ کر سکے۔ اسے سوچوں میں ڈوبے نجانے کتنی دیر ہو گئی تھی کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ کمرے کی گہری خاموشی میں ٹیلی فون کی گھنٹی یکدم تیز سائرن کی طرح بجنے لگی تھی اور اس گھنٹی کو سن کر وہ چونکا تھا۔ وہ کچھ دیر تک تو ٹیلی فون کو گھورتا رہا اور اپنے دماغ کو پرسکون کرتا رہا۔ وہ ٹیلی فون اٹھانا نہیں چاہتا تھا لیکن فون کی گھنٹی تھی کہ مسلسل بج رہی تھی۔ آخر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ یہ اس کا انتہائی پرسنل نمبر تھا اور اس نمبر پر چند خاص افراد کا ہی فون آتا تھا۔

''یس۔ تھامسن اسپیکنگ''...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لگتا ہے کہ تم بہت اداس ہو رہے ہو''...... دوسری طرف

سے کیٹی کی آواز سنائی دی۔

کیٹی اس کی خاص دوست تھی اور ایکریمین پارلیمنٹ میں سینیٹر تھی۔ راڈان نے ہی اسے سینیٹر بنوایا تھا۔ وہ پچھلے چند دنوں سے سرکاری دورے پر ملک سے باہر تھی۔

''تم واقعی میری مزاج آشنا ہو اس لئے میری آواز سے ہی میری کیفیت کا اندازہ لگا لیتی ہو''...... راڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیٹی کا ساتھ اسے بہت سکون پہنچاتا تھا اس لئے اس کی آواز سن کر اس کا موڈ خوشگوار ہو گیا تھا۔

''ہاں۔ میں تمہاری مزاج آشنا ہوں اور جانتی ہوں کہ تم اس وقت مجھے مس کر رہے تھے''...... دوسری طرف سے کیٹی کی شوخ آواز سنائی دی۔

''تم ٹور سے کب واپس آئی ہو''...... راڈان نے اس سے پوچھا۔

''ابھی ابھی۔ اور چونکہ میں بھی تمہیں بہت مس کر رہی تھی اس لئے فوراً تمہیں فون کر رہی ہوں۔ دل تو چاہتا تھا کہ اڑ کر تمہارے پاس پہنچ جاؤں لیکن مصروفیات''...... کیٹی نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''مصروفیات تو چلتی رہتی ہیں کیٹی اور پھر زندگی کا بھی کوئی بھروسہ نہیں اس لئے انسان کو جو بھی وقت ملے اسے چاہئے کہ اپنے پیاروں سے ضرور ملے''...... راڈان نے اداس لہجے میں کہا۔ اسے یکدم ڈاکٹر گولڈ کی دھمکی یاد آ گئی تھی۔

''اوہ۔ لگتا ہے کہ تم شدید بوریت اور اداسی کا شکار ہو۔ فوراً مجھ سے ملو۔ ڈرنک کریں گے۔ باتیں کریں گے۔ رومانس کریں گے۔ میں تمہاری ساری بوریت اور اداسی دور کر دوں گی۔ تمہیں خوش کرنے کے مجھے تمام گر آتے ہیں''...... کیٹی کی آواز سنائی دی۔

''میں بھی تم سے ملنا چاہتا ہوں لیکن اس دفعہ ہم نئی جگہ پر ملتے ہیں۔ کسی رومانٹک جگہ پر''...... راڈان نے کہا۔

''تم جگہ بتاؤ۔ میں اڑ کر پہنچ جاؤں گی''...... دوسری طرف سے کیٹی کی آواز سنائی دی۔

''سمندر کنارے میرا ایک خوبصورت کاٹیج ہے۔ نمبر ہے اس کا اے ون ون۔ آج وہیں ملتے ہیں۔ کل صبح تک وہیں رہیں گے۔ کیا تم کل صبح تک میرا ساتھ دے سکو گی''...... راڈان نے کہا۔

''تم جتنے دن بلکہ جتنے مہینے کہو میں دن رات تمہارے سامنے بیٹھی رہوں گی''...... کیٹی کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ پھر تم پہنچو۔ میں شراب کی بہت سی بوتلیں اور بہت سے لنچ بکس لے کر آ رہا ہوں۔ کھائیں گے، پئیں گے اور موج مستی کریں گے۔ اس موج مستی کو اپنی زندگی کی آخری موج مستی سمجھ کر انجوائے کریں گے''...... راڈان نے کہا۔

''ایسا مت سوچو۔ خیر مجھ سے ملو گے تو پھر تمہارا موڈ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ تم بھی پہنچو۔ میں تو بس آدھ گھنٹے تک ساحل سمندر پر پہنچ رہی ہوں''...... دوسری طرف سے کیٹی نے کہا۔

''اوکے۔ آئی لو یو''...... راڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اپنی سیکرٹری کا نمبر پریس کیا۔

''یس سر''...... فوراً ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا اور سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''میری رولز رائس میں ڈارک کوئین کا ایک کریٹ اور آٹھ دس لنچ بکس رکھوا دو اور پھر مجھے بتاؤ''...... راڈان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے سر''...... دوسری طرف سے سیکرٹری نے کہا تو راڈان نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی بجی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... راڈان نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے''...... اس کی سیکرٹری نے بتایا۔

''تھینک یو''...... اس نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

وہاں سے ساحل سمندر بیس منٹ کی ڈرائیو پر تھا۔ وہ بیس منٹ میں اپنے کاٹیج میں پہنچ گیا تھا۔ اس کے اس کاٹیج کے بارے میں اس کا کوئی آدمی بھی نہیں جانتا تھا۔ ڈاکٹر گولڈ نے چونکہ اسے کہا تھا کہ اب وہ اسے کال نہیں کرے گا اس لئے وہ کوئی بھی سیل فون

سیٹ نہیں لایا تھا۔ بگ مین سے وہ کل صبح تک خود بات نہیں کرنا چاہتا تھا اور بحثیت تھامسن وہ کسی سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ بس کیٹی کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا اس لئے وہ سب سیل فونز سیٹ آف کر کے اپنے آفس میں رکھ آیا تھا۔

اسے کاٹیج میں آئے ہوئے دس منٹ ہوئے تھے کہ کاٹیج کے دروازے پر دستک ہوئی۔ وہ سمجھ گیا کہ کیٹی آ گئی ہے۔ وہ اٹھ کر دروازے پر آیا اور اس نے دروازہ کھولا لیکن دروازے پر کیٹی کی بجائے ایک نوجوان لڑکی اور جوان مرد کھڑے تھے۔

''جی فرمایئے''...... اس نے حیرت بھرے انداز میں انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ سر۔ ہم اس ساتھ والے کاٹیج میں رہنے کے لئے آئے ہیں۔ ہماری وسکی کی بوتل شیشے کی تھی جو گر کر ٹوٹ گئی۔ اگر آپ کے پاس وسکی ہو تو پلیز ہمیں ایک بوتل دے دیں۔ ہم کل آپ کو لوٹا دیں گے۔ اگر آپ نے ہمیں وسکی نہ دی تو ہماری آج کی رات خراب ہو جائے گی''...... مرد نے منت بھرے لہجے میں اس سے کہا۔ لڑکی کی آنکھوں میں بھی التجا تھی۔

''اچھا آؤ۔ میں تمہیں ڈارک کوئین کی ایک بوتل دیتا ہوں''۔ راڈان نے ان سے کہا اور مڑا۔

''واؤ۔ ڈارک کوئین۔ یہ تو قیمتی ترین شراب ہے۔ مزہ آ جائے گا''...... لڑکی نے خوش ہوتے ہوئے کہا لیکن راڈان نے مڑ کر ان

ی طرف نہیں دیکھا۔ اسے یہ بھی معلوم نہیں ہوا تھا کہ اندر آنے کے بعد مرد نے کاٹیج کا دروازہ بھی اندر سے بند کر دیا تھا۔ راڈان س کمرے میں آ گیا جہاں اس نے ڈارک کوئین کا کریٹ رکھا ھا۔ اس نے کریٹ میں سے ایک بوتل اٹھائی اور ان دونوں کی طرف بڑھائی۔

''تھینک یو سر''...... لڑکی نے بوتل اس سے لیتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے بجلی سی چمکی۔ راڈان کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر دھماکہ ہوا ہو اور پھر اسے کوئی ہوش ہی نہ رہا۔ اسے دوبارہ ہوش آیا تو اس نے خود کو کرسی پر پایا لیکن وہ رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔

''یہ کیا حرکت ہے اور کون ہو تم''...... راڈان نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان مرد اور لڑکی سے سخت لہجے میں کہا۔

''ہائے سویٹ ہارٹ۔ تم نے مجھے پہچانا نہیں''...... مرد نے کہا تو راڈان بری طرح چونکا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ اس کے حلق سے بالکل کیٹی کی آواز نکلی تھی۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ آواز اور لہجہ تو کیٹی کا ہے''...... راڈان نے حیرت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تو میں کون ہوں جان۔ میں کیٹی ہی تو ہوں''...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ راڈان اسے گھورنے لگا۔ وہ کچھ دیر تک اسے گھورتا رہا۔

''ہونہہ۔ تو تم نے مجھے فون کر کے یہاں بلایا ہے''...... کچھ دیر

بعد راڈان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میں نے نہیں، تم نے مجھے یہاں بلایا ہے۔ یہ تمہارا ہی تو کاٹیج ہے''...... نوجوان نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم ہو کون اور چاہتے کیا ہو''...... راڈان نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہم وہی ہیں جن کی تلاش میں تم سرگرداں ہو اور ڈاکٹر گولڈ نے تمہیں موت کا الٹی میٹم بھی دے دیا ہے''...... نوجوان نے اس مرتبہ بدلی ہوئی آواز میں کہا اور اس کی آواز سن کر وہ بری طرح چونکا لیکن اگلے ہی لمحے اس نے خود پر قابو پا لیا۔ وہ یہ آواز بلیک ہاؤس میں سن چکا تھا۔ یہ آواز عمران کی تھی۔

''میں تمہاری بات سمجھا نہیں۔ کون ڈاکٹر گولڈ اور میں کسے تلاش کر رہا ہوں''...... راڈان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''سب کچھ واضح ہو چکا ہے کہ راڈان اور تھامسن ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ میں نے ایسے ہی تو کیٹی بن کر تمہیں فون نہیں کیا اور مجھے یونہی تو معلوم نہیں ہو گیا کہ ڈاکٹر گولڈ نے تمہیں موت کی دھمکی دے دی ہے''...... عمران نے منہ بناتے کہا۔ دراصل جب عمران نے کیٹی کی آواز میں راڈان سے بات کی تھی تو راڈان کی آواز سے ہی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس وقت راڈان کس کیفیت سے گزر رہا ہے اور اس کیفیت کی وجوہات کیا ہو سکتی ہیں۔ اب راڈان نے بھی غور کیا تو اسے اندازہ ہو گیا کہ عمران کو اس کے

بارے میں سب باتیں معلوم ہو چکی ہیں۔

''اوکے۔ اگر تمہیں معلوم ہو گیا ہے کہ میں تھامسن ہی راڈان ہوں تو تب بھی تمہیں اس سے کچھ حاصل نہیں ہو گا کیونکہ ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں، میں کچھ بھی نہیں جانتا''...... راڈان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ جب عمران سب کچھ جانتا تھا تو پھر اس سے کچھ چھپانا بے کار ہی تھا۔

''اگر تم ڈاکٹر گولڈ سے خوفزدہ ہو کہ اس نے تمہارے جسم میں چپ اور مائیکرو بم فٹ کیا ہوا ہے تو اب تمہیں اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تمہاری بے ہوشی کے دوران میں نے تمہارا معمولی سا آپریشن کر کے یہ دونوں چیزیں نکال لی ہیں اور بے کار بھی کر دی ہیں۔ یہ دیکھو''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے راڈان کو ایک چھوٹی سی چپ اور مائیکرو بم بھی دکھایا۔

''تم نے۔ لیکن کیسے''...... راڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے عمران کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

''میں نے تمہیں بتایا تو تھا کہ میرا پورا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے''...... عمران نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا تو راڈان نے ایک طویل سانس لیا۔ موت کا ایک مستقل خطرہ اس کے سر سے ٹل گیا تھا اور اس خطرے نے اسے ڈاکٹر گولڈ کا غلام بنایا ہوا تھا۔ دنیا اسے ایک ارب پتی کی حیثیت سے جانتی تھی۔ وہ ایکریمیا کا کنگ میکر سمجھا جاتا تھا لیکن حقیقت میں وہ

ڈاکٹر گولڈ کا غلام تھا۔ اس کا اپنا تو کچھ بھی نہیں تھا۔ جو کچھ تھا ڈاکٹر گولڈ کا تھا۔

''آپریشن کے دوران اگر ڈاکٹر گولڈ بم بلاسٹ کر دیتا تو میرے ساتھ ساتھ تمہارے بھی پرخچے اڑ جاتے''...... ایک طویل سانس لینے کے بعد راڈان نے کہا۔

''جیسے ہی تمہارا ذہن آف ہوا تھا تمہارے جسم میں موجود چپ بھی آف ہو گئی تھی اور اس کا رابطہ ڈاکٹر گولڈ کے آپریٹنگ سسٹم سے کٹ گیا تھا لہٰذا تمہارے جسم میں فٹ مائیکرو بم اس دوران بلاسٹ نہیں ہو سکتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... راڈان نے کہا۔

''ڈاکٹر گولڈ میرے ملک کا مجرم ہے۔ وہ میرے ملک کی معیشت تباہ کرنے کی کارروائیوں میں مصروف ہے لہٰذا میں نے اسے اس جرم کی سزا دینی ہے اور اس نے میرے ملک سے جو سونا چرایا ہے مجھے نہ صرف واپس حاصل کرنا ہے بلکہ ریاست بالان کا سونا بھی اسے واپس پہنچانا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ تم ڈاکٹر گولڈ سے اپنا حساب کتاب کر سکتے ہو''۔ راڈان نے کہا۔

''لیکن ہم ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں نہیں جانتے کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ تم ہمیں اس کے بارے میں بتاؤ گے''۔ عمران نے کہا۔

''زندگی میں میری اس سے صرف ایک ملاقات ہوئی ہے اور وہ ملاقات گولڈ سرکل کے قیام سے پہلے ہوئی تھی۔ اس وقت بھی ڈاکٹر گولڈ میک اپ میں تھا''...... راڈان نے کہا۔

''راڈان۔ تم اس کی تنظیم کے سب سے اہم عہدے دار ہو اور یہ ممکن نہیں ہے کہ تمہیں اس کے بارے میں معلوم نہ ہو''...... عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابتدائی ایام میں میری خواہش تھی کہ میں ڈاکٹر گولڈ کو تلاش کروں اور مناسب وقت آنے پر اس کا خاتمہ بھی کر دوں تاکہ میں کسی کا محکوم نہ رہوں لیکن اسے میرے ان خیالات کا علم ہو گیا اور اس نے مجھے اغوا کر کے میرے جسم میں یہ چپ اور مائیکرو بم فٹ کر کے مجھے ہمیشہ کے لئے بے بس کر دیا۔ اس کی اس کارروائی کے بعد میں اس کے خلاف کچھ سوچ بھی نہیں سکتا تھا''...... راڈان نے کہا۔

''ڈاکٹر گولڈ کی اس کارروائی سے پہلے تم نے اس کے بارے میں جاننے کی جو کوشش کی تھی مجھے اس کوشش کے بارے میں بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''یہ تو بہت پرانی باتیں ہیں۔ اب مجھے یاد بھی نہیں ہیں''۔ راڈان نے کہا۔

''ان دنوں کو یاد کرو گے تو وہ باتیں بھی یاد آ جائیں گی۔ تم آنکھیں بند کرو اور ان دنوں کا تصور ذہن میں لاؤ''...... عمران نے

کہا تو راڈان نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔

''ہاں۔ کچھ یاد آیا''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''مجھے ایک سکول ٹیچر یاد آ رہی ہے جس کے بارے میں مجھے معلومات ملی تھیں کہ اس کے کولیگز اسے خبطی سمجھتے تھے کیونکہ وہ اکثر کہتی رہتی تھی کہ اس کا بیٹا بہت بڑا سائنس دان ہے اور ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ دنیا بھر کے سونے کا مالک ہوگا۔ مجھے جب اس کے بارے میں یہ معلومات ملی تھیں تو میں ابھی اسے ٹٹولنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ڈاکٹر گولڈ نے مجھے اغوا کر کے میرا آپریشن کر ڈالا تھا''...... راڈان نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا نام تھا اس سکول ٹیچر کا اور کون سے اسکول میں پڑھاتی تھی وہ''...... عمران نے پوچھا۔ راڈان کے اس جواب نے اس کی آنکھوں میں امید کے دیپ جلا دیئے تھے۔ ورنہ تو وہ بھی جانتا تھا کہ راڈان بھی ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا لیکن ''شاید'' کی بنیاد پر وہ اس سے پوچھ گچھ کر رہا تھا۔

''ٹھہرو۔ مجھے یاد کرنے دو''...... راڈان نے کہا اور اس نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی آنکھیں کافی دیر تک بند رہیں۔

''ہاں۔ مجھے یاد آ رہا ہے''...... کافی دیر بعد اس نے آنکھیں

کھولتے ہوئے کہا۔

''اس کا نام میڈم ایمی تھا اور وہ لائٹ ایریئے کے گریشن سکول میں ٹیچر تھی''...... راڈان نے کہا۔

''جولیا۔ دوسرے کمرے سے روشی اور صفدر کو بھی بلا لو''۔ عمران نے کہا تو راڈان کو پہلی بار عمران کی ساتھی لڑکی کا نام معلوم ہوا۔ عمران کی بات سن کر جولیا کمرے سے باہر نکل گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ساتھ روشی اور صفدر بھی تھے۔

''صفدر اور جولیا۔ تم راڈان کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ دنیا کی معیشت کو تباہ کرنے کے منصوبے میں یہ ڈاکٹر گولڈ کا شریک کار ہے لہٰذا اسے اس کے جرم کے مطابق سزا ملے گی لیکن پہلے ہم ڈاکٹر گولڈ سے شرف ملاقات حاصل کر لیں''...... عمران نے صفدر سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

''روشی۔ ہمیں لائٹ ایریئے میں چلنا ہے''...... عمران نے روشی سے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

لائٹ ایریئے کے گریژن سکول سے انہیں میڈم ایمی کے بارے میں معلومات مل گئی تھیں۔ وہ دو سال پہلے سکول سے ریٹائر ہوگئی تھی اور اب لائٹ ایریئے کے مکان نمبر ڈی فورٹی میں رہ رہی تھی۔ سکول سے اس کا ایڈریس ملنے کے بعد وہ میڈم ایمی کے گھر پہنچ گئے۔

''ارے کون ہے''...... بیل کے جواب میں کپکپاتی ہوئی ایک آواز سنائی دی۔ پھر دروازہ کھلا اور تقریباً ستر برس کی ایک بوڑھی عورت کی شکل دکھائی دی۔

''اوہ میڈم ایمی۔ یو آر گریٹ مائی ٹیچر۔ یو آر گریٹ''۔ روشی نے میڈم ایمی کو گلے لگاتے ہوئے اور کس کرتے ہوئے کہا۔

''بے بی ڈول۔ کون ہو تم''...... میڈم ایمی نے اپنی کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا اور روشی کو غور سے دیکھا۔

''میڈم۔ میں آپ کی سٹوڈنٹ ہوں۔ کیتھرین۔ مجھے میری

ایک شرارت پر بلیک لسٹ کر کے سکول سے نکالا جا رہا تھا لیکن آپ نے میری حمایت کی۔ نہ صرف مجھے بلیک لسٹ ہونے سے بچایا بلکہ مجھے خارج بھی نہ ہونے دیا۔ اگر میں اس سکول سے خارج ہو جاتی تو میرا کیریئر تباہ ہو جاتا۔ میڈم آج میں ڈاکٹر کیتھرین ہوں۔ معروف سائنس دان اور یہ سب آپ کی محبت اور مہربانی کی وجہ سے ہے''...... روشی نے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر چومنے لگی۔

''مجھے تو ایسا کوئی واقعہ یاد نہیں۔ بوڑھی ہوگئی ہوں شاید اس لئے۔ بہرحال آؤ۔ اندر آ جاؤ۔ اپنے سٹوڈنٹس سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے''...... میڈم ایمی نے کہا اور پھر ان کے لئے راستہ چھوڑا۔ وہ دونوں اس کے ساتھ گھر میں داخل ہو گئے۔

''یہ تمہارا شوہر ہے''...... ان دونوں کو ڈرائنگ روم میں بٹھانے کے بعد میڈم ایمی نے پوچھا۔

''نہیں میڈم۔ ہم نے ابھی شادی تو نہیں کی۔ شاید شادی کر بھی لیں۔ یہ بھی سائنس دان ہے اس کا نام ڈاکٹر جے ہے۔ ہم ایک ہی لیبارٹری میں کام کرتے ہیں''...... روشی نے کہا۔

''اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے۔ سائنس دان کا دوست سائنس دان ہی ہو سکتا ہے اور جوانی میں تو دوستیاں بھی بہت ہوتی ہیں۔ خیر ان باتوں کو چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ تم مجھ سے ملنے ویسے ہی آئی ہو یا مجھ سے کوئی کام بھی ہے''...... میڈم ایمی نے کہا۔

''میڈم۔ کچھ دنوں سے آپ مجھے یاد آ رہی تھیں۔ اس احسان

کے حوالے سے۔ آج میں نے جے سے کہا کہ آپ سے ملنے چلنا ہے۔ سو ہم آ گئے۔ جے۔ تمہیں میری ٹیچر کیسی لگیں''...... روشی نے پہلے میڈم ایمی سے اور پھر عمران سے کہا۔

''میڈم ایمی تو بالکل مہربان ماں کی طرح لگتی ہیں''...... عمران نے میڈم ایمی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''ارے ہاں یاد آیا۔ میڈم۔ آپ کا ایک بیٹا بھی تو تھا جسے آپ سائنس دان بنانا چاہتی تھیں''...... ماں کے ذکر پر روشی نے ایسے کہا جیسے اسے ابھی یاد آیا ہو کہ میڈم ایمی کا ایک بیٹا بھی تھا۔

''ہاں۔ میں اپنے بیٹے کو بہت گریٹ دیکھنا چاہتی تھی اس لئے میں نے اس کا نام بھی گریٹر رکھا تھا اور میری خواہش کے مطابق وہ سائنس دان ہی بنا''...... میڈم ایمی نے کہا۔

''ارے واہ۔ میری فیورٹ ٹیچر کا بیٹا بھی سائنس دان ہے اور میں اسے کبھی ملی ہی نہیں۔ میڈم کہاں ہوتا ہے۔ اس سے مل کر بھی مجھے یقیناً خوشی ہو گی جس طرح آپ گریٹ ہیں اس طرح وہ بھی گریٹ ہو گا''...... روشی نے کہا۔

''ہاں گریٹ تو وہ بن گیا ہے لیکن اب اس کے پاس ماں کو ملنے کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ وہ مہینوں بعد مجھے ملنے آتا ہے۔ بہت عرصہ پہلے اس نے باتوں کے دوران بتایا تھا کہ اس نے جزیرہ مارکن خرید لیا ہے اور اب وہ اس جزیرے کو سونے سے بھر دینا چاہتا ہے۔ اس کے بعد تو اس نے کبھی نہیں بتایا کہ وہ اب

کہاں رہ رہا ہے اور کیا کر رہا ہے۔ میں پوچھ بھی لوں تو ٹال دیتا ہے اور اب تو تین مہینے ہو گئے ہیں وہ مجھ سے ملنے بھی نہیں آیا''۔ میڈم ایمی نے کہا۔

''بس میڈم۔ آج کے دور کے نوجوان ایسے ہی ہیں۔ بوڑھے والدین پر توجہ نہیں دیتے''...... روشی نے کہا۔

''کیتھرین۔ ہم لیبارٹری سے ایک گھنٹے کی چھٹی لے کر آئے تھے اور اب چالیس منٹ گزر چکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جے۔ میڈم سے باتیں کرتے ہوئے وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ میڈم۔ میں اب آپ سے ملنے آیا کروں گی۔ اس وقت مجھے اجازت دیں۔ ہمارے باس وقت کے بہت پابند ہیں''۔ روشی نے کہا۔

''ہاں سویٹ گرل۔ وقت کی پابندی کرنی چاہئے۔ تمہارا شکریہ کہ تم مجھ سے ملنے کے لئے آئیں اور آئندہ بھی آؤ گی تو مجھے خوشی ہو گی''...... میڈم ایمی نے کہا تو روشی اور عمران کھڑے ہو گئے۔

ان کا مقصد حل ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر گولڈ نے خود کو دنیا سے سیکرٹ رکھنے کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے تھے اور وہ اس میں کامیاب بھی تھا لیکن کہتے ہیں نا کہ مجرم چاہے کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو کوئی نہ کوئی غلطی ضرور کر جاتا ہے اور یہ شاید قدرتی امر ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجرم کو اس کے عبرتناک انجام تک بھی تو پہنچانا ہوتا ہے۔ یہ ڈاکٹر گولڈ کی مجبوری تھی یا اس سے غلطی ہو گئی کہ اس نے

اپنی ماں کی رہائش نہیں بدلی تھی۔ دراصل اسے تو کبھی یہ خیال آ ہی نہیں سکتا تھا کہ کوئی اس تک پہنچنے کے لئے اس کی ماں تک بھی پہنچ سکتا ہے۔ وہ اپنا نام بدل کر یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ اب دنیا کا کوئی بھی شخص اس کے بارے میں نہیں جان سکتا تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کے جذبے سچے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی کی تھی اور آخر کار عمران ڈاکٹر گولڈ کو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔

روشی کے پاس نیو وارک میں چونکہ بہت زیادہ رہائش گاہیں تھیں اس لئے وہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے رہائش گاہ بدل لیتے تھے۔ میڈم ایمی سے مل کر وہ کیرم سٹریٹ پہنچے تھے لیکن اس دفعہ کوٹھی کا نمبر اے الیون تھا۔ روشی نے باقی ساتھیوں کو پہلے ہی اس کوٹھی میں پہنچنے کی ہدایت کی تھی۔

''راڈان کہاں ہے''...... واپس پہنچنے کے بعد عمران نے جولیا سے پوچھا کیونکہ اسے راڈان نظر نہیں آیا تھا۔

''آتے ہوئے اسے راستے میں کسی طرح ہوش آ گیا تھا اور اس نے بھاگنے کی کوشش کی۔ نتیجے کے طور پر وہ مارا گیا''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

''تم یہ بتاؤ کہ تمہیں ڈاکٹر گولڈ کے بارے میں کچھ معلومات ملیں''...... تنویر نے پوچھا۔

''ڈاکٹر گولڈ میڈلسٹ۔ یہاں کہاں گولڈ میڈل ملا تھا۔ ٹھہرو میں

پوچھ کر آتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اگلے ہی لمحے وہ کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ باقی وہ سب ارے ارے کرتے رہ گئے۔ صرف روشی کے چہرے پر مسکراہٹ تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ عمران جزیرہ مارکن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے گیا ہے۔ جزیرہ پر جانے کے لئے اسے بھی کچھ انتظامات کرنے تھے اس لئے وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

جزیرہ مارکن ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جو نیو وارک کے ساحل سے ایک ہزار ناٹ کے فاصلے پر تھا۔ اس جزیرے کے اطراف میں زمین سے آسمان کی طرف ہر وقت دھواں سا چھایا رہتا تھا جو دراصل ایس سکس اور ایس سیون ریز کے ملنے سے بنا تھا۔ یہ ریز ڈاکٹر گولڈ کی ہی ایجاد تھیں۔ ان کی موجودگی میں کوئی بھی جاندار نہ تو جزیرے میں داخل ہوسکتا تھا اور نہ ہی جزیرے سے باہر نکل سکتا تھا۔ جزیرہ پھلدار اور غیر پھلدار درختوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس جزیرے کے درمیان میں ایک خوبصورت محل تھا اور یہ محل ڈاکٹر گولڈ نے تعمیر کرایا تھا۔ اس محل میں اس کی انتہائی جدید لیبارٹری بھی تھی۔ اس لیبارٹری کے ایک بڑے کمرے میں تین بڑی بڑی مشینیں، سلنڈر، پائپ، جہازی سائز ٹیبل، ٹیبل پر چار کمپیوٹر رکھے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر گولڈ اس کمرے میں بیٹھ کر اپنی ایجاد کردہ مخصوص گیسوں اور ریز کی وجہ سے ہزاروں، لاکھوں کلو میٹر دور رکھا

سونا چرا لیتا تھا۔ سونا ریت کے ذروں سے بھی چھوٹے ذروں میں تبدیل ہو کر گیسوں اور ریز میں مل کر اس کمرے میں پہنچ جاتا تھا جہاں وہ اسے دوبارہ سائنسی عمل سے گزار کر اس کی اصلی حالت میں لے آتا تھا اور خود کار نظام کے تحت سونا اس محل کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانے میں پہنچ جاتا تھا۔ تہہ خانے صرف محل ہی کے نیچے نہیں تھے بلکہ سارے جزیرے کے نیچے بنے ہوئے تھے کیونکہ اس کا ارادہ پوری دنیا کے سونے کے ذخائر چرانے کا تھا۔ اس کمرے کے علاوہ دوسرے کمروں میں بھی بڑی بڑی مشینیں تھیں اور یہ شینیں اس کے کئی سسٹم چلا رہی تھیں۔

اس کے علاوہ اس جزیرے پر پچاس آدمی اور رہتے تھے۔ یہ ب تربیت یافتہ تھے لیکن یہ ذہنی طور پر ڈاکٹر گولڈ کے غلام تھے۔ اکٹر گولڈ نے مخصوص ادویات کے ذریعے انہیں اپنا غلام بنایا ہوا نا۔ اب یہ مرتے دم تک اس کے غلام تھے۔ ایس سکس اور ایس یون گیسز کی وجہ سے کسی کا بھی جزیرے میں داخل ہونا ممکن نہیں نا۔اس کے باوجود ان پچاس میں سے چالیس آدمی جزیرے کے تلف حصوں میں رہتے تھے اور انہیں حکم تھا کہ اگر یہ کسی اجنبی کو یکھ لیں تو اسے فوراً گولی مار دیں۔ باقی دس آدمی محل میں اس کی رمت کے لئے مامور تھے۔ وہ اس محل میں بادشاہوں سے بھی ھ کر شاہانہ زندگی گزار رہا تھا۔ اپنے سائنٹیفک سیکورٹی سسٹم کی ولت اسے یقین تھا کہ اس جزیرے میں اس کی اجازت کے بغیر

کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا۔

وہ زیادہ تر اپنی لیبارٹری میں ہی مصروف تھا۔ کبھی کبھی اکتا کر وہ نیو وارک جاتا تھا اور جب نیو وارک جاتا تھا تو مختلف میک اپ میں ہوتا تھا۔ اپنی ایجادات کے ذریعے اس نے ریاست بالان کا تمام سونا چرا لیا تھا اور اس کے بعد اس نے ایشیائی ملک پاکیشیا کو اپنا ٹارگٹ بنایا تھا کیونکہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بہت تعریف سنی تھی۔ اس نے یا اس کے کسی کاندے نے بھاگ دوڑ کر کے تو سونا نہیں چرانا تھا اس لئے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ کارروائی سے پہلے چیلنج کیا کرے گا تا کہ دنیا بھر کے میڈیا میں اس کا چرچا بھی ہو۔ اس کی یہ خواہش بھی پوری ہو رہی تھی۔

اس کی بنائی ہوئی مجرم تنظیم گولڈ سرکل بھی نہایت فعال، تیز اور اعلیٰ کارکردگی کی حامل تنظیم تھی۔ اسے یقین تھا کہ اس کے تعاقب میں جو بھی آیا گولڈ سرکل اس کا خاتمہ کر دے گی۔ جب سے اس نے کارروائیاں شروع کی تھیں تب سے اس نے گولڈ سرکل کو ریڈ الرٹ بھی کر دیا تھا۔ اسے خود کو تو خطرہ تھا ہی نہیں کیونکہ اسے تو کوئی جانتا ہی نہیں تھا البتہ اپنے تعاقب میں آنے والے کو ختم کر کے وہ دلی سکون حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی شہرت کی وجہ سے اس نے گولڈ سرکل کے راڈان کو کچھ زیادہ ہی سخت ہدایات دے دی تھیں اور اب اسے یقین تھا کہ راڈان جلد ہی اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے خاتمے کی خبر سنائے گا۔ وہ

راڈان کے فون کا انتظار کر رہا تھا لیکن اس کا یہ انتظار کافی طویل ہو گیا تھا۔ اس نے راڈان سے کہہ تو دیا تھا کہ اب وہ اسے فون نہیں کرے گا لیکن وہ بے چینی محسوس کر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ راڈان کو فون کرے۔ پھر اس نے راڈان کو فون کرنے کی بجائے اس کے ذہن سے رابطہ کر کے اس کے حالات جاننے کا سوچا کیونکہ اس نے راڈان کے جسم میں چپ اور مائیکرو بم بھی فٹ کیا ہوا تھا۔ یہ فیصلہ کر کے وہ اٹھا اور اس نے ایک کمپیوٹر پر ایک سوفٹ ویئر کو مخصوص کمانڈ سے اوپن کیا تو تیزی سے ایک فائل اوپن ہوئی اور اس فائل کو پڑھ کر ڈاکٹر گولڈ کرسی سے اچھل پڑا۔ کمپیوٹر اسے بتا رہا تھا کہ چپ اور مائیکرو بم دونوں آف ہو چکے ہیں۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیسے ہو گیا ہے''...... اس نے چلاتے ہوئے کہا۔

پھر وہ کمپیوٹر کے سامنے سے اٹھا اور تقریباً دوڑتا ہوا اپنی آفس ٹیبل تک پہنچا جس پر کئی سیل فون سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ ان سیٹوں پر بھی اس نے بہت کام کیا تھا۔ وہ نیٹ ورک تو ایکریمیا کی ہی ایک کمپنی کا تھا لیکن کمپنی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کا نیٹ ورک استعمال ہو رہا ہے۔ اس نے ایک سیٹ اٹھا لیا۔ اس سیٹ سے وہ راڈان کو کال کرنے لگا لیکن جب لنک نہ ہوا تو اسے حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا کیونکہ راڈان کا سیل فون آف تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ اس نے میرا مخصوص نمبر آف کر دیا ہے۔ کیوں۔

کیوں''...... ڈاکٹر گولڈ نے پھر چلاتے ہوئے کہا اور اس نے ایک بار پھر نمبر دبایا لیکن نتیجہ وہی پہلے والا برآمد ہوا۔

''ایڈیٹ۔ نانسنس۔ میں اسے گولی مار دوں گا''...... ڈاکٹر گولڈ نے غراتے ہوئے کہا۔ پھر وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ اس کے بعد وہ ایک بار پھر نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس۔ تھامسن ہاؤس''...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''کہاں ہے تھامسن۔ میری اس سے بات کراؤ''...... ڈاکٹر گولڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ کون بول رہے ہیں اور وہ بھی اس لہجے میں''۔ دوسری طرف سے بھی سخت لہجے میں کہا گیا۔

''ایڈیٹ۔ میں ایکریمیا کی سب سے طاقتور اور بااختیار ایجنسی پاور کا چیف بول رہا ہوں۔ میں چاہوں تو تھامسن کو ہتھکڑی لگوا سکتا ہوں''...... ڈاکٹر گولڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری سر۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کون ہیں''...... دوسری طرف سے اس مرتبہ گھبرا کر کہا گیا۔

''ایڈیٹ۔ سوری بعد میں بول لینا۔ یہ بتاؤ کہ تھامسن اس وقت کہاں ہے''...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا۔

''سر۔ باس کل شام سے گئے ہوئے ہیں''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''کہاں گیا ہوا ہے وہ کل شام سے۔ اگر اس نے مجھ سے فوری بات نہ کی تو میں اسے گرفتار کر لوں گا''...... ڈاکٹر گولڈ نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ باس ہمیں بتا کر نہیں گئے کہ کہاں جا رہے ہیں۔ ہاں۔ میں اتنا ضرور کہہ سکتی ہوں کہ وہ کہیں تفریح کرنے گئے ہیں کیونکہ وہ شراب کا ایک کریٹ اور بہت سے لنچ بکس لے کر گئے ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ تین چار دن تک ہی وہ شاید واپس آئیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ایڈیٹ''...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ کر سیٹ ٹیبل پر پھینک دیا۔

''میری اجازت کے بغیر یہ کہاں جا سکتا ہے''...... ڈاکٹر گولڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کے بعد وہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کی بے چینی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی پھر وہ رک گیا۔

''اس نے لازماً بگ مین کو اپنا اسسٹنٹ بنایا ہو گا اور راکسی کا نمبر اسے دے دیا ہو گا۔ اب مجھے بگ مین سے رابطہ کرنا چاہئے''...... اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر میز سے سیل فون اٹھا لیا اور اس میں راکسی کے نمبر دیکھنے لگا۔ جلد ہی اسے نمبر مل گیا تو اس نے کال اوکے کا بٹن دبا دیا۔

''یس بگ مین اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"چیف اسپیکنگ"...... ڈاکٹر گولڈ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ چیف۔ آپ۔ چیف آپ کو ایک اہم اطلاع دینی تھی لیکن میرے پاس آپ کا نمبر نہیں تھا"...... دوسری طرف سے بگ مین کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"راڈان کہاں ہے اور کیا اطلاع دینی ہے تم نے"...... ڈاکٹر گولڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"چیف۔ باس راڈان قتل ہو چکے ہیں۔ ان کی لاش ایک فٹ پاتھ پر پڑی ملی ہے"...... دوسری طرف سے بگ مین نے بتایا تو ڈاکٹر گولڈ ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیسے قتل ہوا ہے وہ اور کس نے قتل کیا ہے"...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا۔

"چیف۔ معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیسے قتل ہوئے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ انہیں پاکیشیائی ایجنٹوں نے قتل کیا ہے"...... دوسری طرف سے بگ مین کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں نے اسے کہا تھا کہ وہ فوری طور پر پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر کے ان کا خاتمہ کر دے ورنہ وہ اسے ختم کر دیں گے لیکن اس نے غفلت کی اور انہیں ٹریس نہیں کیا۔ نتیجتاً وہ خود مارا گیا۔ اب اگر تم نے بھی انہیں ٹریس نہ کیا تو تم بھی مارے جاؤ گے اور اتنا تو تمہیں بھی معلوم ہو گا کہ بے شک تم سب مارے جاؤ مجھے

کوئی فرق نہیں پڑے گا"...... ڈاکٹر گولڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ مجھے ان کے بارے میں ایک کلیو ملا ہے۔ میں ان کے خلاف کارروائی کرنے جا رہا ہوں۔ میں ابھی کچھ دیر میں آپ کو ان کے خاتمے کی رپورٹ دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے بگ مین نے کہا۔

"اوکے۔ اگر تم ان کا خاتمہ کر لو تو مجھے اسی نمبر پر رپورٹ دے دینا ورنہ جہاں راڈان گیا ہے تم بھی وہاں جانے کی تیاری کر لو کیونکہ راڈان کے بعد اب تمہاری باری ہے"...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال کاٹ کر سیٹ ایک بار پھر ٹیبل پر پھینک دیا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے پھر اچانک ہی کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس آواز کو سنتے ہی ڈاکٹر گولڈ کئی فٹ اوپر اچھلا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف کی زیادتی کی وجہ سے پھیلتی چلی گئیں۔

سیٹی خطرے کا سائرن تھا اور اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ زندگی میں اسے کبھی کوئی خطرہ درپیش ہو سکتا ہے۔ اس کی آنکھیں کمپیوٹر سکرین پر جم گئی تھیں۔ شمال مشرق کی سمت میں موجود ایس سکس اور ایس سیون گیسز میں موجود ریز کم ہوتی جا رہی تھیں۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس کا قائم کردہ سائینٹیفک سسٹم ختم ہو رہا تھا لیکن کیسے۔ یہ تو ختم ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے تقریباً پچیس فٹ کی چوڑائی میں نیچے سے لے کر اوپر تک ایس سکس اور ایس سیون ریز ختم ہو گئیں اور گیسز تحلیل ہو گئیں اور وہاں چست لباسوں میں ملبوس نو انسان دکھائی دیئے۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو عمران اور اس کے ساتھی ہی ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ ویری بیڈ''...... ڈاکٹر گولڈ نے بے یقینی کے عالم میں کہا۔

''مجھے یہاں دوبارہ ریز پھیلانی ہوں گی''...... ڈاکٹر گولڈ نے

بے چین سے لہجے میں کہا پھر وہ تیزی سے کمپیوٹر کے ''کی بورڈ'' پر انگلیاں چلانے لگا۔ اپنی کمانڈ مکمل کرنے کے بعد وہ غور سے کمپیوٹر سکرین پر دیکھنے لگا لیکن خالی ہونے والی جگہ پر دوبارہ ریز نمودار نہیں ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر گولڈ تیزی سے اٹھا اور مشینوں کے قریب پہنچ کر ان کی سکرینیں اور ڈائل دیکھنے لگا۔ سب مشینیں ورکنگ حالت میں تھیں۔ ڈاکٹر گولڈ کی حالت پاگلوں جیسی ہو گئی تھی۔ مشینوں سے ہٹ کر سلنڈروں کے قریب پہنچا اور سلنڈروں کو چیک کرنے لگا لیکن سلنڈروں میں بھی اسے کہیں کوئی خرابی نظر نہ آئی۔

''اوہ۔ انہوں نے کوئی توڑ کیا ہے لیکن کیسے۔ کیسے''...... ڈاکٹر گولڈ نے چلاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر وہ کمپیوٹر کے پاس آ گیا۔ وہ افراد اب ایس سکس اور ایس سیون گیسز کی حدود سے آگے نکل آئے تھے۔

''انہیں روکنا ہو گا۔ ہر صورت میں روکنا ہو گا ورنہ یہ یہاں میرے محل میں پہنچ جائیں گے اور پھر سب کچھ ختم کر دیں گے۔ میرے منصوبے، میری ایجادات اور میرے خواب سب کچھ ختم ہو جائیں گے''...... ڈاکٹر گولڈ نے بڑبڑاتے ہوئے ہا۔

''نہیں عمران نہیں۔ میں تمہیں کچھ بھی ختم نہیں کرنے دوں گا۔ میں تمہیں ختم کر دوں گا۔ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو تباہ کر دوں گا۔ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ڈاکٹر گولڈ ایک چٹان ہے اور اس سے ٹکرانے والے پاش پاش ہو جاتے ہیں۔ تمہارے بھی ٹکڑے ٹکڑے

ہو جائیں گے''...... ڈاکٹر گولڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ پھر وہ کمپیوٹر چیئر سے اٹھ کر اپنی آفس ٹیبل کی طرف دوڑتا ہوا آیا اور اس نے ایک سیل فون اٹھا لیا۔ سیل فون اٹھا کر وہ تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''گولڈ سیکورٹی آفیسر مائیک اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''نانسنس۔ ایڈیٹ۔ کیا میں تمہیں نہیں جانتا کہ تم کون ہو''۔ ڈاکٹر گولڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

''اوہ سوری چیف۔ حکم چیف''...... دوسری طرف سے مائیک کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس قدر غصے میں اس نے پہلے کبھی بھی ڈاکٹر گولڈ کو نہیں دیکھا تھا۔

''ایڈیٹ۔ جزیرے میں کچھ دشمن گھس آئے ہیں اور دندناتے ہوئے میرے محل کی طرف آ رہے ہیں۔ تم کس چیز کے سیکورٹی آفیسر ہو۔ کیا ذمہ داری ہے تمہاری۔ بولو۔ جلدی بولو''...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا۔ اس کی آواز غصے کی وجہ سے کپکپانے لگی تھی۔

''اوہ۔ دشمن جزیرے میں آ گئے ہیں''...... مائیک کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ بکواس کر رہا ہوں۔ پاگل ہو گیا ہوں میں''...... ڈاکٹر گولڈ نے واقعی پاگلوں کے سے انداز میں کہا۔

''نن۔ نن نو چیف۔ مم۔ میں ایسا کیسے سوچ سکتا ہوں۔ آپ

ہمیں ان دشمنوں کی لوکیشن بتائیں۔ میں ابھی اپنے گروپ کے ساتھ جاتا ہوں اور انہیں گولیوں سے بھون ڈالتا ہوں''...... مائیک کی ایک بار پھر بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میرے محل سے شمال مشرق کی طرف۔ اس وقت وہ محل سے تقریباً تین کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں اور پیدل ہیں''...... ڈاکٹر گولڈ نے سکرین پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ ہم ابھی پانچ منٹ میں ان کا خاتمہ کر دیتے ہیں''...... مائیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ڈاکٹر گولڈ نے کال کاٹ کر سیٹ میز پر پھینک دیا اور پھر اس نے دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو چند لمحوں بعد ایک مضبوط جسم کا آدمی اندر آ گیا۔ یہ ان دس آدمیوں کا انچارج تھا جو اس کے ساتھ محل میں رہتے تھے۔

''ویرونی''...... ڈاکٹر گولڈ نے اس مرتبہ نارمل لہجے میں کہا۔ اب وہ خود پر قابو پا چکا تھا۔

''یس چیف''...... اس نے سر کو قدرے جھکاتے ہوئے اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہمارے کچھ دشمن جزیرے نیں داخل ہو گئے ہیں''...... ڈاکٹر گولڈ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ چیف۔ کیا ایسا ممکن ہے''...... ویرونی نے آنکھیں حیرت سے پھیلاتے ہوئے کہا۔

''اگر ایک سائنس دان کوئی سسٹم ایجاد کرتا ہے تو دوسرا سائنس

دان اس کا توڑ بھی کر سکتا ہے۔ سائنسی دنیا میں یہ باتیں عموماً ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ ہمارے ان دشمنوں نے ایس سکس اور ایس سیون کا توڑ کر لیا ہے اور وہ اب میرے محل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ وہ یہاں تک پہنچ تو نہیں سکیں گے کیونکہ مائیک نے انہیں ہر حال میں ختم کر دینا ہے چاہے ان کے خاتمے کے لئے مائیک کو بم ہی استعمال کیوں نہ کرنے پڑ جائیں لیکن تم لوگوں نے بھی ہوشیار رہنا ہے۔ تم سب اپنے جدید ہتھیاروں کے ساتھ محل کی چھت پر چلے جاؤ۔ اگر وہ دشمن ایجنٹ کسی طرح مائیک گروپ سے بچ کر محل تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں تو تم نے انہیں ختم کر دینا ہے۔ کسی ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں رہنا چاہئے۔ ان پر آگ کے بم برساؤ تاکہ ان کی ہڈیاں بھی جل کر کوئلے بن جائیں''...... ڈاکٹر گولڈ نے ویرونی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔ جزیرے میں داخل ہونے والے آپ کے دشمن کسی صورت بھی زندہ نہیں بچ سکیں گے''...... ویرونی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اب تم جاؤ اور میری ہدایات پر عمل کرو''...... ڈاکٹر گولڈ نے کہا تو ویرونی کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے کمرے سے نکل جانے کے بعد ڈاکٹر گولڈ نے ایک بار پھر کمپیوٹر سکرین پر نظریں جما دیں۔ عمران اور اس کے ساتھی جزیرے میں

کافی آگے آ چکے تھے۔ پھر اچانک ہی مائیک کا گروپ نظر آیا۔ اگلے ہی لمحے کمپیوٹر پر زبردست دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ سارا علاقہ آگ اور دھویں کی لپیٹ میں آ گیا جبکہ ڈاکٹر گولڈ کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''عمران۔ تم کیسے جانتے ہو کہ ڈاکٹر گولڈ نے جزیرے کی حفاظت کے کیا انتظامات کئے ہوئے ہیں کہ تم نے ان کا توڑ بھی سوچ لیا ہے''...... جولیا نے عمران سے پوچھا۔ وہ سب اس وقت موٹر بوٹ پر سوار تھے اور موٹر بوٹ جزیرہ مارکن کی طرف جا رہی تھی۔

''جب ریاست بولان میں اس قسم کی کارروائیاں ہو رہی تھیں تو میں انہی دنوں سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی سرپھرا سائنسدان ہے جس نے کوئی گیس، ریز یا اس قسم کی کوئی اور چیز ایجاد کر لی ہے جس کے ذریعے سے وہ سونے کی ہیت تبدیل کر کے اسے چرا لیتا ہے اور پھر جب وہ سونا اس کے پاس پہنچتا ہو گا تو پھر وہ اسے واپس اپنی اصلی شکل میں لے آتا ہو گا۔ اس موضوع پر میری سرداور سے بھی کافی طویل گفتگو ہوئی اور جب پاکیشیا میں ڈاکٹر گولڈ نے پہلی کارروائی کی تب میں نے اور سرداور نے اس مسئلے پر بہت سوچ و

بچار کیا۔ ہمارے ذہنوں میں گیسوں اور ریز وغیرہ پر اتھارٹی رکھنے والے چند نام موجود تھے لیکن ہم حتمی طور پر کسی کے بارے میں نہیں جانتا تھا کہ ڈاکٹر گولڈ کا کردار کون پلے کر رہا ہے۔ ہمیں جیسے ہی اس کا نام معلوم ہوتا ہم اندازہ لگا سکتے تھے کہ اس نے کس قسم کی ایجادات کی ہوں گی اور ہم اس کا کیا توڑ کر سکتے ہیں ہم پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا اور ہمیں ڈاکٹر گولڈ کا اصل نام معلوم ہو گیا جس کے بعد میں نے سرداور سے بات کی کیونکہ میں ڈاکٹر گریٹر کو نہیں جانتا تھا لیکن سرداور نہ صرف اسے جانتے ہیں بلکہ بیس سال پہلے ان کی ڈاکٹر گریٹر سے دو تین ملاقاتیں بھی ہو چکی ہیں اور ان ملاقاتوں میں اس نے سرداور سے اپنی ریسرچ اور ایجادات پر بات کی تھی۔ اس وقت شاید اس کے ذہن میں منفی رجحانات نہیں ہوں گے اس لئے اس نے سرداور سے کھل کر اپنی ریسرچ پر بات کی۔ اب جب میں نے سرداور کو اس کا نام بتایا تو انہیں سب کچھ یاد آ گیا۔ مجھے جزیرہ مارکن کے بارے میں بھی مکمل معلومات مل چکی تھیں۔ وہاں جو دھواں چھایا رہتا ہے اس کے بارے میں بھی معلوم ہو چکا تھا۔ میں نے یہ سب سرداور کو بتایا۔ فون پر ہماری طویل مشاورت ہوئی اور سرداور نے مجھے حل بتایا۔ میں نے اس کی تیاری کی اور اب اس تیاری کے بعد ہم جزیرہ مارکن جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے گا''...... عمران نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیسے کیسے علم والے اور اعلیٰ دماغ کے لوگ اس دنیا میں موجود ہیں اور اگر وہ مثبت کام کریں تو یہ دنیا جنت کا نمونہ بن جائے۔ نجانے لوگ کیوں منفی رجحانات کی طرف چلے جاتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو شیطان کے بہکاوے میں آ جاتے ہیں اور شیطان تو انسان کا ازلی دشمن ہے جو اسے صراط مستقیم سے ہٹانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور ایسے لوگ شیطان کو اپنا دوست سمجھ کر اس کے ساتھی بن جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ماسٹر۔ ہم جزیرہ مارکن پہنچنے والے ہیں''...... جوانا نے کہا تو سب نے چونک کر سامنے دیکھا۔ موٹر بوٹ جوانا ہی چلا رہا تھا اس لئے اس نے اعلان کیا تھا۔ انہیں دور ایک کالی لکیر دکھائی دینے لگی تھی اور پھر یہ لکیر تیزی سے بڑی ہونے لگی پھر چند لمحوں بعد انہیں زمین دکھائی دینے لگی۔ کنارے پر پہنچ کر جوانا نے موٹر بوٹ روک لی اور وہ سامان سمیت نیچے اتر گئے۔ عمران کے پاس گھریلو استعمال کا ایک چھوٹا سا گیس سلنڈر بھی تھا۔ اس کے علاوہ ان کے پاس چھوٹی چھوٹی انتہائی جدید مشینیں بھی تھیں۔ کافی تیاری تو عمران نے پاکیشیا میں ہی کر لی تھی اور باقی تیاری اس نے نیو وارک میں کی تھی۔ اس تیاری میں روشی نے اس کی کافی مدد کی تھی۔

کنارے پر اترنے کے بعد وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ انہیں زمین سے دھواں سا اٹھتا ہوا دکھائی دیا جو تاحد نظر اوپر جا رہا تھا۔

یہ دھواں ایک سمت سے دوسری سمت تک پھیلا ہوا تھا۔

''تم لوگ یہاں رک جاؤ اور سکنگ مشینیں بھی آن کر لو''۔ عمران نے کہا اور وہ سلنڈر سمیت آگے بڑھا۔ وہ دھویں سے کوئی تین چار قدم پہلے رک گیا۔ اس نے سلنڈر کی ناب گھمائی اور پھر سلنڈر کو وہیں رکھ کر خود چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔ سلنڈر سے گیس خارج ہو کر اس دھویں میں شامل ہونے لگی اور پھر دھواں آہستہ آہستہ کم ہوتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں تقریباً تیس فٹ کی چوڑائی میں دھواں غائب ہو گیا۔ اب یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دھویں کی دیوار میں ایک بڑا خلا پیدا ہو گیا ہو۔

''چوکس رہتے ہوئے آگے بڑھو''...... عمران نے کہا اور وہ خود بھی آگے بڑھنے لگا۔ ان سب نے چست لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان لباسوں کی جیبوں میں ان کا اسلحہ اور دیگر سامان موجود تھا۔ عمران کے پاس ایک نقشہ بھی تھا۔ اس نے وہ نقشہ دیکھا اور پھر ایک طرف بڑھنے لگا۔

''ڈاکٹر گولڈ نے اس طرف محل بنایا ہوا ہے''...... عمران نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ ہم نے ڈاکٹر گولڈ کی ریز کا حصار توڑا ہے۔ اسے معلوم ہو گیا ہو گا بلکہ وہ تو ہمیں دیکھ بھی رہا ہو گا''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ڈاکٹر گولڈ ہمیں اس وقت

دیکھ رہا ہو گا اور اپنے بال نوچ رہا ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا ڈاکٹر گولڈ اس جزیرے پر اکیلا رہتا ہے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ایسے لوگ بنیادی طور پر بزدل ہوتے ہیں۔ ممکن نہیں ہے کہ وہ اس جزیرے میں اکیلا رہتا ہو۔ اس نے اپنی حفاظت کے لئے تربیت یافتہ افراد ضرور رکھے ہوں گے۔ اس کے علاوہ اس کے خدمت گار بھی ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ خدمت گار بھی تربیت یافتہ ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ وہ تو سیکرٹ رہنے والا آدمی ہے۔ بہت سے لوگوں میں رہ کر بھلا وہ سیکرٹ کیسے رہ سکتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ شاید اس کے ساتھ ایک دو آدمی ہی رہتے ہوں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''وہ سائنس دان ہے۔ کسی کی بھی برین واشنگ آسانی سے کر سکتا ہے اور کسی کو ذہنی غلام بنا لینا بھی کسی سائنس دان کے لئے مشکل کام نہیں ہوتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ آگے بڑھ ہی رہے تھے کہ اچانک انہیں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اور فضا یکدم گولیوں کی تڑتڑاہٹ اور بم کے دھماکوں سے گونج اٹھی۔ چوکس تو وہ پہلے سے ہی تھے لہٰذا ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں وہ عقابوں کی مانند اڑ کر دور دور جا گرے۔ ایک

سیکنڈ میں ہی وہاں دھواں اور آگ دکھائی دینے لگے۔ ان پر حملہ کرنے والوں نے آگ لگانے والے بموں سے ان پر حملہ کیا تھا لیکن بم پھینکنے سے پہلے انہوں نے مشین گنوں سے بھی ان پر فائرنگ کی تھی۔ کسی کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی ان سب نے اپنی اپنی جگہیں چھوڑ دی تھیں۔ اس لئے وہ گولیوں سے اور بموں سے بچ گئے تھے۔ زمین پر گرتے ہی وہ رینگتے ہوئے پلک جھپکتے ہی درختوں کی اوٹ میں ہو گئے تھے۔ ان کے مخالف ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے اور ان پر بم برسا کر سمجھ رہے تھے کہ ان کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ دھواں ہو جانے کی وجہ سے وہ انہیں دیکھ بھی نہیں پائے تھے لیکن جیسے ہی دھواں کچھ کم ہوا عمران اور اس کے ساتھیوں کو حملہ آور نظر آ گئے۔ جیسے ہی وہ نظر آئے جزیرہ ایک بار پھر فائرنگ سے گونج اٹھا۔ یہ فائرنگ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کی تھی۔ حملہ آور ان کی طرف سے مطمئن ہو چکے تھے اور اسی اطمینان نے ان میں سے بیشتر کو موت کی وادی میں پہنچا دیا تھا۔ وہ چیخے اور موت کے گہرے اندھیروں میں غرق ہوتے چلے گئے۔ باقی بچنے والوں نے درختوں کے پیچھے بھاگ کر چھپنا چاہا لیکن ابھی وہ بھاگ ہی رہے تھے کہ ان پر ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور اس بار باقی ماندہ افراد بھی لقمہ اجل بن گئے۔

عمران اور اس کے ساتھی کچھ دیر تک مختلف درختوں کی اوٹ میں چھپے رہے۔ ان کے حساس کان کسی آواز کو سننے کے منتظر تھے

اور نظریں چاروں طرف گردش کر رہی تھیں لیکن وہاں کی فطری خاموشی بتا رہی تھی کہ ان کے علاوہ اور وہاں کوئی بھی نہیں ہے۔ اطمینان ہو جانے کے بعد انہوں نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ ان پر حملہ آوروں کی لاشیں زمین پر بکھری پڑی تھیں اور ان کے خون سے زمین رنگین ہو گئی تھی۔ وہ انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ انہیں ایک محل دکھائی دے گیا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں بھی درختوں کے پیچھے چھپ کر حالات کا جائزہ لینا چاہئے“...... جولیا نے کہا۔

”درختوں کی اوٹ لینا بہتر ہے لیکن ہمیں اس کا زیادہ فائدہ نہیں ہو گا کیونکہ ڈاکٹر گولڈ تو ہمیں کمپیوٹر سکرین پر دیکھ رہا ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”پھر بھی مکمل جائزہ لینے تک ہمیں اوٹ میں رہنا چاہئے“۔ روشی نے کہا۔

”او کے۔ او کے“...... عمران نے کہا اور پھر وہ کسی بندر کی طرح ایک درخت پر چڑھ گیا۔ درخت پر چڑھ کر اس نے جیب سے ایک چھوٹی لیکن طاقتور دوربین نکالی اور محل کی طرف دیکھنے لگا۔

”محل کی چھت پر مجھے کچھ آدمی دکھائی دے رہے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”میں تمہیں راکٹ لانچر تیار کر کے دیتی ہوں“...... روشی نے کہا۔ وہ اس کے ساتھ والے درخت پر چڑھ گئی تھی اور اس کے

پاس ایک بیگ بھی تھا جس میں ایک چھوٹے لیکن جدید راکٹ لانچر کے پارٹس تھے۔ عمران کے کہنے کے بعد اس نے بیگ کھول کر وہ پارٹس نکالے اور ایک چھوٹا سا راکٹ لانچر تیار ہو گیا۔ پھر وہ اس درخت سے اتر کر عمران کے درخت پر آ گئی۔ بیگ میں راکٹ بھی موجود تھے۔ عمران نے دوربین سے محل کی چھت پر موجود آدمیوں کو دیکھ لیا تھا لیکن لگتا تھا کہ انہوں نے ابھی تک انہیں نہیں دیکھا تھا۔ عمران نے یکے بعد دیگرے محل کی چھت پر چار راکٹ فائر کئے اور ایک بار پھر اس نے دوربین آنکھوں سے لگائی۔ اب اسے محل کی چھت پر زندہ انسانوں کی بجائے کٹے پھٹے انسان دکھائی دیئے۔ وہ کافی دیر تک جائزہ لیتا رہا لیکن چھت پر اسے کوئی بھی حرکت دکھائی نہ دی تو وہ درخت سے نیچے اترا۔

”ہم سب کا محل میں جانا خطرناک ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میں تنویر اور جولیا محل میں جائیں گے اور باقی لوگ یہیں رکیں گے“۔ عمران نے کہا تو کسی نے اس کی بات پر اعتراض نہیں کیا کیونکہ یہ بات اس نے حتمی لہجے میں کی تھی اور وہ سب عمران کے مزاج کو سمجھتے تھے۔

عمران، تنویر اور جولیا آگے بڑھے۔ ان کے کان کی تمام حسیات بیدار تھیں اور آنکھیں چاروں طرف گردش کر رہی تھیں۔ مشین پسٹلز ان تینوں کے ہاتھوں میں تھے اور وہ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں حرکت میں آ سکتے تھے لیکن وہ محل تک پہنچ گئے اور کوئی بھی ان

ئے سامنے نہ آیا۔ وہ محل میں داخل ہوئے تو محل میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے محل میں کوئی بھی ذی روح موجود نہ ہو۔ وہ تینوں محل کے کمروں کی تلاشی لینے لگے۔

"ڈاکٹر گولڈ کہیں چھپ گیا ہے"...... تنویر نے اپنے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ وہ فرار ہو گیا ہے"...... جولیا نے اپنا خیال پیش کیا۔ لیکن عمران خاموش رہا۔ عمران اور وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچے تو اس میں مشینیں، سلنڈر اور کمپیوٹر رکھے ہوئے تھے۔ عمران نے ان مشینوں کو دیکھا اور پھر وہ جلد ہی ان کے سسٹم کو بھی سمجھ گیا۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے کہ واقعی ڈاکٹر گولڈ فرار ہو گیا ہے یا پھر وہ کسی تہہ خانے میں چھپ گیا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ جولیا اور تنویر اس کے ساتھ ہی تھے۔

"ہاں۔ یہاں تہہ خانے تو ہوں گے۔ ہمیں وہ تہہ خانے تلاش کرنے چاہئیں نا"...... جولیا نے کہا۔

اس وقت تک وہ دروازے کے قریب پہنچ چکے تھے۔ اسی لمحے عمران برق رفتاری سے حرکت میں آیا۔ اس نے تنویر اور جولیا کو ایک ساتھ دھکا دیا اور خود بھی ایک طرف گر گیا۔ اس کے اس عمل کے دوران ہی کمرہ مشین پسٹل کی فائرنگ سے گونج اٹھا لیکن عمران

کے بروقت حرکت میں آ جانے کی وجہ سے گولیاں ان کے سروں کے اوپر سے گزر گئیں۔

ڈاکٹر گولڈ ایک بڑے سلنڈر کے پیچھے سے برآمد ہوا تھا اور اس نے ان تینوں پر فائرنگ کر دی تھی لیکن عمران کی چھٹی حس نے بروقت خطرے کا الارم بجا دیا تھا۔

"عمران۔ میں تمہیں اپنے خواب چکنا چور نہیں کرنے دوں گا"...... ڈاکٹر گولڈ نے چیختے ہوئے کہا اور اس نے عمران پر فائرنگ جاری رکھی لیکن عمران بجلی بنا ہوا تھا۔ پھر ڈاکٹر گولڈ کی چیخ بلند ہوئی تو عمران ساکت ہو گیا۔ ڈاکٹر گولڈ کو تنویر نے گولی مار دی تھی۔ تنویر کی چلائی ہوئی گولی ڈاکٹر گولڈ کے ماتھے پر لگی تھی۔

"میں تو اسے زندہ پکڑنا چاہتا تھا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا کی معیشت کے دشمنوں کو زندہ رہنے کا حق تم تو دے سکتے ہو میں نہیں"...... تنویر نے غصے سے کہا تو عمران خاموشی سے کمپیوٹرز کی طرف بڑھا۔ وہ کمپیوٹر چیک کرنے لگا جبکہ اس دوران جولیا نے کال کر کے باقی ساتھیوں کو وہیں بلا لیا۔ عمران محل کا سارا سسٹم سمجھ چکا تھا اور پھر اس نے تہہ خانے بھی برآمد کر لئے۔ وہ تہہ خانے میں پہنچے۔ ان سب کی آنکھیں سونے کے ڈھیروں کو دیکھ کر پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"تمہیں پتہ ہے اس وقت تنویر کیا سوچ رہا ہے"...... عمران نے

اچانک ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا سوچ رہا ہے“...... جولیا نے بے ساختہ پوچھ لیا۔

”تنویر سوچ رہا ہے کہ کاش یہ سارا سونا اس کا ہوتا اور وہ یہ سارا سونا اپنی پیاری بہن کو جہیز میں دے دیتا۔ ارے واہ۔ پھر تو میں دنیا کا امیر ترین انسان ہوتا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

ختم شد

☆☆ ـــ سلورسٹی سے فرار کی تمام کوششوں میں ناکامی اور مایوسی کے بعد عمران اور کرنل فریدی نے زیرولینڈ کا حصہ بننے کا فیصلہ کرلیا ـــ؟

وحشت و ہیبت کے خوفناک لمحات، انتہائی حیرت انگیز واقعات، جنگل ایڈونچر، ایک ایسا ناول جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

عمران سیریز میں قطعی انوکھا اور منفرد انداز کا ناول

مکمل ناول

ہارڈ ٹاسک

☆ جولیا ـــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے دیا اور ایکریمیا کی سرکاری تنظیم گرین فورس کی ممبر بن گئی۔ کیا ایسا ممکن تھا ـــ؟

☆ جول کراس ـــ گرین فورس کا سپر ایجنٹ، جس کا دعویٰ تھا کہ وہ کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوا ـــ؟

☆ جول کراس ـــ جو پاکیشیا میں خاص مشن پر آیا اور جولیا بھی اس کے ساتھ بطور لیڈی ایجنٹ آئی تھی۔

☆ وہ لمحہ ـــ جب جول کراس نے دانش منزل میں گھس کر ایکسٹو پر ریز فائر کر دی۔ پھر کیا ہوا ـــ؟

☆ وہ لمحہ ـــ جب جولیا نے چوہان کو گولی ماردی۔ کیا چوہان ہلاک ہوگیا۔

☆ جولیا اور ایکسٹو کے درمیان خوفناک فائٹ۔ پھر کیا ہوا ـــ؟

☆ وہ لمحہ ـــ جب ایکسٹو نے جول کراس کے سامنے خود کو بے نقاب کر دیا۔ کیا واقعی ایکسٹو نے نقاب اتار دیا؟

(تحریر۔ خالد نور)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں انتہائی خوفناک ودہشت ناک ناول

ماورائی نمبر

مکمل ناول

ڈیول ہاؤس

مصنف
ارشادالعصرجعفری

- مسلم امہ کے خلاف یہودیوں کی ایک خوفناک سازش۔
- ڈاکٹر شیان جو سائنس دان ہونے کے ساتھ ساتھ ماورائی علوم کا بھی عامل تھا۔
- ڈاکٹر شیان جس نے مسلمانوں کے عالمی رہنماؤں کے خاتمے کے لئے ایک بچے کو عفریت بنادیا اور وہ عفریت مسلمان رہنماؤں کا خون پینے لگی۔
- ڈاکٹر شیان جس نے اسرائیل کے صدر کو یقین دلایا کہ اس کا عفریت بچہ عمران کا خون پی کر اسے ہلاک کردے گا تو کیا عفریت بچہ عمران کا خون پینے میں کامیاب ہوا ——؟
- عمران اور جوزف ایک ہوٹل کے کمرے میں تھے کہ شیطانی طاقتوں نے ہوٹل کو میزائلوں سے اڑادیا۔ کیا عمران اور جوزف زندہ بچ سکے ——؟

جولیاایک نئے اور بھرپور کردار میں

- ایکسٹو نے جولیا کو حکم دیا کہ وہ عمران کو گولی ماردے۔ کیوں ——؟
- وہ دہشت ناک لمحات جب سوپرفیاض کے سامنے ڈاکٹر شیان نے سوپر فیاض کے ساتھیوں کا خون پیا۔ سوپرفیاض کیونکر بے بس ہوا ——؟

پراسرار لمحات اور خوفناک واقعات میں لپٹی ہوئی دہشت ناک کہانی جوآپ کومدتوں یادرہے گی۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کا منفرد اور لازوال کارنامہ

مکمل ناول

بلیک سیون

مصنف
ارشاد العصر جعفری

- بلیک سیون انتہائی فعال، تیز اور خطرناک سیکرٹ ایجنسی جس تک رسائی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے بس کی بات نہیں تھی۔
- پاکیشیا اور شوگران کا ایشیا کو سرسبز اور ترقی یافتہ بنانے کا مشترکہ منصوبہ۔
- بلیک سیون نے اس منصوبے کو خاک میں ملا دیا اور منصوبے کے سرکردہ رہنما کو فضائی حادثے میں ہلاک کر دیا۔
- اس منصوبے کے اہم ترین راز بلیک سیون نے چرا لئے اور کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔
- علی عمران اور اس کے ساتھی بلیک سیون کی بجائے ایک مجرم تنظیم ڈارک نائٹ سے الجھ کر رہ گئے۔ مگر کیوں ——؟
- بلیک سیون کے ایجنٹ عمران کی بے وقوفی اور لاعلمی پر قہقہے لگانے لگے۔ کیا واقعی عمران بے وقوف بن گیا تھا ——؟
- جولیا کے دل میں جگہ پانے کے لئے تنویر پیروں، فقیروں کی مدد لینے لگا۔ کیا تنویر اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکا؟ دلچسپ سچویشن۔
- براعظم ایشیا کے خلاف ایک خوفناک سازش جو عمران کی موجودگی میں بھی کامیاب ہو گئی۔ مگر کیسے ——؟
- بلیک سیون کے چیف بلیک برڈ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد ان کی لاشوں کی ویڈیو بھی بنا لی تاکہ وہ دنیا کو اپنے اس عظیم کارنامے سے آگاہ کر سکے۔

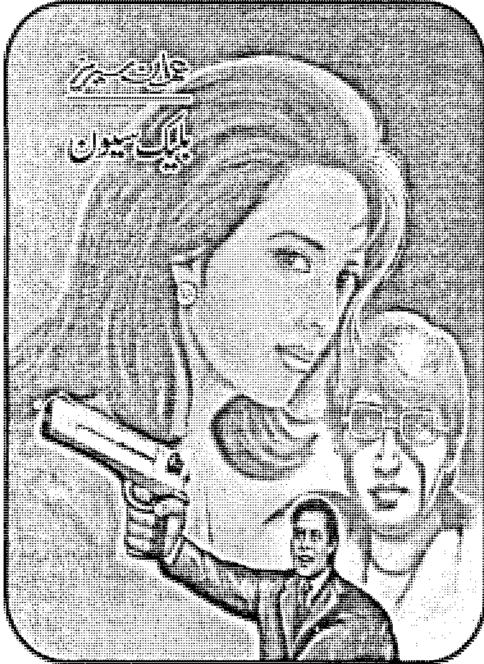

دلچسپ واقعات، حیرت انگیز سچویشن، سطر بہ سطر سسپنس، صفحہ بہ صفحہ ایکشن

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ
ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران، ڈاکٹر سائمن جان اور کرنل فریدی کا مشترکہ کارنامہ

مکمل ناول

ڈارک ایڈونچر

* ریڈ ڈیتھ ایک عالمی دہشت گرد تنظیم جس کا سربراہ ماسٹر باخ تھا۔
* ماسٹر باخ ایک شاطر سائنس دان جو دنیا پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔
* جزیرہ ریڈ ڈیتھ' ایک گمنام جزیرہ جو افریقہ کا گمشدہ حصہ تھا۔ اس جزیرے کے جنگل میں تمام قبیلے آدمخور رہتے۔
* جزیرہ ریڈ ڈیتھ' جس پر دیوتا ٹنرکاٹ کی حکومت تھی۔ دیوتا ٹنرکاٹ کون تھا ——؟
* جزیرہ ریڈ ڈیتھ' جو فینوں اور یورینیم کی سرزمین تھی مگر جزیرہ خطرناک تاریک جنگلوں اور درندوں سے پُر تھا۔
* رینا مونڈارے، ماسٹر باخ کی خاص ایجنٹ جو دنیا میں ڈائمنڈ بیوٹی کے نام سے جانی جاتی تھی۔
* جیفرڈ سلاکا' ماسٹر باخ کا خاص ایجنٹ جیفرڈ سلاکا دنیا میں جنگلی بھیڑیئے کے نام سے جانا جاتا تھا مگر کیوں ——؟
* ڈاکٹر سائمن جو گریٹ لینڈ کے پاور گروپ کا سربراہ تھا اور دنیا میں ماسٹر سیون کے نام سے جانا جاتا تھا۔
* وہ لمحہ جب عمران' فریدی' سائمن اور زیرولینڈ والے ماسٹر باخ کے قیدی بن گئے لیکن دنیا پر قبضہ کرنے کے لئے ماسٹر باخ نے ان سب کو مار ڈالا۔

* ریڈ پاور، ماسٹر باخ کی ایک خوفناک انقلابی ایجاد جس کے استعمال سے ہر سائنسی ام ناکارہ ہو جاتا تھا۔
* وہ لمحہ جب کرنل فریدی انتہائی خطرناک دلدل میں خود ہی کود گیا۔ مگر کیوں ——؟
* رابرٹ عمران کا نیا ساتھی جو برازیل کے ایک آدمخور قبیلے کا سردار بھی تھا اور ایکریمیا انڈر ورلڈ کا کنگ ماسٹر بھی تھا اور حسینوں کا دیوانہ۔ حسین لڑکیوں میں وہ تو ماسٹر کے م سے جانا جاتا تھا۔
* رابرٹ جس کی جزیرہ ریڈ ڈیتھ میں وحشی سردار سے جنگ ہوتی ہے۔ جیت کس ہوتی ہے ——؟
* زیرولینڈ جس کے چاروں ہرکارے تھریسیا' نانوتا' سنگ ہی اور فنچ بھی جزیرہ ریڈ ھ پر پہنچ گئے مگر جزیرے میں وحشیوں کے ہاتھوں بری طرح پھنس گئے۔ کیسے ——؟
* وہ لمحہ جب کرنل فریدی اور ڈاکٹر سائمن کو ایک خونخوار مگرمچھ کے بھٹ میں ڈال دیا یا۔ ان دونوں کا کیا انجام ہوا ——؟
* وہ لمحہ جب عمران کا ایکسٹو کا راز ماسٹر باخ نے بے نقاب کر دیا۔ کیسے ——؟

وہ لمحہ جب ٹرپل ایکسٹو نے عمران کا گریبان پکڑ لیا۔ یہ ٹرپل ایکسٹو کون تھا ——؟

خطرناک جنگلوں میں آدمخور وحشیوں اور خونخوار درندوں سے خوفناک جنگ

ایک اعصاب شکن اور بھرپور ایڈونچر ناول

(تحریر۔ سید علی حسن گیلانی)

رسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں سپر ایجنٹ صفدر پر لکھا جانے والا ایک ناقابل فراموش ایڈونچر

مکمل ناول

فاسٹ ایجنٹ

☆......پاکیشیا کے مایہ ناز سائنس دان پروفیسر احسان فارانی ایک اہم فارمولے پر کام کر رہے تھے اور اس کی بھنک ایکریمیا اور روسیاہ کو پڑ گئی۔

☆......روسیاہ کی ریڈ کراس ایجنسی کی لیڈی ایجنٹ پرنسز ڈاریا پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا اڑانے پاکیشیا پہنچ گئی۔

☆......ایکریمی ایجنسی بلیک سنیک کا سپر ایجنٹ جیف مارشل بھی پروفیسر احسان فارانی کا فارمولا حاصل کرنے پاکیشیا آیا لیکن پرنسز ڈاریا مشن مکمل کر کے واپس روسیاہ جا چکی تھی اور وہ ہاتھ ملتا رہ گیا۔

☆......بلیک زیرو۔ جس نے عمران سے روسیاہ مشن پر جانے کی درخواست کی مگر عمران نے اس کی درخواست رد کر دی اور سپر ایجنٹ صفدر کو اکیلے مشن پر بھیج دیا۔

☆......سپر ایجنٹ صفدر اور سپر ایجنٹ جیف مارشل کے درمیان فارمولے کے حصول کے لئے زبردست فائٹ۔ فارمولا کون حاصل کر سکا۔ صفدر یا جیف مارشل

(تحریر۔ خالد نور)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں مزاح، ایکشن، ایڈونچر اور خوف و دہشت میں لپٹی ہوئی لازوال داستان

ماورائی نمبر

مکمل ناول

ڈیول ورلڈ

مصنف
ارشاد العصر جعفری

☆ وحشت و بربریت کے وہ سنسنی خیز لمحات۔ جب تنویر کو اس کے فلیٹ میں قتل کر کے اس کی لاش کو آگ لگا دی گئی۔

☆ ذیلون۔ ایک خطرناک شیطانی عامل، جس نے عمران کو شیطانی عمل سے پاگل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ کیا عمران پاگل ہو گیا——؟

☆ عمران نے جولیا، صفدر اور خاور کو الٹا لٹکا کر ان کے نیچے آگ لگا دی۔ کیا یہ حرکت عمران نے پاگل ہو جانے کی وجہ سے کی تھی۔ یا——؟

☆ ذیلون۔ عمران کے ساتھ موت کا کھیل کھیلنے لگا۔ موت کے اس بھیانک کھیل کا انجام کیا ہوا——؟

☆ خوف کے وہ بھیانک لمحات۔ جب عمران اور اس کے ساتھی ریت کے طوفان میں تنکوں کی طرح اڑ گئے۔

☆ دنیا کا خوفناک ترین صحرا۔ صحرائے نشکان۔ جس کے ریتلے طوفان میں عمران اور اس کے ساتھی زندہ دفن ہو گئے۔

☆ زندگی میں پہلی بار عمران کے دل میں موت کا خوف پیدا ہوا کیونکہ وہ موت کو اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ رہا تھا لیکن بے بسی کی وجہ سے وہ حرکت کرنے سے بھی قاصر تھا۔

☆ ذیلون۔ جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے درمیان فتح کے جشن کا اعلان کر دیا۔

☆ گریٹ لینڈ کی ایجنسیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی گریٹ لینڈ کی جاسوسی کر رہے تھے ——؟

☆ عمران اور اس کے ساتھیوں کو جلتی ہوئی برقی بھٹی میں ڈالا جانے لگا تو؟

☆ عمران۔ شیطانی طاقتوں کے خوف سے ایک کمرے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ پھر کیا ہوا ——؟

☆ ہزاروں خونخوار کتوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ کیا وہ اس حملے سے بچ پائے ——؟

☆ عمران اور اس کے ساتھی کھلے سمندر میں غوطے کھا رہے تھے کہ مگرمچھوں کی ایک بڑی تعداد نے ان پر حملہ کر دیا۔ پھر کیا ہوا ——؟

☆ جوزف نے جولیا کو بے ہوش کیا اور پھر اس پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ جوزف نے ایسا کیوں کیا ——؟

قدم قدم رقصِ اجل، لمحہ لمحہ خوف و دہشت، سطر سطر سسپنس،

ایکشن اور مزاح سے بھرپور یادگار اور لازوال ناول۔